حدیث کا درایتی معیار

تالیف

مولانا محمدؐ تقی امینی

قدیمی کتب خانہ

آرام باغ - کراچی

حدیث کا درایتی معیار

مولانا محمد تقی امینی
(رفیق ندوۃ المصنفین)
و ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

ناشر
قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق نشر و اشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــــــ حدیث کا درایتی معیار
مصنف ــــــــــــ مولانا محمد تقی امینی صاحب
سالِ اشاعت ــــــــــــ ۱۹۸۶ء
تعداد ــــــــــــ ایک ہزار
کتابت ــــــــــــ بلقیس ناز

ناشر

قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ
کراچی ۱

Marfat.com

فہرستِ مضامین

مضامین	صفحہ
مقدمہ	۱۱
درایت کا مفہوم (۱۵)	
درایت کے لغوی معنیٰ	۱۵
درایت کی عام اصطلاحی تعریف	۱۶
درایت کی خاص اصطلاحی تعریف	۱۷
علم درایت کے اصلاً دو جزو ہیں	۱۷
نبوت (۱۹)	
رسول کی تحقیق	۱۹
آیتیں اور حدیثیں	۲۰
نبی کی تحقیق	۲۱
آیتیں اور حدیثیں	۲۲
رسول اور نبی	۲۳
نبوت کی بحث کے چار حصے	۲۴
رسول اور نبی کا نفسیاتی تجزیہ	۲۴
تخمِ نبوت (۲۵)	
ایک مثال کے ذریعہ وضاحت	۲۶

مضامین	صفحہ
ایک شبہ کا جواب	۲۶
قربِ نبوت (۲۷)	
تخمِ نبوت کی تربیت کی پہلی شکل	۲۷
تخمِ نبوت کی تربیت کی دوسری شکل	۲۹
وقتِ نبوّت (۳۱)	
نبوت کی قابلیت کیوں کر پیدا ہوئی	۳۱
نبوت کی قابلیت میں بشریت ختم نہیں ہوئی	۳۲
قابلیت کے بعد باضابطہ فیض رسانی شروع ہوگئی	۳۴
فیض رسانی کے وقت بعض کیفیات کی توجیہہ	۳۵
یہ فیض رسانی اللہ کی طرف سے ہوتی تھی	۳۶
متعلقہ حدیثیں	۳۷
حضرت عمرؓ کے تائیدی اقوال	۳۸
اللہ کی حفاظت و نگرانی ہوتی تھی	۳۸
فیض رسانی اللہ کی معرفت اور تربیت کے پروگرام سے متعلق تھی،	۳۹

Marfat.com

متعلقہ حدیثیں ۴۰

دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت ۴۲

ختمِ نبوت (۴۴)

تاریخِ انسانی کے دو بڑے حصے ۴۴

قبل ختمِ نبوت "

بعد ختمِ نبوت ۴۵

ختمِ نبوت سے متعلق آیتیں "

متعلقہ حدیثیں ۴۷

ختمِ نبوت پر فیض رسانی ۴۸

اس فیض پر رسول اللہ کی شہادت ۴۹

شاہد علی الشاہد کی حیثیت ۵۰

درک و بصیرت کا کام ۵۱

علماء انبیاء کے وارث ۵۲

وارث بنانے کا مقصد ۵۳

علمِ نبوت (۵۴)

قرآنِ حکیم کی آخری اور دوامی شکل ۵۵

پہلی کتابوں کا ذکر ۵۵

متعلقہ حدیثیں ۵۵

پہلی کتابوں میں نسخ و نسیان کا ذکر ۵۶

بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ۵۷

نسخ کی حقیقت ۵۸

قرآن حکیم میں ازالہ نہیں بلکہ اِمالہ کی ضرورت ہے ۵۸

ایک مثال سے وضاحت ۵۹

ثبوت میں ایک آیت ۵۹

لفظ تبدیلی کا استعمال ۶۰

رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے اوصاف میں تبدیلی کی مثالیں ۶۱

صحابہؓ کے فیصلوں سے اوصاف کی تبدیلی کی مثالیں ۶۳

متقدمین کے نزدیک نسخ کا استعمال ۶۵

اوصاف میں تبدیلی ہی سے قرآن کی آخری و دوامی شکل برقرار رہتی ہے ۶۶

شعورِ نبوت (۶۷)

شعورِ نبوت کا ثبوت ۶۷

حکمت کا مفہوم ۶۸

حکمت، علم و فہم کا نہایت اونچا درجہ ہے ۷۰

نبوت، کمال حکمت پر فائز ہوتی ہے ۷۱

کمالِ حکمت میں نورانی شعاع کی آمیزش ۷۲

شعورِ نبوت کے تکوینی اجزاء "

شعورِ نبوت کی خصوصیات ۷۳

آیتوں میں شعورِ نبوت کی طرف اشارہ ۷۳

Marfat.com

شعورِ نبوت کے ادراک و مشاہدہ میں کوئی شریک نہیں ہے۔ ۷۴

اس ادراک و مشاہدہ کی رسائی ماورائے عقل تک ہے۔ ۷۴

شعورِ نبوت اور عقل میں ٹکراؤ نہیں ہے ۷۶

شعورِ نبوت دین و شریعت سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے ۷۷

عقلی بشری دُنیوی حالات سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے ۷۸

سفارت (۸۰)

فرشتوں سے مراد ۸۰

فرشتوں کے سپرد مختلف کام ،،

کائنات میں نورانی و مادّی دو قسم کی قوتیں ۸۲

اصل اللہ کی مرضی و مشیت اور حکم ہے۔ ۸۳

مرضی و مشیت اور حکم کی پہلے اطلاع غالباً ملأ اعلیٰ کو ہوتی ہے ۸۴

موقع کی مناسبت سے چند حدیثیں ۸۴

حکم و فیصلہ کے وقت فرشتوں کی کیفیت ۸۵

حکم و فیصلہ کی بعض مثالیں ۸۶

نورانی سبب کی طرف بعض اشارات ۸۸

شاہ ولی اللہ کے بیان سے مزید وضاحت ۹۱

فرشتے اللہ کی مرضی و مشیت کے مکمل تابع ہیں ۹۲

فہم حدیث (۹۴)

فہم حدیث کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے ۹۴

معنویت حاصل کرنے میں شعورِ نبوت کی برتری ۹۵

چند حقائق کی موجودگی میں کوشش کی ناکامی ۹۶

قرآن مقاصد و مصالح اور اصول و کلیات کی کتاب ہے ۹۸

اس سے معنویت حاصل کرنے کا طریقہ ۹۸

اس طریقہ میں تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے۔ ۹۹

آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے۔ ۱۰۰

نفسی قوتوں کے خواص و اثرات ۱۰۲

نفسی بنیادی قوتوں سے متعلق آیتیں ۱۰۳

معنویت حاصل کرنے والی حدیثیں ۱۰۳

معنوی دلالت کی تشریح ۱۰۵

فطرت کی لغوی و اصطلاحی تحقیق ۱۰۶

Marfat.com

شاکلہ کی لغوی واصطلاحی تحقیق	۱۰۹
جبلّت کی لغوی واصطلاحی تحقیق	۱۱۱
مزید افذ واستنباط	۱۱۲
نفسیاتی بنیادوں کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے	۱۱۳
امتزاج کے بعد ان میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے	۱۱۳
امتزاج کے بعد شاکلہ کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں۔	۱۱۴
ابتدائی دو بڑی قسمیں	۱۱۵
ہر ایک کی چار بڑی شکلیں	۱۱۵
انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی خواص	۱۱۶
نزاع وکشمکش والی چار بڑی شکلوں کے خواص واثرات	۱۱۷
مصالحت والی چار بڑی شکلوں کے خواص واثرات	۱۱۷
ان خواص واثرات پر نظام عالم موقوف ہے	۱۱۸
ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے	۱۱۹
نیکی وبدی کے تار	(۱۲۰)
چند وہ قوتیں جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے	۱۲۰
روح میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۱
روح کی مختلف گروپ میں تقسیم	۱۲۲
اہلِ علم کے چند اقوال	۱۲۲
روح کے دو حصے	۱۲۳
عقل میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۴
عقل کا اشرف ترین ثمرہ	۱۲۵
عقل کے دو حصے	۱۲۵
عقل سے متعلق چند حدیثوں کی وضاحت	۱۲۶
قلب میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۷
قلب میں نیکی وبدی دونوں کی صلاحیتیں	۱۲۸
قلب علم وادراک کا ذریعہ بھی ہے	۱۲۸
نفس میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۹
ایک حدیث میں نورانی ومادی بنیاد کی طرف اشارہ	۱۳۰
علامہ ابن قیم کے بیان سے تائید	۱۳۱
نیکی وبدی کے تار کو غذا وقوت کا فطری انتظام	۱۳۱
نیکی وبدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ غذا وقوت	۱۳۲
دونوں تاروں کو ماحول کے ذریعہ غذا وقوت	۱۳۴
جوہر انسانیت کا تربیتی پروگرام	(۱۳۶)
جوہر انسانیت کا وجود	۱۳۶

Marfat.com

تربیت کے لئے مستقل پروگرام کی تجویز	۱۳۷
تربیت کے لئے جامع لفظ تزکیہ ہے	۱۳۷
تزکیہ کے لغوی و اصطلاحی معنی	۱۳۸
تزکیہ کے لئے شعور نبوت کی اہمیت	۱۴۰
طبیب حاذق کے کام سے ایک گونہ مشابہت	۱۴۰
نفسی زندگی جسمانی سے کہیں زیادہ باریک ہے	۱۴۱
تربیتی پروگرام کا اجمالی خاکہ	۱۴۱
ایمان واعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۴۲
ایمان واعتقاد کی حقیقت	۱۴۳
جن پر ایمان لانے کا حکم ہے	۱۴۴
ثبوت میں آیتیں	۱۴۴
ایمان باللہ اصل ہے	۱۴۶
اسکے ذریعہ نورانی بنیاد کو غذا و قوت پہنچتی ہے	۱۴۶
تحت الشعور کے جذبۂ محبت سے رابطہ قائم ہوتا ہے	۱۴۷
محبت کے چند اثرات	۱۴۸
انسان کے حسنِ عمل کو بقاء و دوام کی سعادت سے نوازتا ہے	۱۵۰
حسنِ عمل کی ایک تعبیر	۱۵۲
شرک کی پیوندکاری سے رشتہ کی نورانی خاصیت سلب ہوجاتی ہے	۱۵۳
روح اور عقل دونوں کی نورانی حقیقت پامال ہوتی ہے	۱۵۳
کفر سے متعلق آیتیں اور حدیثیں	۱۵۴
شرک سے متعلق آیتیں اور حدیثیں	۱۵۵
شرک خفی کا تعلق فساد نیت سے ہے	۱۵۷
شرک خفی سے متعلق حدیثیں	۱۵۸
نفاق سے محبت کی حس کند ہوجاتی اور کشش مضمحل ہوجاتی ہے	۱۶۰
نفاق کا تعلق قلب سے ہے	۱۶۱
نفاق سے متعلق چند حدیثیں	۱۶۲
نفاق کا اعلیٰ درجہ کفر سے بدتر ہے	۱۶۴
نفاق کا ادنیٰ درجہ فسق کے مساوی ہے	۱۶۵
فسق کا تعلق نفسِ امارہ سے ہے	۱۶۶
نفاق کے اسباب	۱۶۶
اصل سبب	۱۶۷
طہارت اور پاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۶۷
عبادت وطاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۶۹
نیکی وبدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۷۱
پاکیزہ وگندی چیزوں سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۷۲

Marfat.com

تربیت کا اثر کس قسم کے خواص و اثرات میں ظاہر ہوتا ہے	۱۷۴
ایک شبہ کا جواب	۱۷۵
نیکی و بدی کا دائرہ کار	۱۷۶
نقدِ حدیث	(۱۷۸)
داخلی نقدِ حدیث	۱۷۸
قرآن حکیم میں داخلی نقد کی بنیاد	۱۸۰
سنتِ نبویؐ میں داخلی نقد کی بنیاد	۱۸۱
صحابہؓ کے فرمودات میں داخلی نقد کی بنیاد	۱۸۳
محدثین نے داخلی نقد سے دریغ نہیں کیا	۱۸۴
محدثین کی زیادہ توجہ جمع حدیث و خارجی نقدِ حدیث پر تھی	۱۸۶
فقہاء کی زیادہ توجہ داخلی نقدِ حدیث پر تھی	۱۸۷
حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں کے تین گروہ	۱۸۸
کم و بیش ہر گروہ کو درایت سے دلچسپی تھی	۱۸۹
حدیث کی شناخت کے لئے فنی ذوق کی ضرورت	۱۹۰
داخلی نقدِ حدیث کے اصول و ضوابط	۱۹۱
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں رکاکت پائی جاتی ہو	۱۹۱
لفظی رکاکت	۱۹۲
معنوی رکاکت	۱۹۲
رکاکت کے تحت چند موضوع حدیثیں	۱۹۳
رسول اللہؐ کیطرف منسوب حدیث میں خوبصورت چہرہ کی تعریف مختلف انداز سے ہو	۱۹۵
اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۱۹۶
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں مختلف پیشے اختیار کرنے والوں کی برائی ہو	۱۹۸
اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۱۹۸
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں خاندان قوم اور شہر کی برائی ہو۔	۲۰۰
اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۲۰۱
رسول اللہؐ کیطرف منسوب حدیث میں بے ڈھنگی اور اوٹ پٹانگ باتیں پائی جائیں	۲۰۲
اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۲۰۳
رسول اللہؐ کیطرف منسوب حدیث میں لغویت تمسخر کم عقلی اور بیوقوفی کی بات پائی جائے	۲۰۴
اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۲۰۵
رسول اللہؐ کی پیدائش کے واقعہ میں شانِ نبوت پر حرف آئے اور معیارِ نبوت برقرار نہ رہے۔	۲۰۷
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث کلامِ انبیاء کے مشابہ نہ ہو	۲۰۹

Marfat.com

آدم کے قبول توبہ کا ایک موضوع واقعہ ۲۰۹
عرش معلی پر جانے کی روایت موضوع ہے ۲۱۰
علم و حسن سے متعلق بعض موضوع روایتیں
خرقۂ صوفیہ کی نسبت رسول اللہؐ کی طرف صحیح نہیں ہے ۲۱۲
حضرت علیؓ کا حضرت حسن بصریؒ کو خرقہ پہنانا ثابت نہیں ہے۔ ۲۱۲
فقراء صوفیہ سے متعلق بعض موضوع روایتیں ۲۱۳
رسول اللہ کی طرف منسوب حدیث فی نفسہ باطل ہو۔ ۲۱۳
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۱۴
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث محسوس عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو ۲۱۶
اس حدیث کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۱۶
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث عقل عام کے خلاف ہو ۲۱۸
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۲۰
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث حکمت و اخلاق کے اصول کے خلاف ہو ۲۲۲
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۲۲
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث
شہوت و فساد کی داعی ہو ۲۲۴
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۲۵
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث قواعد طب کے خلاف ہو ۲۲۶
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۲۶
قواعد طب کے موافق حدیثوں کی حیثیت ۲۲۸
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو ۲۲۹
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۳۰
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث کے خلاف صحیح شواہد موجود ہوں ۲۳۲
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۳۲
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث اللہ کی تنزیہ و کمال کے خلاف ہو ۲۳۴
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۳۴
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث صراحتِ قرآن کے خلاف ہو ۲۳۶
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۳۶
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث سنتِ صریحہ کو توڑنے والی ہو ۲۳۹
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۰

Marfat.com

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث قرآن و سنت کے قواعد کے خلاف ہو ۲۴۱
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۱
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں پیشین گوئی ماہ اور سن کے تعین کے ساتھ ہو ۲۴۳
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۴
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹے کام پر بڑے بھاری ثواب کی بشارت ہو ۲۴۶
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۶
رسول اللہ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹی بات پر سخت وعید کا مبالغہ ہو ۲۴۸
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۸
رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں مفاد، عصبیت اور اختلاف کو دخل ہو ۲۵۰
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۱
گروہی عصبیت کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۳
اختلاف دین کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۳
اختلاف مسلک کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۴
خارجی نقد کے بعض اصول داخلی نقد کے ساتھ خاص ہیں ۲۵۹
خارجی نقد کے بعض اصول دونوں میں مشترک ہیں ۲۶۲
اکثر و بیشتر خارجی و داخلی نقد میں ٹکراؤ نہیں ہوتا ۲۶۶
ٹکراؤ کی پہلی صورت ۲۶۷
اس کی دو شکلیں ۲۶۸
ٹکراؤ کی دوسری صورت ۲۷۰
اس کی ایک شکل ۲۷۰
ٹکراؤ پر نقدِ حدیث کا ماہر ہی قابو پا سکتا ہے ۲۷۱
غیر مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ۔ ۲۷۲
کتبِ حدیث کی تقسیم ۲۷۴
مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ۔ ۲۷۵
داخلی نقد کی فوقیت کے دلائل ۲۷۶
حق و انصاف کی بات ۲۷۸
شعورِ نبوت کی خصوصیت ۲۷۹
نقد و تحقیق میں افراط و تفریط کے دو گروہ ۲۸۰
عدل و اعتدال کی راہ ۲۸۴
مصنف کے مختصر حالات زندگی ۲۸۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ہماری زبان میں روایتِ حدیث پر تو کام ہوتا رہا لیکن درایتِ حدیث پر کام کا تسلسل نہ جاری رہ سکا جس کی وجہ سے حدیث کی شناخت اور موقع محل کی تعیین میں دشواری پیش آتی رہی اور حدیث کی افادیت گویا ایک دَور و زمانہ تک محدود ہو گئی۔

ادھر مستشرقین نے نقدِ حدیث پر جس انداز سے کام کیا اس میں حدیث کی اصلی صورت ہی مسخ ہو گئی (غالباً مستشرقین کا مقصد ہی یہی تھا، علمی تحقیق و تدقیق نہ تھا) جس کے بعد قرآن فہمی اور اس کی تشریح و توضیح کا کوئی ایسا معیار نہ باقی رہا کہ جس کی صحت کی ضمانت ہو۔

"حدیث" جس انداز کی علمی و عملی تشریح و توضیح اور قرآن فہمی کے لئے معیار ہے اس کی تفصیل کتاب کے صفحات میں ملے گی، ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے تشریحاتِ نبوی کی نوعیت ظاہر ہوتی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نوعیت کا کام شعورِ نبوت کے بغیر نہیں انجام پا سکتا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے اصطلاحی الفاظ "ایمان، اسلام، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، قربانی اور جہاد" وغیرہ کا مفہوم متعین کیا اور ان کی صحیح عملی کیفیت بیان کی۔

(۲) غیر اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کئے مثلاً: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ (انعام ع ۹) (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا) میں ظلم کے معنی شرک بیان کئے ہیں۔

(۳) جملوں کی تشریح کی جیسے "کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ

Marfat.com

الْاَسْوَدِ" (بقرہ ع ۲۳) میں خیط ابیض اور خیط اسود سے رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی مراد لی، پھر بعد میں "من الفجر" کا نزول ہوا)۔

(۴) آیتوں کی وضاحت کی مثلاً: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ ع ۴) (انہوں نے اللہ کے سوا اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا) کے متعلق فرمایا کہ حقیقۃً رب بنانا نہیں مراد ہے بلکہ جائز و ناجائز اور حلال و حرام کرنے میں احبار و رہبان کا حق تسلیم کرنا مراد ہے۔

(۵) آیتوں کے شانِ نزول بیان کیے مثلاً وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (توبہ ع ۱۴) (ان تینوں آدمیوں کی توبہ قبول کی گئی جو پیچھے رہ گئے تھے) میں تین آدمی کعبؓ بن مالک، ہلالؓ بن امیہ اور مرارہؓ بن ربیع کی تعیین فرمائی۔

(۶) اشکال کے جواب دیئے۔ مثلاً: يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ (مریم ع ۲) (اے ہارون کی بہن) فرمایا کہ ہارون سے مراد نبی نہیں بلکہ دوسرا شخص ہے، اسی طرح مرنے کے بعد دوسری زندگی کے بارے میں طرح طرح کے اشکالات کے جواب دیئے۔

(۷) مجمل آیتوں کی تشریح کی جس کے بغیر صحیح مفہوم سے واقفیت دشوار تھی، مثلاً: معروف منکر، طیبات اور خبائث وغیرہ کے تحت بہت سی مروّجہ چیزوں کا حکم بیان کیا۔

(۸) مطلق آیتوں کو موقع و محل کے لحاظ سے مقید کیا، مثلاً جرائم کی سزاؤں سے متعلق آیتوں کو موقع و محل کے لحاظ سے مقید کر کے ان پر عمل درآمد واضح کیا۔

(۹) احکام کی شرطیں، رکاوٹیں اور قیدیں وغیرہ بیان کیں جن کے بغیر ان پر عمل دشوار تھا۔ مثلاً: نکاح، طلاق، خرید و فروخت وغیرہ معاملات کی تفصیل جس نے صحیح و غلط حلال و حرام کے درمیان امتیاز قائم ہوا۔

(۱۰) نئے احکام بیان کئے جن کا صریح ذکر اگرچہ قرآن میں نہیں ہے لیکن وہ اس سے مستنبط ہوتے ہیں۔ مثلاً: پھوپھی کی موجودگی میں بھتیجی سے نکاح یا خالہ کی موجودگی میں بھانجی سے

Marfat.com

نکاح حرام قرار دیا وغیرہ۔

(۱۱) جزئی احکام کے موقع و محل متعین کئے جیسے تیمم و نماز قصر کے مواقع بیان کئے اور شرعی رخصتوں کے بھی محل متعین کئے کہ کس جگہ ان رخصتوں پر عمل کرنے کی اجازت ہے اور کس جگہ نہیں ہے۔

(۱۲) اصول و کلیات کو مثال کے ذریعہ واضح کیا جس سے قیاس و استنباط کی راہیں کھلیں مثلاً: پالتو گدھے، دانتوں سے شکار کرنے والے درندے اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کو خبائث میں شامل کر کے حرام قرار دیا۔

(۱۳) اصل کو فرع پر منطبق کر کے دکھایا اور اس کے حدود قیود بتائے جس سے دوسری فرع کا حکم نکالنے میں سہولت ہوئی جیسے اصل' ناحق مال کھانے کی ممانعت ہے' مروجہ معاملات' فرع ہیں ناحق مال کھانے کی صورت جس معاملہ میں پائی گئی آپ نے اس سے منع فرمایا۔

(۱۴) جزئیات پر مشتمل عام قاعدہ کی تشکیل کی جس سے مصالح مرسلہ وغیرہ (فقہ کے اہم اصول) میں کام لیا گیا مثلاً:

لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ فِی الْاِسلَام	اسلام میں نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔
الضررُ یُزال	نقصان دور کیا جائے۔
المشقة تجلب التیسیر	مشقت آسانی کھینچتی ہے۔

(۱۵) قرآن حکیم میں جن مصالح و مقاصد کو ملحوظ رکھ کر احکام و اصول مقرر کئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیش نظر بہت سے جزئی احکام بیان کئے جن سے اجتہاد کا دروازہ وسیع ہوا اور شرعی احکام کو برمحل منطبق کرنے میں سہولت ہوئی وغیرہ۔

اس میں شک نہیں کہ مستشرقین کا رویہ اب معذرت خواہانہ ہو گیا ہے اور وہ اعتراف کرنے لگے ہیں کہ نقدِ حدیث پر جو کام کیا گیا اس میں رسول اللہ کی ذات کو اخلاص کے ساتھ

Marfat.com

قرآن کی روشنی میں نہیں دیکھا گیا اور نہ قرآن کو مقدس کتاب ہی تسلیم کیا گیا لیکن جو زہر وہ پھیلا چکے ہیں اس کے اثرات ایک عرصہ تک باقی رہیں گے اور ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ جس کی جڑیں مضبوط نہیں ہیں اس سے متاثر ہوتا رہے گا۔ اس بنا پر اور نقدِ حدیث پر مستشرقین نے جو کام کیا ہے (جن میں گولڈزیہر اور جوزف شاخت سرفہرست ہیں) اس کا جائزہ لینے اور جواب دینے کی شدید ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں اہل علم کی کوششیں قابل قدر ہونے کے باوجود ابھی مزید کام کی شدید ضرورت باقی ہے جس کی طرف اولین فرصت میں اہل علم کو توجہ کرنی چاہیے۔

یہ کتاب درایتِ حدیث پیش کی جارہی ہے جس میں حدیث کی اصلی صورت اور اس کا "درایتی معیار" واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اللہ سے بصد عجز و زاری درخواست ہے کہ اپنے حقیر و ناتواں بندہ کی اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے اور مزید کام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میری طلب بھی ترے ہی کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں خود اٹھائے جاتے ہیں

محمد تقی امینی

Marfat.com

درایت کا مفہوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دین وشریعت سے متعلق جو کچھ منسوب ہوا اس کو "حدیث" کہتے ہیں، اس نسبت کی صحت کو جانچنے کے لئے اہلِ علم نے ایک معیار مقرر کیا ہے، جس کا نام "درایتی معیار" ہے۔

درایت کے لغوی معنیٰ لغت میں درایت کے معنیٰ "معرفت" ہیں[1]۔

حدیث کی صحیح معرفت اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ راوی (حدیث نقل کرنے والا) اور مروی (حدیث) دونوں سے متعلق پوری معلومات ہوں، یعنی راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا؟ اس کا حافظہ قوی تھا، یا کمزور، نظر سطحی تھی یا گہری، فقیہ تھا یا غیر فقیہ، جاہل تھا یا عالم، اخلاق وکردار کیسے تھے؟ ذرائع معاش اور مشاغل کیا تھے؟ روایت کرنے میں مقررہ شرطوں کا لحاظ کیا ہے یا نہیں؟ اسی طرح مروی کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے الفاظ وجملوں میں کسی قسم کی خامی وکمزوری یا مقررہ قواعد کی خلاف ورزی تو نہیں پائی جاتی ہے، معانی ومفہوم میں عقل، مشاہدہ، تجربہ، زمانہ کے طبعی تقاضے، کسی مسلّمہ اصول اور قرآنی تصریحات کی خلاف ورزی تو نہیں لازم آتی ہے جن سے کسی طرح بھی شانِ نبوتؐ پر حرف آئے یا فرمودات نبویؐ میں سطحیت ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو۔

---

[1] راغب اصفہانی: المفردات فی غریب القرآن۔ ابن منظور: لسان العرب۔

Marfat.com

درایت کی اصطلاحی تعریف دو طرح منقول ہے :۔

(۱) عام اور (۲) خاص۔ "عام" وہ ہے جس کا تعلق راوی اور مروی دونوں کی معرفت سے ہے اور "خاص" وہ ہے جس کا تعلق صرف "مروی" کی معرفت سے ہے۔

درایت کی عام اصطلاحی تعریف

عام کے تحت اس قسم کی تعریفیں آتی ہیں۔ مثلاً طاہرؒ بن صالح الجزائری الدمشقی کہتے ہیں :۔

علم دراية الحديث علم يعرف منه انواع الرّواية واحكامها وشروط الرواة واصناف المرويات واستخراج معانيها[1]	درایتِ حدیث وہ علم ہے جس سے راوی کی شرطیں، روایت کی قسمیں اور اس کے احکام کی معرفت ہوتی ہے نیز مرویات کی قسمیں اور ان کے معانی کے استخراج کا علم ہوتا ہے۔

ابن الاکفانیؒ اور جلالؒ الدین السیوطی کے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں[2]۔

عزالدینؒ ابن جماعہؒ کہتے ہیں :۔

علم الحديث دراية علم بقوانين يعرف بها احوال السند والمتن[3]	درایتِ علمِ حدیث ان قوانین کے جاننے کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ سند اور متن کے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

زین الدین بن علیؒ کہتے ہیں :۔

دراية الحديث وهو علم يبحث فيه عن متن الحديث	درایت حدیث وہ علم ہے جس میں حدیث کے متن اور اس کی سند سے بحث ہوتی

---

[1] طاہر بن صالح، احمد الجزائری الدمشقی "توجیہ النظر الی اصول الاثر" الفائدة الثالثة۔ [2] ارشاد المقاصد از مقدمہ تحفۃ الاحوذی (عبدالرحمٰن مبارکپوری) الباب الاول الفصل الاول۔ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی مقدمۃ المؤلف۔ [3] نورالدین عتر الدخل۔ مقدمہ علوم الحدیث لابن الصلاح۔

Marfat.com

وطرقه من صحيحها وسقمها — اور حدیث کی صحت وسقم کا پتہ چلتا ہے،

وعلمها وما يحتاج اليه[1] — نیز جن چیزوں کی معلومات ضروری ہیں ان کے متعلق علم ہوتا ہے۔

درایت کی خاص اصطلاحی تعریف

خاص کے تحت یہ تعریفیں ہیں مثلاً طاش کبری زادہ کہتے ہیں :-

هو علم باحث عن المعنى المفهوم من الفاظ الحديث وعن المراد منها مبنيًا على قواعد العربية وضوابط الشريعة ومطابقا لاحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم[2]

درایت حدیث وہ علم ہے، جس میں الفاظ حدیث سے سمجھے گئے مفہوم ومراد سے بحث ہوتی ہے، جب کہ وہ عربی قواعد وشرعی ضوابط پر مبنی اور رسول اللہؐ کے احوال کے مطابق ہوں۔

حاجی خلیفہ (صاحبِ کشف الظنون) اور نواب صدیق حسن خاں سے بعینہ یہی تعریف منقول ہے[3]۔

اس کی تائید، درایت کے "موضوع" سے بھی ہوتی ہے۔

وموضوعها احاديث الرسول صلى الله عليه وسلم من حيث دلالتها على المفهوم او المراد[4]

رسول اللہؐ کی حدیثیں، مفہوم یا مراد پر ان کی دلالت کی حیثیت سے درایت کا موضوع ہیں۔

علم درایت کے اصلاً دو جزو ہیں

مذکورہ مختلف تعریفوں سے ظاہر ہے کہ علم درایت کے اصلاً دو جزو ہیں۔

---

[1] زین الدین بن علی بن محمد شرح البدایہ فی علم الدرایہ (مخطوطہ آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) [2] طاش کبری زادہ مفتاح السعادہ ومصباح السیادہ درایۃ الحدیث۔ [3] حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون ج۔ا علم الحدیث نواب صدیق حسن خان ابجد العلوم ج ۲۔ علم الحدیث الشریف [4] کشف الظنون ج۔۱ علم الحدیث

Marfat.com

(۱) فہمِ حدیث اور

(۲) نقدِ حدیث

لیکن ان دونوں کی بحث اس وقت تک بے معنیٰ رہتی ہے جب تک حدیث کے سرچشمہ سے واقفیت نہ ہو۔ اس بنا پر درایتی معیار کو درج ذیل مباحث میں تقسیم کیا جاتا ہے:۔

(۱) نبوّت

(۲) علمِ نبوت

(۳) شعورِ نبوّت

(۴) سفارت

(۵) فہمِ حدیث اور

(۶) نقدِ حدیث

آگے کی تفصیل سے واضح ہوگا کہ یہ سب مباحث درایت کے مفہوم میں داخل ہیں جن کے بغیر حدیث کی صحیح معرفت ناممکن ہے۔

Marfat.com

۱۔ نبوّت

عہدہ اور منصب کے لحاظ سے نبوت و رسالت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ عام طور سے دونوں کے درمیان جو مختلف فرق بیان کئے جاتے اور کتابوں میں موجود ہیں تحقیق و تلاش کے باوجود ان کی بنیاد قرآن کی کسی آیت یا صحیح حدیث میں نہ مل سکی۔ اس بنا پر فرق کی تفصیلات کو قصداً نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

رسول کی تحقیق رسول کی لغوی و اصطلاحی تحقیق یہ ہے:۔ رسول، رسالت سے ہے۔ لغت میں جس کے معنی بھیجنا اور اصطلاحی معنی:۔

سفارۃ العبد بین اللہ و	اللہ اور عقل والوں کے درمیان سفارت
بین ذوی العقول لیزیل بہا	ہے تاکہ اللہ اس کے ذریعہ انکی بیماریاں
عللهم ويعلمهم ما قصرت	زائل کر دے اور دنیا و آخرت کی جن مصلحتوں
عنه عقولهم من مصالح	کے سمجھنے میں ان کی عقلیں ناکام ہیں ان
الدنيا و الآخرة[1]	کی اطلاع دے۔

رُسُلُ۔ رسول کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی:۔

الذی یتابع اخبار	وہ شخص جو اپنے بھیجنے والے کی خبروں
الذی بعثه[2]	کی اتباع کرتا ہے۔

---

[1] عبد النبی احمد نگری "دستور العلماء ج ۲ الراء مع السین۔ [2] ابن منظور۔ لسان العرب فصل الراء حرف اللام

Marfat.com

لیکن یہاں وہ رسول مراد ہیں جن کو اللہ نے اپنی معرفت اور جوہر انسانیت کی تربیت کے پروگرام کے ساتھ بندوں کی طرف بھیجا۔

انسان بعثه الله الى الخلق لتبليغ الاحكام[1]	وہ انسان جس کو اللہ نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا۔

آیتیں اور حدیثیں

قرآنِ حکیم میں مختلف پیغمبروں کی زبانی یہ الفاظ ہیں:۔

وَلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف ع ۸)	لیکن میں رب العلمین کی طرف سے رسول ہوں۔
وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف ع ۱۳)	موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العلمین کی طرف سے رسول ہوں۔
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران ع ۱۵)	محمدؐ تو ایک رسول ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا رسول الله بعثنی الی العباد ادعوهم الیٰ ان یعبدوا الله ولا یشرکوا به، وانزل علیّ کتاب۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ حدیث محمود بن لبید)	میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھ کو اس نے بندوں کی طرف بھیجا میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور میرے اوپر کتاب اتاری گئی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے فرمایا:۔

والله انی رسول الله وان کذبتمونی (بخاری ج ۱ کتاب الشرط)	خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھ کو جھٹلاؤ۔

---

[1] شریف علی بن محمد جرجانی۔ کتاب التعریفات باب الراء۔

Marfat.com

نبی کی تحقیق | "نبی" کی لغوی و اصطلاحی تحقیق یہ ہے:

"نبی" "نبأ" سے ہے جس کے معنی خبر اور نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہیں لیکن ہر خبر کو "نبأ" نہیں کہتے بلکہ جس سے یہ تین باتیں حاصل ہوں وہ "نبأ" ہے۔

۱۔ عظیم فائدہ

۲۔ یقین یا

۳۔ غلبۂ ظن[۱]

بعض علماء لغت نے "نبی" کا مادہ نَبُوَةٌ تسلیم کیا ہے جس کے معنیٰ رفعت و بلندی ہے۔

وسمّی نبیّا لرفعة محلّہ عن سائر الناس[۲]	نبی کا مقام تمام لوگوں سے بلند ہوتا ہے اس لئے اس کو نبی کہتے ہیں۔

رسالت کی طرح نبوّت بھی سفارت ہے:

سفارة بین اللہ وبین ذوی العقول من عبادہ لازالة عللھم فی امر معادھم ومعاشھم[۳]	دنیا و آخرت کے معاملہ میں بندوں کی بیماریاں دور کرنے کے لئے اللہ اور عقل والوں کے درمیان سفارت ہے۔

نبی کے اصطلاحی معنیٰ وہی ہیں جو رسول کے ہیں۔

انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام[۴]	وہ انسان جس کو اللہ نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف بھیجا۔

دونوں کے اطلاق میں بھی کوئی فرق نہیں ہے:

ثم المعروف فی الشرع اطلاق الرسول والنبی علی کل من	شریعت میں رسول اور نبی کا اطلاق ہر اس شخص کے بارے میں مشہور ہے جو

---

[۱][۲] راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن نبأ ۔ نبی ۔ [۳] ایضاً ۔ [۴] عبد النبی احمد نگری دستور العلماء ج ۳ النون مع الباء ۔

Marfat.com

ارسل الی الخلق[۱] مخلوق کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

آیتیں اور حدیثیں

قرآن حکیم میں ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (البقرہ رکوع ۲۶)

پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت نوحؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت یونسؑ، اور حضرت لوط علیہم السلام کے ذکر کے بعد قرآن حکیم میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (الانعام رکوع ۱۰)

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب فہم (قوت فیصلہ) اور نبوت عطا کی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (الاحزاب ع ۱)

اے نبیؐ! اللہ سے ڈریئے اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کیجئے۔

عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے بڑے عالم) کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

انی سائلك عن ثلث لا یعلمهن الا نبی[۲]

میں آپؐ سے ایسی تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نبیوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے:

---

[۱] ابو البقاء الحسینی کتاب الکلیات فصل النون۔ [۲] بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء باب خلق آدم الخ۔

Marfat.com

والنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم	نبی (حضرت محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کی
نائمۃ عیناہ ولا ینام قلبہ	دونوں آنکھیں سوتی تھیں اور آپ کا دل نہ
وکذالک الانبیاء تنام اعینہم	سوتا تھا اسی طرح تمام نبیوں کی آنکھیں
ولا تنام قلوبہم [1]	سوتی تھیں لیکن ان کا دل نہ سوتا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال دیتے ہوئے فرمایا :

مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل	میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے
بنی دارًا فاکملہا واحسنہا	کسی نے گھر بنایا، اس کو مکمل و مزین کیا مگر
الا موضع لبنۃ [2]	ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔

رسول اور نبی

رسول اور نبی میں عہدہ و منصب کے لحاظ سے فرق نہ ہونے کے باوجود یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ قرآنِ حکیم نے رسول اور نبی کے دو لفظ استعمال کئے ہیں۔

کہیں واؤ کے ساتھ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ۔ (الحج رکوع ۷)

اور کہیں واؤ کے بغیر مثلاً حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں ہے وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (مریم رکوع ۴)

یہ آیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ (الاعراف رکوع ۲۰) اس کے سیاق و سباق اور محل استعمال میں غور کر کے مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔

ائمہ لغت نے رسول و نبی کے درمیان عام و خاص کی نسبت قائم کی ہے۔

والرسول اخصّ من النبی لان	رسول نبی سے خاص ہے کیوں کہ ہر رسول
کل رسول نبی ولیس کل نبی رسولاً [3]	نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہے۔

اس نسبت کی بنیاد بھی قرآن و حدیث میں تلاش کرنے کی ضرورت ہے جس کا یہ موقع نہیں ہے۔

---

[1] بخاری ج ا کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ۔ [2] ایضاً باب خاتم النبیین۔ [3] ابن منظور۔ لسان العرب، فصل النون حرف الھمزہ۔

Marfat.com

نبوّت کی بحث کے چار حصّے

ذیل میں نبوت کی بحث کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ اس کو قریب الفہم بنانے میں سہولت ہو:

۱- تخمِ نبوّت

۲- قربِ نبوّت

۳- وقتِ نبوّت اور

۴- ختمِ نبوّت

ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رسول اور نبی کا نفسیاتی تجزیہ

نفسیاتی بنیادوں کے لحاظ سے رسول و نبی میں اعلیٰ انسانی (نورانی) بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد ہوتی ہے (نفسیاتی بنیادوں کی تحقیق فہم میں آئے گی)، اسی بناء پر ان کی زندگی میں وہ خواص و اثرات ظاہر ہوتے جو اس نوع کا خاصّہ ہیں۔ مثلاً عزم و ہمت میں پختگی و بلندی۔ اونچے درجے کے کاموں پر نظر۔ اعلیٰ درجہ کے مناصب و مقامات اور عمدہ قسم کی رہنمائی و پیشوائی وغیرہ۔ اور اسی بناء پر قرآن و حدیث میں ان کو بشر کہا گیا۔ مثلاً:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ابراہیم ع ۲)

ان سے ان کے رسولوں نے کہا کہ نہیں ہیں ہم مگر تمہارے جیسے بشر۔

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (مریم رکوع ۱۲)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما انا بشر وانہ یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ قد صدق

میں بشر ہی ہوں میرے پاس مقدمہ کا "فریق" آتا ہے ممکن ہے تم میں سے ایک دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو، میں

Marfat.com

و اقضی لہ' بذلك فمن قضیت	اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ
لہ بحق مسلم فانھا ھی قطعۃ	کر دوں، جس کے لئے کسی مسلمان کے حق
من النّار فلیا خذ ھا او	کا فیصلہ کیا گیا وہ یہ سمجھ لے کہ آگ کا ٹکڑا ہے
فلیترکھا۔[1]	پھر چاہے اس کو لے لے اور چاہے اس کو چھوڑ دے۔

صحابہؓ نے کہا:

اتکتب کل شیٔ تسمعہ و	کیا تم ہر چیز کو لکھتے ہو جس کو سنتے ہو حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں غصہ
بشر یتکلم فی الغضب والرضا۔[2]	اور خوشی کی حالت میں کلام کرتے ہیں۔

تخمِ نبوّت لیکن ان بنیادوں کے امتزاج و ترکیب سے رسولوں اور نبیوں کا جو "جوہر انسانیت" وجود میں آیا اس کا خمیر آرگنائزیشن ابتدا ہی سے اس نوع کے دوسرے انسانوں سے مختلف تھا، پھر اس کو خارج سے نورانی شعاعوں کے ذریعہ اتنی "نورانی قوت" پہنچائی گئی کہ جوہر انسانیت کی انسانی (نورانی) اور حیوانی بنیادوں کے تناسب میں تبدیلی ہوگئی اس زائد "نورانی قوت" کو ہم "تخمِ نبوت" کہیں گے۔ رسولوں اور نبیوں سے نبوت و رسالت کا عہد اسی "تخم" سے لیا گیا تھا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ	اور جب ہم نے نبیوں سے آپؐ سے
وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ	اور نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ بن
وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا	مریم سے ان کا عہد لیا اور ان سب
مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔[3]	سے پکا عہد لیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں غالباً اسی طرف اشارہ ہے۔

---

[1] بخاری ج ۱۔ ابواب المظالم باب قول اللہ و ھو الد الخصام [2] ابو داؤد اول، کتاب العلم

[3] الاحزاب ع ۱۔

Marfat.com

صحابہؓ نے سوال کیا:

یا رسول اللہ متٰی وجبت لک النبوۃ قال وادم بین الروح والجسد۔[1]	اے اللہ کے رسولؐ آپ کے لئے نبوّت کب ثابت ہوئی، آپؐ نے فرمایا جب کہ آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ایک مثال کے ذریعہ وضاحت اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ جس طرح برقی مقناطیسی لہروں کے ڈالنے سے دماغی خلیوں کی برقی حرکت میں تبدیلی کی جا سکتی ہے جو خلیہ کے مثبت و منفی چارج کے تناسب میں تبدیلی سے رونما ہوتی ہے، اسی طرح نورانی شعاعوں کے ڈالنے سے رسول اور نبی کے علمی و عملی حرکت میں تبدیلی کی گئی تھی جو جوہر انسانیت کے مثبت و منفی نورانی وحیوانی بنیاد) چارج کے تناسب میں تبدیلی سے رونما ہوئی تھی جس کی طرف اشارہ اس حدیث میں موجود ہے:

ما منکم من احدٍ الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن قالوا وایاک یارسول اللہ قال وایای الا ان اللہ اعانني علیہ فاسلم فلا یأمرني الا بخیر۔[2]	تم میں ہر ایک کا ہمنشیں جن (شیطان) ہے صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ کا بھی اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے فرمایا میرا بھی ہے لیکن اللہ نے میری مدد کی اور وہ میرا مطیع ہو گیا اب وہ صرف خیر وبھلائی کی ترغیب دیتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ "سائنس" جوہر انسانیت میں تبدیلی سے رسول اور نبی بنا سکتی ہے، کیوں کہ جسم انسانی میں جس حد تک اس کی رسائی ہوئی ہے اسی میں کارگزاریاں اس کی حد درجہ محدود ہیں۔ مثلاً اوپر کی مثال میں دماغی خلیوں کا "آرگنائزیشن" ہر انسان میں یکساں نہیں ہوتا بلکہ پیدائشی طور پر مختلف ہوتا ہے۔

---

[1] ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم [2] مسلم صفۃ المنافقین باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ الخ۔

Marfat.com

(جس میں انسان کو کوئی دخل نہیں ہے) اس لئے برقی و مقناطیسی لہروں کے ڈالنے سے یکساں تبدیلیاں بھی نہیں کی جاسکتی ہیں۔ سائنس کی رسائی جوہر انسانیت تک ابھی نہیں ہوسکی۔ نورانی شعاعیں (جو اس پر ڈالی گئی تھیں) بھی اس کی دسترس سے باہر ہیں پھر رسول اور نبی کے جوہر انسانیت کا "آرگنائزیشن" دوسرے تمام انسانوں سے مختلف تھا اس لئے نورانی شعاعوں کے ڈالنے سے کسی اور انسان میں نہ ویسی تبدیلی کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ تبدیلی کے نتیجہ میں ویسی علمی و عملی حرکت کے ظہور کی گنجائش نکلتی ہے۔ مذکورہ مثال نبوت و رسالت کو محض قریب الفہم بنانے کے لئے دی گئی ہے کوئی اور تشبیہ مقصود نہیں ہے۔

قربِ نبوت رسولوں اور نبیوں کی پیدائش کے بعد تخمِ نبوت کی تربیت و پرورش کا انتظام کیا گیا جس کی ہر ایک کے مناسب حال دو شکلیں تھیں۔

تخمِ نبوت کی تربیت کی پہلی شکل ۱۔ وقتاً فوقتاً نورانی شعاعیں مناسب انداز سے ڈالی جاتی رہیں جس کے سایہ میں "تخم" کی پرورش ہوتی رہی۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ آیت ہے:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ [1] — کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۔

شرح صدر اور سینہ کھولنے کی ایک تعبیر حدیثوں میں شقِ صدر (سینہ چیرنا) سے کی گئی ہے۔

ان رسول اللہ اتاہ جبریل	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کیساتھ
وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ	کھیل رہے تھے کہ جبریلؑ آئے اور آپ کو
فصرعہ وشق عن قلبہ فاستخرج	لٹاکر قلب کی جانب شگاف لگایا اور
القلب ثم شق القلب فاستخرج	قلب نکال کر اس کو چیرا اس سے جما ہوا

---

[1] سورۃ الم نشرح ع ۱۔

Marfat.com

منه علقة فقال هذه حظ الشيطان	خون (کی پھٹکی) نکال کر کہا کہ یہ آپ کے
منك قال فغسله فی طشت من	اندر شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت
ذهب من ماء زمزم ثم لأمه	میں رکھ کر اس کو آبِ زمزم سے دھویا
ثم اعاده فی مکانه[1]	اور باندھ کر اس کو اسی جگہ لوٹا دیا۔

ہمارے خیال میں شرح صدر اور شق صدر کی تعبیریں نورانی شعاع اور اس کے اثرات کی ہیں۔

یہ شرح صدر اس شرح صدر سے مختلف ہے جو قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ	جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس
صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ[2]	کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔

کیوں کہ یہ نبوّت کے لئے شرح صدر ہے جس سے مادی کثافتوں کا بوجھ نکال کر کارِ نبوت کے لائق بنانا مقصود ہے جیسا کہ آگے کی آیت میں اشارہ ہے:

وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ	اور آپ کے اوپر سے آپ کا بوجھ اتار دیا
اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الم نشرح ع ۱)	جس نے آپ کی کمر کو توڑ رکھا تھا۔

جب کہ دوسروں کا شرحِ صدر "اسلام" کے لئے ہے۔ پھر حدیث میں "شق صدر" کی جو تشریح ہے اس سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کے شرحِ صدر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

نبوّت سے قبل شعاع ڈالنے کا ذکر اس حدیث میں بھی ہے:

اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں
وسلم بمکۃ خمس عشرۃ سنۃ یسمع	پندرہ سال ٹھہرے۔ سات سال آواز
الصوت ویری الضوء سبع	سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور کچھ نہ دیکھتے

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۴۹ حدیث انس بن مالکؓ۔ [2] الانعام ع ۱۵۔

Marfat.com

سنین ولا یری شیئاً وثمان	تھے اور آٹھ سال آپؐ کی طرف وحی کی
سنین یوحیٰ الیہ[1]	جاتی رہی۔

تربیت کی دوسری شکل رسولوں اور نبیوں کو پیدائش کے بعد اور قبلِ نبوت ان مراحل سے گزارا جاتا رہا جس سے تخمِ نبوت کو غذا و قوت پہنچتی رہی مثلاً حضرت ابراہیمؑ کا نبوت سے پہلے آسمان و زمین کے خالق کی تلاش، سورج، چاند، ستاروں میں غور و فکر، حضرت اسمٰعیلؑ کی خاص انداز میں پرورش، مقدس سفر کے لئے تیاری، باپ کے خواب کو عملی جامہ پہنانے پر آمادگی، حضرت اسحٰقؑ کی جانشینی اور مسجد کی پاسبانی حضرت یوسفؑ کی آزمائش، پاک دامنی اور صبر و شکر، حضرت موسیٰؑ کی خاص طریقہ سے پرورش، حفاظت اور فرعونیوں سے تن تنہا مقابلہ، حضرت عیسیٰؑ کی بچپن ہی سے سعادت مندی، سلامت روی اور زاہدانہ زندگی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت، اخلاق حسنہ اور مراسم شرک سے پرہیز وغیرہ۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ کی حالت میں کوہِ طور پر رہنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روزہ رکھ کر سنسان جنگل میں عرصہ تک رہنا خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت سے پہلے غارِ حرا میں تنہا قیام، فکر و مراقبہ اور عبادت و ریاضت وغیرہ سب تخمِ نبوت کی تربیت و پرورش کے لئے تھا جیسا کہ حدیث میں ہے:

ثم حُبّب الخلاء وکان یخلو بغار	پھر آپؐ کو تنہائی سے رغبت ہوئی اور غار
حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد	حرا میں تنہا رہنے لگے جہاں آپؐ کئی کئی
للیالی ذوات العدد قبل ان	دن کا توشہ لے جاکر قیام کرتے اور کئی کئی
ینزع الی اھلہ ویتزود لذٰلک	رات عبادت کرتے تھے پھر جب توشہ ختم
ثم یرجع الیٰ خدیجۃ فیتزود	ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر پھر

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلعم بمکۃ والمدینۃ ولمسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۰۶ عن ابن عباس

Marfat.com

لمثلها حتی جاء الحق[1] کئی دن کا توشہ لے جاتے یہاں تک کہ "حق" آ گیا۔

دراصل قدرت کی نظر میں ظہورِ نبوت کے لئے تخمِ نبوت کی تربیت و پرورش کا ایک معیار و پیمانہ مقرر تھا جس تک رسائی مختلف مرحلوں سے گزرے بغیر نہ ہو سکتی تھی جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف مراحل ذکر کرنے کے بعد ہے۔

ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ (طٰہٰ رکوع ۲) پھر اے موسیٰ تم ایک مقررہ انداز پر پورے اتر آئے اور ہم نے تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا۔

اور اسی معیار و پیمانہ پر پورا اترنے کی بنا پر رسول اللہ (حضرت محمدؐ) کی قبل از نبوت زندگی کو بطور سند پیش کیا گیا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ (یونس رکوع ۲) تم میں کافی عمر تک اس سے پہلے رہ چکا ہوں۔

تربیت کی یہ دونوں شکلیں علم و شعور اور عملی کمال کی مناسبت سے تھیں کیوں کہ "تخمِ نبوت" میں انہیں دونوں کی غیر معمولی صلاحیت پیوست تھی اور انہیں کے ذریعہ رسول اور نبی اپنی برتری اور ضرورت ثابت کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری ج ا باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

۳- وقتِ نبوّت

وقتِ نبوّت تخم نبوت کی تربیت و پرورش کے بعد جوہر انسانیت جب اس قابل ہو گیا کہ عالم بیداری میں برتر شعور یا نور سے تعلق جوڑ کر اخذ و استفادہ اور کسب فیض کر سکے تو نبوت و رسالت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

نبوّت کی قابلیت کیوں کر پیدا ہوئی؟ یہ قابلیت اس طرح پیدا ہوئی کہ نورانی شعاعوں کے ذریعہ "زائد قوت" پہنچانے سے ایک طرف نورانی بنیاد کے خواص و قویٰ منور ہو گئے اور دوسری طرف حیوانی بنیاد کے وہ شعلے بجھ گئے جو شیطان کی آماجگاہ تھے قویٰ و خواص کے منور ہو جانے ہی کی بنا پر غالباً قرآن حکیم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے تعبیر کیا گیا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ رکوع ۳)	تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (رسول) اور ظاہر کرنے والی کتاب آگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس "نور" میں اضافہ کی برابر دعا فرماتے رہے:

اللّٰھم اجعل لی نورًا فی قلبی واجعل لی نورًا فی سمعی واجعل لی نورًا فی بصری واجعل لی نورًا عن یمینی ونورًا ... شمالی واجعل لی نورًا	اے اللہ میرے لئے میرے قلب میں نور ہو، میرے کان اور آنکھ میں نور ہو، میرے لئے میرے دائیں اور بائیں نور ہو، میرے آگے اور میرے پیچھے نور ہو، میرے نور میں

Marfat.com

من بین یدی و نورا من خلفی و	اضافہ فرما، میرے نور میں اضافہ فرما۔
زدنی نورًا وزدنی نورًا وزدنی نورًا[1]	میرے نور میں اضافہ فرما۔

قاضی بیضاوی نے قویٰ وخواص کے منور ہونے کی ایک حد بھی بیان کی ہے :۔

الاترٰی ان الانبیاء لما فاقت قوتھم	کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب انبیاء کی
واشتعلت قریحتھم بحیث یکاد زیتھا	قوت فائق ہوگئی اوران کی طبیعت اس
یُضِیئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ارسل	درجہ روشن ہوگئی کہ گویا زیتون کا تیل
الیھم الملائکۃ۔[2]	آگ چھوئے بغیر خود بخود روشن ہے تو اللہ
	نے ان کے پاس فرشتے بھیجے۔

شعلے بجھ جانے کا ثبوت اوپر کی حدیث میں ہے کہ شیطان کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا فاسلم (وہ میرا مطیع ہوگیا) اور شاہ ولی اللہ کی اس تعبیر میں بھی ہے۔

اما شق الصدر وملؤہ ایمانا	لیکن شق صدر (سینہ چاک کرنا) اور اس
فحقیقتہ غلبۃ انوار الملکیۃ	کو ایمان سے بھرنے کی حقیقت انوارِ ملکیہ کا غلبہ
وانطفاء لھب الطبیعۃ و	اور طبیعتِ بشریہ کا شعلہ بجھ جانا ہے، نیز
خضوعھا لما یفیض علیھا	حظیرۃ القدس (نورانی دنیا) سے فیض قبول
من حظیرۃ القدس[3]	کرنے کی طرف طبیعت کا آمادہ اور متوجہ ہوجانا ہے۔

نبوت کی قابلیت میں بشریت ختم نہیں ہوئی

"شعلے" بجھ جانے کے باوجود حیوانی بنیاد ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے قویٰ وخواص باقی رہے اور متعلقہ اعمال وافعال صادر ہوتے رہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام کی

---

[1] بخاری الادب المفرد باب دعوات النبیؐ۔ [2] قاضی ناصر الدین البیضاوی۔ بیضاوی رکوع ۴ تفسیر واذ قال ربک للملٰئکۃ الخ [3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

زندگی میں بشری طبیعت وخصوصیات سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ حیوانی بنیاد کو نورانی شعاعوں کے ذریعے اس تناسب سے متاثر کیا گیا کہ نورانی دنیا سے فیض حاصل کرنے کی رکاوٹ دور ہو جائے اور قبولِ فیض کے لئے راستہ ہموار ہو جائے۔ اگر نورانی شعاعوں کے ذریعہ اس بنیاد کے قویٰ وخواص جلا دیئے جاتے تو رسول اور نبی کی بشریت ختم ہو جاتی اور پھر ان کی زندگی دوسرے انسانوں کے لئے "نمونہ" نہ قرار پاتی، قاضی بیضاوی نے تناسب کے بعد کی کیفیت کو جسم انسانی کی ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔

ان العظم لما عجز عن قبول الغذاء	ہڈی اور گوشت کے درمیان تباعد (دوری)
من اللحم لما بينهما من التباعد	کی وجہ سے جب ہڈی گوشت سے غذا حاصل
جعل الباری تعالیٰ بحکمتہ بینہما	کرنے میں عاجز ہوئی تو اللہ نے اپنی حکمت
الغضروف المناسب لہما لیاخذ من	سے غضروف (چپنی ہڈی) پیدا کردی تاکہ
ھذا ویعطی ذلک[1]	وہ اس سے غذا حاصل کر کے اس کو دے۔

غالباً اس تناسب کی کیفیت کو ملاحظہ کرنے اور مادی ولورانی دنیا کے فاصلہ کو مزید کم کرنے کے لئے ابتداء وحی کے وقت فرشتہ (جبریل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبانے اور بھینچنے کی روش اختیار کی جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے غارِ حرا کا واقعہ اس طرح مروی ہے۔

فجاءہ الملک فقال اقرأ فقال فقلت ما انا	پھر آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا اقرأ
بقاریٔ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی	(پڑھیئے) آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں
الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما	ہوں آپؐ کا ارشاد ہے کہ فرشتے نے اس زور
انا بقاریٔ فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ	سے مجھے پکڑ کر دبایا کہ مجھ کو مشقت برداشت
منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما	کرنی پڑی پھر اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ

---

[1] قاضی ناصر الدین بیضاوی ج ۱ ص ۴ تفسیر واذ قال ربک الخ۔

Marfat.com

انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم[1]

پڑھنے میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے زور سے بھینچا اور ویسی ہی شفقت اٹھائی پڑی اسطرح تین مرتبہ ہوا، اسکے بعد اس نے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

قابلیت کے بعد باضابطہ فیض رسانی شروع ہوگئی

مذکورہ قابلیت کے بعد نورانی دنیا سے فیض رسانی کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوگیا جو بالعموم فرشتوں کے ذریعہ انجام پاتا تھا۔ فرشتے، اللہ اور رسولوں کے درمیان سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے) لیکن فیض رسانی کی بعض خاص شکلیں بھی تھیں جیسا کہ ان آیتوں میں ہے:

وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ[2] — اور ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا[3] — اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا بول کر۔ وحی

أَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ[4] — کی اپنے بندہ (محمد) کی طرف جو وحی کی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی ایک شکل یہ بیان فرمائی۔

احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو اشدہ علی[5] — وحی کبھی میرے پاس مثل گھنٹہ کی آواز کے آتی ہے اور یہ میرے اوپر سخت ہوتی ہے۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں۔

ومنھم اعلی رتبة کلمه بلا واسطة — رسول اور نبی میں جو اعلیٰ مرتبہ کے تھے ان

---

[1] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب المبعث وبدء الوحی [2] الصّٰفّٰت رکوع ۳ [3] النساء رکوع ۲۳ [4] النجم رکوع ۱ [5] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

کما کلم موسیٰ علیہ السلام فی المیقات	سے اللہ نے بلاواسطہ کلام کیا جیسے موسیٰ
ومحمداً صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ السلام سے میقات میں اور محمد صلی اللہ
لیلۃ المعراج[1]	علیہ وسلم سے شب معراج میں کلام کیا۔

فیض رسانی کے وقت بعض کیفیات کی توجیہ

نورانی دنیا سے اخذ فیض کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کیفیات سے دوچار ہونا پڑتا تھا ان میں بعض کا ذکر حدیثوں میں موجود ہے۔ مثلاً چہرہ کا متغیر ہو جانا، سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا، اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:-

ولقد رأیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم	سخت سردی میں جب آپؐ پر وحی آتی تو میں
الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ	نے دیکھا کہ وحی کے بعد آپ کی پیشانی مبارک
لیتفصّد عرقاً[2]	پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی۔

حضرت یعلیٰ نے وحی کے وقت کی ایک کیفیت یہ بیان کی ہے:

فاذا رسول اللہ محمر الوجہ و	رسول اللہؐ کا چہرہ مبارک سرخ تھا اور سانس
ھو یغط ثم سری عنہ[3]	دب رہی تھی پھر ایسی کیفیت دور کر دی گئی۔

عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے:

اذا انزل علیہ الوحی کرب لذلک	جب آپؐ پر وحی نازل کی جاتی تو آپؐ اس کی
وتربد وجہہ[4]	شدت محسوس کرتے اور چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا ہے

---

[1] قاضی ناصر الدین البیضاوی" بیضاوی رکوع ۴ تفسیر و اذ قال ربک للملئکۃ الخ

[2] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [3] بخاری ج ۱ کتاب المناسک باب غسل الخلوق ثلاث مرات۔ [4] مسلم ومشکوٰۃ باب المبعث وبدء الوحی۔

Marfat.com

ان کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں جن میں وحی کے وقت کی کیفیات کا ذکر ہے ۔ یہ مختلف کیفیات دراصل حیوانی بنیاد کے قویٰ وخواص یا بشری طبیعت وخصوصیت کی موجودگی کا نتیجہ تھیں جن کو ہمہ وقت غذا وقوت پہنچتی رہتی تھی، نورانی شعاعوں کے ذریعے "زائد قوت" پہنچانے کے باوجود یہ قویٰ وخواص باقی تھے اور ان کے ساتھ زبردست تصادم اس وقت ہوتا تھا جب آپ مقام نور (وحی) میں ڈوب کر اخذِ فیض کرتے تھے۔ کیونکہ یہ مقام اس قدر لطیف ہے کہ اسکی نورانی لطافت معمولی مادی کثافت کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لامحالہ اس مقام کے مسافر کو مادی کثافتوں سے بلند ہونے کے لئے سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے آثار اعضا رجوارح اور اعصاب پر ظاہر ہونا لازمی ہیں۔

یہ فیض رسانی اللہ کی طرف سے ہوتی تھی

نورانی دنیا سے یہ فیض رسانی اللہ کی طرف سے اور اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ہوتی تھی، رسول اور نبی کے علاوہ کسی اور کو یہ فیض رسانی نہ اللہ کی طرف سے ہوتی اور نہ اس کی حفاظت ونگرانی رہتی تھی۔ جیساکہ قرآن حکیم میں ہے:

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا[1]	ابراہیمؑ نے کہا اے میرے باپ میرے پاس وہ علم آیا جو آپ کے پاس نہیں آیا آپ میری اتباع کیجیے میں سیدھے راستہ کی ہدایت کروں گا۔
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا[2] وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا[3]	اور ہم نے داؤد وسلیمان (علیہم السلام) کو علم دیا اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف قرآن کی وحی کی اپنے حکم سے نہ آپ کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان (تفصیل جو وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی) لیکن ہم نے اس کو روشنی بنایا کہ اس کے ذریعہ اپنے

[1] مریم رکوع ۳۔ [2] النمل رکوع ۲۔ [3] الزخرف رکوع ۵۔

Marfat.com

بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ[1] — اور اللہ نے آپؐ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ[2] — بے شک ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھلایا۔

متعلقہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے ایک مرتبہ پوچھا:

فانہ لیس من نبی الا لہ ملك یاتیہ بالخیر فاخبرنا من صاحبك۔ — ہر نبی کے لئے فرشتہ ہوتا ہے جو اسکے پاس خیر وبھلائی لاتا ہے۔ آپ اپنے صاحب (فرشتے) کے بارے میں بتایئے کہ وہ کون ہے؟

رسول اللہ نے جواب میں فرمایا:۔

جبریل علیہ السلام[3] — وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:۔

علمت کم خزنۃ النار وحملۃ العرش[4] — میں نے جانا کہ دوزخ کے محافظ اور عرش کے اٹھانے والے کتنے فرشتے ہیں۔

ابو رفاعہؓ (صحابی) کہتے ہیں:۔

وجعل یعلمنی مما علمہ اللہ[5] — اور آپؐ مجھ کو بتانے لگے اس علم سے جو اللہ نے آپؐ کو سکھایا۔

عمرو بن عبسہ جب اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تو عرض کیا:۔

اخبرنی عما علمك اللہ واجھلہ[6] — مجھے آپ وہ بتایئے جو اللہ نے آپؐ کو

---

[1] النساء رکوع ۱۷ [2] النساء رکوع ۱۶ [3] مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۷۸ عن ابن عباس [4] ایضاً ج ۲ ص ۲۱۲ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص [5] مسلم کتاب الجمعہ باب حدیث التعلیم فی الخطبہ [6] اگلے صفحہ پر

Marfat.com

سکھلایا اور میں اس کو نہیں جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ سے کہا:۔

مایمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت وما نتنزل الا بامر ربك[1] — جس قدر آپ میرے پاس آتے ہیں اس سے زیادہ آنے میں آپ کیلئے کون چیز مانع ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ہم اسی وقت اترتے ہیں جب اللہ کا حکم ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے تائیدی اقوال

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے کاتب (سکریٹری) نے انکے فیصلہ کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھ دیئے:۔

ھذا ما رأی اللہ و رأی عمرؓ۔ — یہ وہ فیصلہ ہے جو اللہ کی اور عمرؓ کی رائے ہے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے منع کیا اور اللہ کی طرف نسبت کی جگہ یہ کہا:۔

قل ھذا ما رأی عمر[2] — کہو کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو حضرت عمرؓ کی رائے ہے۔

اپنی رائے اور رسول و نبی کی رائے کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

ایہا الناس ان الرأی انما کان من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیباً ان اللہ کان یریہ وانما ھومنا الظن والتکلف۔[3] — اے لوگو! رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے صائب اور درست اسلئے ہوتی تھی کہ اللہ آپ کو دکھاتا تھا ہماری رائے ظن اور تکلف ہے۔

اللہ کی حفاظت و نگرانی ہوتی تھی

اللہ کی حفاظت اور نگرانی سے متعلق یہ آیتیں اور روایتیں ہیں:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ — آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجیے آپ

(بقیہ حاشیہ[1] صفحہ ۳۷ کا) مسلم صلوۃ المسافرین وقصر باب اسلام عمرو بن عنبسہ [1] صفحہ ہذا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۳۱ عن ابن عباس۔ [2] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱ مارُوی عن عمر فی الرأی [3] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱۔ ماروی عن عمر فی الرأی۔

Marfat.com

بِاَعْیُنِنَا[1] ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا[2] اگر ہم آپ کو ثابت نہ رکھتے تو آپ انکی طرف کچھ مائل ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز کے بعد فرمایا:۔

ان الشیطان عرض لی فشد علیّ یقطع الصلوٰۃ علیّ فامکننی اللہ منہ اردت ان اربطہٗ الی ساریۃ من سوار المسجد الخ[3] شیطان آیا اور اس نے سختی کی کہ نماز کو قطع کر دے اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون میں اسے باندھ دوں۔

ایک روایت شیطان سے حفاظت و نگرانی کی اوپر گزر چکی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:۔

ماخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین احدھما ایسر من الاخر الا اختار ایسرھما مالم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ[4] رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی ایسی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا کہ ان میں کی ایک دوسری سے زیادہ آسان ہے تو آپ نے ان میں سے ایک آسان تر کو اختیار فرمایا جب کہ اس میں گناہ نہ ہوا اگر کوئی گناہ کا کام ہوا تو آپ سب سے زیادہ دور رہنے والے ثابت ہوتے۔

فیض رسانی اللہ کی معرفت اور تربیت کے پروگرام سے متعلق تھی

رسول اور نبی کو یہ فیض رسانی اللہ کی معرفت اور جوہر انسانیت کی تربیت کے پروگرام سے متعلق تھی۔ قرآن حکیم میں ہے:۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ[5] آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دی۔

---

[1] الطور رکوع ۲۔ [2] بنی اسرائیل رکوع ۸۔ [3] بخاری ج ۱ کتاب بدء الخلق باب صفت ابلیس وجنودہٗ۔

[4] مسلم۔ ج ۲۔ کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلی اللہ علیہ وسلم للاثام ..... [5] الانعام رکوع ۹۔

Marfat.com

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهٗ ؕ[1] — بلکہ انہوں نے اس کو جھٹلایا جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا حالانکہ ابھی اسکی حقیقت نہیں آئی۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ[2] — آپ کہدیجیے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ اس کو پڑھتا اور نہ اس کو بتاتا کیونکہ میں تو کافی عرصے تک اس سے پہلے تم میں رہ چکا ہوں۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ[3] — اللہ اس کے ذریعہ سلامتی کے راستہ کی اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اسکی رضا کی پیروی کرے اور ان کو اپنے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی کیطرف نکالتا ہے اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔[4] — یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے باہر کر دیں گے۔

متعلقہ حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ۔[5] — تم میں کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی خواہش کو اس کے تابع نہ بنائے جس کو لے کر میں آیا ہوں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:۔

جاء ثلثۃ رھط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسألون عن عبادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اخبروابھا — تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس آپؐ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کیلئے آئے جب ان سے تفصیل بیان کی گئی تو اپنے حق

---

[1] یونس رکوع ۴ [2] یونس رکوع ۲ - [3] المائدہ رکوع ۳ [4] الانعام رکوع ۱۹ - [5] شرح السنۃ و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی۔

Marfat.com

كانهم تقالوها فقالوا اين نحن من النبي صلعم وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا فاصلي الليل ابدا وقال الأخر انا اصوم النهار ابدا ولا افطر وقال الأخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبي صلى الله عليه وسلم اليهم فقال انتم الذين قلتم كذا وكذا اما والله اني لاخشاكم لله واتقاكم له لكني اصوم وافطر واصلي وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني[1]

میں گویا اس کو کم سمجھا انہوں نے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں آپؐ۔ آپؐ کی تو اگلی پچھلی سب مغفرت ہو چکی ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات کو نمازیں پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا اسی اثنا میں رسول اللہؐ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں؟ غور سے سن لو تم سب میں زیادہ میں اللہ سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:-

ما بال رجال يبلغهم عني امر ترخصت فيه فكرهوه وينزهوا عنه فوالله لانا اعلمهم بالله واشدهم له خشية[2]

لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کو میری طرف سے رخصت کا حکم پہنچتا ہے تو اس کو ناپسند کرتے اور اس سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی قسم میں ان میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:-

انی اتقاکم واعلمکم بالله انا[3] — بے شک تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ کو سب

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الاول ۔ [2] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب العلم صلی اللہ علیہ وسلم [3] بخاری ج ۱ کتاب الایمان باب قول النبی انا اعلمکم باللہ الخ۔

Marfat.com

سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

لاتشددوا علیٰ انفسکم فیشدد الله علیکم فان قوماً شددوا علیٰ انفسهم فشدد الله علیهم فتلك بقایاهم فی الصوامع والدیار ورَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ[1].	اپنے اوپر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تمہارے اوپر سختی کرے گا جس قوم نے اپنے اوپر سختی کی اللہ نے بھی ان پر سختی کی نصاریٰ اور یہودیوں کے راہب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں انہیں کے بقایا ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا ہم نے ان کے لئے نہیں مقرر کیا۔

دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت

معرفت و تربیت کے اس پروگرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا:۔

مثل ما بعثنی الله به من الهدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا وکانت منها طائفة طیبة قبلت الماء فانبتت الکلأ والعشب الکثیر وکانت منها اجادب امسکت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منها طائفة اخریٰ انما هی قیعان لاتمسك ماء ولا تنبت کلأ فذلك مثل	وہ علم و ہدایت جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا مثل زوردار بارش کے ہے جو زمین میں ہوئی۔ زمین کا ایک حصہ روئیدگی کے قابل تھا اس نے پانی کو قبول کیا اور ہر طرح سرسبز و شاداب ہو گئی دوسرا سخت حصہ روئیدگی کے قابل نہ تھا اس نے پانی کو روک لیا اور اسکے ذریعہ اللہ نے لوگوں کو نفع پہنچایا۔ لوگوں نے پیا سیرابی حاصل کی اور کھیتی کی۔ ایک اور حصہ چٹیل میدان تھا جو نہ پانی کو روک سکتا اور نہ سبزہ اگلنے کی صلاحیت تھا ہے۔ یہ ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنہوں نے

[1] ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

Marfat.com

من فقه فی دین اللہ ونفعہ	اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جس کو اللہ
بما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلّم و	نے میرے ساتھ بھیجا ہے اس سے نفع اٹھایا سیکھا
مثل من لم یرفع بذلك رأسا	اور سکھایا۔ نیز ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنہوں نے
ولم یقبل ھدی اللہ الذی	اسکی طرف سر نہیں اٹھایا (توجہ نہ دی) اور
ارسلت بہ۔[1]	اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جس کو
	لے کر میں بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ ؐ نے اپنی ایک مثال دی جو ہر رسول و نبی کے لئے یکساں ہے:۔

مثلی کمثل رجل استوقد نارًا فلمّا	میری مثال ویسی ہی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی
اضاءت ما حولھا جعل الفراش و	جب اس نے اپنے ارد گرد روشن کر دیا تو پتنگے
ھذہ الدوابّ التی تقع فی النّار یقعن	اور آگ میں گرنے والے کیڑے مکوڑے اس میں
فیھا وجعل یحجزھن ویغلبنہ	گرنے لگے آگ جلانے والا ان کو روک رہا ہے
فیتقحمن فیھا فانا اٰخذ بحجزکم	اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں گرتے جا رہے ہیں
عن النّار وانتم تقحمون فیھا۔[2]	اس طرح میں تمہیں پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا
	ہوں اور تم دوزخ کی آگ میں گھستے جا رہے ہو۔

یہ دونوں مثالیں لوگوں کی نفسیاتی حالت کو سمجھنے، اللہ کی معرفت اور تربیت و ہدایت کے پروگرام کی نوعیت سے واقف ہونے اور رسول و نبی کی حیثیت متعین کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

---

[1] مسلم ج ۲۔ کتاب الفضائل باب بیان مثل بعث النبی صلعم [2] بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

Marfat.com

۴۔ ختمِ نبوّت

ختمِ نبوّت | نورانی دنیا سے یہ فیض اللہ کی معرفت وجوہرِ انسانیت کی تربیت وپرورش کے لئے تھا جس کے قویٰ وخواص ابتدائً خام حالت میں تھے (جس طرح سونا کان سے نکل کر خام حالت میں ہوتا ہے) پھر بتدریج اس پروگرام کے ذریعہ ان میں پختگی وتوانائی آتی رہی اور جب اس جوہر کی صلاحیت "مطلوبہ سرفرازیوں" کے لئے ابھر آئی تو فیض رسانی کے سلسلہ کو بند کردیا گیا کیونکہ اگر اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا تو انسان نورانی دنیا کی فیض رسانی پر اعتماد وبھروسہ کرکے مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی جدوجہد میں مصروف نہ ہوتا اور تعمیر وترقی کی وہ نوع وجود میں نہ آتی جو سلسلہ ختم ہونے کے بعد وجود میں آئی جیسا کہ ختمِ نبوّت سے قبل ہر اہم کام کے لئے رسول اور نبی کا انتظار قوموں کے حالات و واقعات سے ثابت ہے۔

تاریخِ انسانی کے دو بڑے حصّے | اسطرح جوہرِ انسانیت کی خامی وپختگی کے لحاظ سے تاریخ انسانی دو بڑے حصّوں میں منقسم ہے :۔

(۱) قبل ختمِ نبوت اور

(۲) بعد ختمِ نبوت

قبلِ ختمِ نبوّت | قبلِ ختمِ نبوّت جوہرِ انسانیت کی خامی بتدریج دور کی جارہی تھی اس لئے ہر قوم وگروہ میں رسول ونبی آتے رہنا ناگزیر تھا اور ان میں کسی بھی تعلیم

Marfat.com

وبقاء واستحکام نہ حاصل ہونا لازمی تھا۔ اگر پختگی سے پہلے رسول ونبی کا سلسلہ بند کر دیا جاتا یا ان
میں کسی کی تعلیم کو بقاء و دوام کی سعادت حاصل ہوتی تو جوہر انسانیت کو پختگی نہ میسر آتی اور موجودہ
خامی کو استقرار و جاؤ حاصل ہو جاتا پھر خلافت و نیابت کا وہ تصور نہ ابھر نے پاتا جو ختم نبوت
کے بعد ابھرا۔

بعدِ ختمِ نبوّت

بعدِ ختم نبوّت میں خامی دور کرنے کا مرحلہ ختم ہو چکا تھا۔ اب پختگی و توانائی کے
بعد صلاحیتوں کی "ضابطہ بندی" کا مرحلہ تھا جس کے لئے مختلف رسولوں
اور نبیوں کا آتے رہنا یا تعلیمات میں ردّ و بدل کرتے رہنا دونوں سخت مضر تھے اس بناء
پر صلاحیتوں کی "ضابطہ بندی" کے لئے ایک رسول اور اس کی تعلیم کو جامع و کامل بنا
کر بقاء و دوام کی سعادت سے نوازا گیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جوہر انسانیت میں نورانی و حیوانی بنیادوں کے درمیان تجاذبی قوت
کی ایک حد مقرر ہے جو دونوں کی طبعی خصوصیات پر مبنی ہے پختگی کے بعد اس حد میں اضافہ
نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ خلافت و نیابت کی صلاحیتوں کا نظام درہم برہم ہو جاتے گا،
جس طرح لوہے کے ٹکڑے میں خارجی مقناطیسی میدان کے ذریعہ لوہا ئی مقناطیسیت پیدا کرنے
میں ایک حد ایسی آتی ہے کہ پیدا شدہ مقناطیسیت میں مزید اضافہ نہیں کیا جا سکتا خواہ خارجی
مقناطیسی میدان میں کتنا ہی اضافہ کیوں نہ کیا جائے۔ ختم نبوت پر جو پروگرام دیا گیا وہ اس
حد کے لحاظ سے نہایت جامع و کامل ہے کہ حد کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے اس پر مزید اضافہ
کی گنجائش نہیں ہے اور حد کو بدل دینے میں خلافت و نیابت کا نظام درہم برہم ہوتا ہے
اس لئے رسالت و نبوّت کو ختم کر دیا گیا اور مزید فیض رسانی کا سلسلہ روک دیا گیا۔

ختمِ نبوّت سے متعلق آیتیں

ختم نبوت سے متعلق یہ آیت ہے:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ — (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ

Marfat.com

رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا[1] — کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

عربی لغت و محاورے میں ختم کے معنی بند کرنے، مہر لگانے، ختم کر دینے اور کام سے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ مثلاً:

ختم الاناء	برتن کا منہ بند کر دیا۔
ختم الکتاب	خط پر مہر لگا دی۔
ختم علی القلب	دل پر مہر لگا دی۔
ختم الشیئ (بلغ اٰخرہ)	شی کے آخر تک پہنچ گیا۔
ختم القوم (اٰخرھم)	قوم کا آخری آدمی۔
ختم العمل (فرغ من العمل)	کام سے فارغ ہو گیا۔

عربی زبان کی ہر مستند لغت میں ختم اور خاتم کے یہی معنی ہیں[2]۔ پھر جوہر انسانیت میں تجاذبی قوت کی مقررہ حد لوگوں کو معلوم نہ تھی اس لئے وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا کے ذریعہ ہر قسم کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا گیا کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا اور ختم نبوت کے وقت کو بھی وہی جانتا ہے کہ اس کا کیا وقت ہے؟

ختم نبوت جس رسولؐ پر ہوا وہ روئے زمین کے تمام انسانوں کا رسول ہے، ہر قوم ہر گروہ کے لئے علیحدہ رسول و نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ قرآن حکیم میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (سبا ع ۳) — ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشی اور ڈر سنانے والا رسول بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے) واقف نہیں ہیں۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ — آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف

---

[1] الاحزاب ع ۵ ۔ [2] اقرب الموارد ۔ لسان العرب اور قاموس وغیرہ۔

Marfat.com

إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (الاعراف ع ۲۰) — اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمان و زمین کا ملک ہے۔

متعلقہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آیتوں سے معنویت حاصل کر کے فرمایا:۔

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياءُ كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبيّ بعدي وسيكون خلفاء[1]۔ — بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے جب کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اسکا جانشین ہوتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

ان مثلي ومثل الانبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النبيين[2] — میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگا کر دیکھتے اور اسکی خوبی پر اظہار حیرت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس مضمون کی کئی حدیثیں مسلم میں بھی ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ ہیں:۔

فجئت فختمت الانبياء[3] — پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔

ایک حدیث میں فرمایا:۔

انّ الرّسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبيّ[4] — رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

---

[1] بخاری ج ۱۔ کتاب المناقب باب ما ذکر عن بنی اسرائیل [2] بخاری ج ۱ کتاب المناقب باب خاتم النبیین
[3] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب خاتم النبیین۔ [4] مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

كان كل نبي يبعث الى قومه خاصة — ہر خاص نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں

وبعثت الى كل احمر واسود۔[1] — ہر سیاہ و سرخ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ارسلت الى الخلق كافة وختم — میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے

بی النبیون۔[2] — اوپر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

ختمِ نبوت پر فیض رسانی ختمِ نبوت پر جو فیض رسانی کی گئی وہ چوں کہ مقررہ حد پر پہنچنے کے بعد ہے اس بنا پر صلاحیتوں کی ضابطہ بندی کے لحاظ سے کامل و مکمل ہے اب اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ قرآن حکیم میں ہے:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ (الانعام ع ۱۴) — آپ کے رب کی سچائی اور انصاف کی باتیں کامل ہو گئیں، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ (مائدہ ع ۱) — آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تمہارے لئے اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم[3] الخ — میں نبیوں پر چھ چیزوں میں فضیلت دیا گیا ہوں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ "جوامع الکلم" مجھے عطا ہوا۔

دوسری روایت میں ہے:۔

بعثت بجوامع الكلم۔[4] — میں "جوامع الکلم" کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔

"جوامع الکلم" سے مراد آسان و مختصر الفاظ جن میں کثیر معانی پائے جائیں[5] ابن قیم کہتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ کا) ترمذی کتاب الرؤیا باب ذہاب النبوۃ۔ [1] (حاشیہ صفحہ ہذا) مسلم ج ا کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ [2][3][4] مسلم ج ا کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ [5] نووی شرح مسلم حوالہ بالا

Marfat.com

جوامع الکلم ھی الالفاظ الکلیۃ	جوامع الکلم وہ عام کلی الفاظ جو اپنے تمام
العامۃ المتناولۃ لافرادھا[1]	افراد کو شامل ہوں۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور خیر کے
علم فواتح الخیر وجوامعہ اوجوامع	فواتح (سرچشمے) اور امور خیر کے جوامع (مجموعے)
الخیر وفواتحہ[2]	کی تعلیم دی گئی۔

اس فیض پر رسول اللہؐ کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فیض (پروگرام) پر "شاہد" بنا کر بھیجا گیا۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا	اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا گواہ بنا کر بشارت
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى	دینے والا ڈرانے والا اللہ کے حکم سے اسکی طرف
اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[3]	دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام شہادت پر کھڑا کر دینا اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہے۔ یہ شہادت فہم وادراک سے، قول وعمل سے دنیا وآخرت میں ہر جگہ مراد ہے چنانچہ نماز کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے۔

انا شھید انت الرب وحدک	میں گواہ ہوں کہ تو رب ہے تنہا ہے تیرا
لاشریک لک انا شھید ان محمدا	کوئی شریک نہیں ہے، میں گواہ ہوں کہ
عبدک ورسولک انا شھید ان	محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ میں گواہ
العباد کلھم اخوۃ[4]	ہوں کہ سب بندے بھائی ہیں۔

آخرت کے بارے میں ہے:-

---

[1] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۱۔ تفسیر جوامع الکلم۔ [2] مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۸ عن عبداللہ بن مسعود۔ [3] الاحزاب ع ۶۔ [4] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۶۹ عن زید بن ارقم۔

Marfat.com

انی فرط لکم و انا شہید علیکم[1] میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم پر گواہ ہوں۔

اسی شہادت کی بنا پر حدیث میں ہے :۔

فمن اطاع محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصٰی محمداً فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس[2] جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

شاہد علی الشاہد کی حیثیت

اُس شہادت" کو جن لوگوں نے اپنی زندگی میں رچایا اور بسایا ان کو بھی "شاہد" بنایا گیا جن کی حیثیت "شاہد علی الشاہد" کی ہے۔

قرآن حکیم میں ہے :۔

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (الحج ع ۱۰) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور "تم" لوگوں پر گواہ ہو۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝ (البقرہ ع ۱۷) اسی طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

اس "شاہد" کو جس قدر فضیلت و برتری حاصل ہے وہ "مقام شہادت" کی بنا پر ہے جیسا کہ فرشتوں نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا :۔

فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا فقالوا امثلہ کمثل رجل فرشتوں نے کہا کہ تمہارے اس صاحب (رسول) کی ایک مثال ہے اس کو بیان کرو وہ مثال

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب مایحذر من زہرۃ الدنیا الخ [2] بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام بالاقتدار بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

Marfat.com

بنی داراً وجعل فیہا مأدبۃ و — یہ ہے کہ کسی نے گھر بنایا اور اس میں دسترخوان
بعث داعیا فمن اجاب الداعی — چنا اور کھانے کے لئے بلانے والے کو بھیجا جس نے
دخل الدّار واکل من المادبۃ — داعی کی بات قبول کی وہ گھر میں داخل ہوا
ومن لم یجب الداعی لم یدخل — اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے نہیں قبول
الدّار ولم یأکل من المأدبۃ — کیا نہ وہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دسترخوان
فقالوا الدار الجنۃ والداعی محمد[1] — سے کھایا کہا انہوں نے کہ دار سے مراد جنت
ہے اور داعی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دوسری جگہ ہے:۔

انتم تتمون سبعین امۃ انتم — تم ستر بڑی امتوں کے تمام کرنے والے ہو اللہ
خیرھا واکرمہا علی اللہ تعالیٰ[2] — کے نزدیک تم ان میں سب سے بہتر اور معزز ہو۔

درک وبصیرت کا حکم

مقام شہادت ہی کی بنا پر اس پروگرام میں درک وبصیرت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا کہ اس کے بغیر فرائض کی ادائیگی کی کوئی شکل نہیں ہے۔

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً — کیوں ایسا نہ کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ میں سے
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ — ایک جماعت نکل آتی ہوتی جو دین میں تفقہ
طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ — حاصل کرتی اور جب وہ اپنے گروہ میں واپس
وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْآ — جاتی تو لوگوں کو (جہل وغفلت کے نتائج سے)
اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ○ (التوبۃ ع ۱۵) — ہوشیار کرتی تاکہ لوگ برائیوں سے بچیں۔

تفقہ فی الدین (دین میں فہم وبصیرت) کے لئے رسمی علم کافی نہیں ہے بلکہ وہ فہم وفراست درکار ہے جو عقل وقلب دونوں کے آمیزہ سے تیار ہوتی ہے[3]، اس کے بغیر مذکورہ مقام شہادت

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [2] ترمذی ومشکوٰۃ باب ثواب ہذہ الامۃ [3] امینی: فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔ فقہ کی حقیقت۔

Marfat.com

نہیں حاصل ہو سکتا۔ دین میں تفقہ، اللہ کی بڑی نعمت ہے جو ہر کسی کو نہیں حاصل ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من یرد اللہ بہ خیرًا یُفَقِّھہُ فِی الدین وانا قاسم واللہ یعطی[۱] — جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں تفقہ (بصیرت) عطا فرماتا ہے میں (علم کو) تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ سمجھا دیتا ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ ؐ نے صحابہؓ کرام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا :۔

ان رجالا یأ تونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرًا[۲] — لوگ تمہارے پاس مختلف اطراف سے دین میں تفقہ حاصل کرنے کیلئے آئیں گے جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہ میری وصیت ہے۔

علماء انبیاء کے وارث

مقام شہادت ہی کی بنا پر رسول اللہ ؐ نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا اور عالم کی عابد پر فضیلت بیان فرمائی۔

ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر[۳] — عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیا دینار اور درہم کے وارث نہیں بناتے وہ علم کے وارث بناتے ہیں جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔

دوسری جگہ ہے :۔

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم[۴] — عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں ادنیٰ شخص پر ہے۔

۱؎ بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب العلم۔ ۲؎ ۳؎ ترمذی و مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثانی۔

Marfat.com

وارث بنانے کا مقصد

انبیاء کی وراثت یا شہادت تربیت کے پروگرام کی صرف ترجمانی سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ہر دور و زمانہ میں وہ تعبیر وتشریح اور اخذ و استنباط کی صلاحیت درکار ہے کہ جس کے ذریعہ نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ کا رشتہ اس سے منقطع نہ ہونے پائے۔ یہ زندگی اور معاشرہ جوہر انسانیت کی انہی صلاحیتوں سے وجود میں آئے گا جن کی پختگی کے بعد پروگرام آیا ہے۔ اس بنا پر زندگی اور معاشرہ کی ترقی سے جس قدر نئی جزئیات پیدا ہوں گی وہ سب اسی کے اصول و کلّیات میں موجود ہیں، صرف ان سے اخذ و استنباط کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دے کر گویا یہ ظاہر فرمایا کہ نبوت اگرچہ ختم ہو گئی لیکن کارِ نبوت ہمیشہ جاری رہے گا اور ہر دور و زمانہ میں اس کی تعبیر وتشریح اور اس سے اخذ و استنباط کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر اس سلسلہ کو بند کیا گیا تو ختم نبوت پر حرف آئے گا اور کارِ نبوت نہ جاری رہ سکے گا جب کہ اس کا جاری رہنا ختم نبوت کا مقصود ومطلوب ہے۔

Marfat.com

۵- علمِ نبوّت

علمِ نبوت سے مراد وہ کلام الٰہی ہے جو نبیوں اور رسولوں پر بذریعہ فرشتہ اتارا گیا۔ یہ کلام "نبوّت کے خلقی وجدان و داخلی شعور کا نتیجہ نہیں بلکہ خارجی و ماورائی حقیقت ہے جو ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور ہر طرح کے اثرات سے محفوظ ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ (شعراء ع ۱۱)

یہ قرآن رب العلمین کا اتارا ہوا ہے جس کو روح الامین نے آپ کے قلب پر اتارا ہے۔

دوسری جگہ ہے :-

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (النحل ع ۱)

وہ فرشتوں کو الروح یعنی اپنا حکم (وحی) دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔

تیسری جگہ ہے:

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (المومن ع ۱)

اللہ رفیع الدرجات اور عرش کا مالک ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے الروح یعنی حکم (وحی) ڈالتا ہے۔

ایک اور جگہ ہے :-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرہ ع ۱۱)

آپ کہہ دیجیے کہ جو شخص جبریلؑ کا دشمن ہے تو جبریلؑ ہی نے تو قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ حکیم کی آخری و دوامی شکل

ختمِ نبوت سے پہلے چوں کہ جوہرِ انسانیت کے قویٰ و خواص خام حالت میں تھے اور ان میں بتدریج پختگی و توانائی پیدا کرنے کا مرحلہ تھا اس بنا پر کلام الٰہی (کتاب) ان کی مناسبت سے حسبِ ضرورت بھیجا جاتا رہا اور وقتاً فوقتاً اس میں رد و بدل کر کے بہتر شکل دینے کی کوشش ہوتی رہی تاکہ بتدریج پختگی و توانائی کی راہ ہموار ہو سکے۔ لیکن ختمِ نبوت پر جو کلام الٰہی (کتاب) اتارا گیا وہ چوں کہ قویٰ و خواص کی پختگی و توانائی کے بعد صلاحیتوں کی ضابطہ بندی کے لئے ہے، اس میں رد و بدل ضرر رساں ہونے کے علاوہ خلافت و نیابت کے لئے حیوانی و نورانی بنیاد کے درمیان تجاذبی قوت کی جو حد مقرر تھی اس میں بھی اضافہ کی گنجائش نہ رہ گئی تھی اس بنا پر پختگی و توانائی کے بعد کلام الٰہی (قرآنِ حکیم) کو آخری و دوامی شکل دے کر مہرِ نبوت کی تصدیق اس پر ثبت کر دی گئی۔

پہلی کتابوں کا ذکر پہلی کتابوں کا ذکر ان آیتوں میں ہے:-

اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی	(اعلیٰ ع ۱)	یہ باتیں گزشتہ صحیفوں میں بھی ہیں ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔
اَوَلَمْ تَاْتِھِمْ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی	(طٰہٰ ع ۸)	کیا پہلے صحیفوں میں جو کچھ ہے اسکی گواہی ان کو نہیں پہنچی۔
وَ اِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ	(شعراء ع ۱۱)	بلاشبہ یہ پہلوں کی کتابوں میں ہے۔
وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا	(النساء ع ۳)	اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔
اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ	(المائدہ ع ۷)	ہم نے توراۃ اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے۔
وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّنُوْرٌ	(المائدہ ع ۷)	ہم نے عیسیٰ کو انجیل دی اس میں ہدایت اور نور ہے۔

متعلقہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

انزلت صحف ابراھیم علیہ السلام فی اول ۔ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان کی پہلی

Marfat.com

ليلة من رمضان وانزلت التوراة لست مضين من رمضان والانجيل لثلاث عشرة خلت من رمضان[1] وانزل الفرقان لاربع وعشرين خلت من رمضان[1]

رات میں اتارے گئے، تورات چھ رمضان اور انجیل تیرہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل کیا گیا۔

دوسری جگہ ہے :-

اعطيت مكان التوراة السبع و اعطيت مكان الزبور المئين و اعطيت مكان الانجيل المثانى وفضلت بالمفصل[2]

میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا، زبور کی جگہ سو سے زائد آیتوں والی سورتیں دیا گیا انجیل کی جگہ سو سے کم آیتیں دیا گیا اور اس سے بھی کم آیتوں والی سورتوں کیساتھ میں فضیلت دیا گیا۔

پہلی کتابوں میں نسخ ونسیان کا ذکر

ان کتابوں میں نسخ (ردوبدل) کا ذکر اس آیت میں ہے :-

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (البقرة ع ۱۳)

ہم اپنے احکام سے جو کچھ بدل دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسا حکم نازل کرتے ہیں۔

”نسخ“ میں پچھلی تعلیم موجود تھی اور ”نسیان“ میں پچھلی تعلیم فراموش ہو گئی تھی لیکن ہر دو صورتوں میں ہر نئی تعلیم پچھلی سے بہتر یا اس کے مثل تھی کمتر نہ تھی کیونکہ بتدریج پختگی و توانائی کی طرف لے جانے کے لئے اصل تکمیل وارتقار ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

لَقَدْ جئتكم بها بيضاء نقية ولو كان موسى حيا ما وسعه الا

میں تمہارے پاس صاف اور ستھری ملت حنفیہ لایا ہوں اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو

[1] و [2] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۰۷

اتباعی۔[1] تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔

دوسری روایت میں ہے :۔

والذی نفس محمد بیدہ لوبدأ لکم	اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان
موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم	ہے اگر تمہارے سامنے موسیٰ ظاہر ہوں اور تم مجھے
عن سواء السبیل ولو کان حیاً و	چھوڑ کر انکی اتباع کرو تو سیدھی راہ سے گمراہ
ادرک بنبوتی لا تبعنی[2]	ہو جاؤ گے اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت
	کو پاتے تو وہ میری اتباع کرتے۔

بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم

نسخ ونسیان ہی کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی نہ تصدیق کا حکم دیا اور نہ تکذیب کا بلکہ بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا۔

لا تصدقوا اھل الکتب ولا تکذبوھم	تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب
وقولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا	کرو بلکہ یہ کہو کہ ہم اللہ پر اور ان کتابوں پر
(الآیۃ)[3]	ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئیں۔

نسخ ونسیان دونوں کا تعلق پہلی کتابوں سے ہے جیسا کہ اس سے اوپر کی آیت مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ سے ظاہر ہے۔ نسیان کی صورت اس لئے کہ جب تک حفاظت و یاد رکھنے کا قدرتی انتظام نہ ہو امتداد زمانہ کی وجہ سے تعلیم فراموش ہو جاتی ہے۔ جوہر انسانیت کی پختگی و توانائی سے پہلے چوں کہ کتاب الٰہی میں تسلسل وارتقاء پایا جاتا رہا اس بنا پر حفاظت و یاد رکھنے کا کوئی قدرتی انتظام نہ کیا گیا البتہ نسخ کا تعلق سمجھنے کے لئے اس کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔ لغت کی کتابوں میں نسخ کی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

---

[1] احمد و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی [2] مشکوٰۃ باب الاعتصام الفصل الثالث

[3] ایضاً الفصل الاول۔

Marfat.com

ازالة الحکم بحکم یتعقبہ[1] ۔	کسی حکم کو بعد کے حکم سے زائل کرنا ۔
ابطال الشیئ واقامۃ اٰخر مقامہ[2] ۔	شے کو باطل کر کے اسکی جگہ دوسری شے رکھنا ایک
نسخ الاٰیۃ بالاٰیۃ ازالۃ حکمہا[3]	آیت کو دوسری آیت سے منسوخ کرنا اسکے حکم کو زائل کرنا ہے۔
النسخ ان تنزیل امراً کان من قبل یعمل بہ ثم تنسخہ بحادث غیرہ[4] ۔	نسخ یہ ہے کہ پہلی بات سے جس پر عمل کیا جاتا ہو اس کو زائل کر کے اس کی جگہ نئی بات رکھی جائے ۔
النسخ ان تعمل بالاٰیۃ ثم تنزل اٰیۃ اخریٰ فتعمل بہا وتترک الاولیٰ[5]	نسخ یہ ہے کہ کسی آیت پر عمل کیا جائے پھر دوسری آیت عمل کیلئے نازل ہو اور پہلی چھوڑ دی جائے نسخ
النسخ ابطال شیئ واقامۃ غیرہ مقامہ[6]	کسی شی کو باطل کر کے اس کی جگہ کسی اور شی کو کرنا ۔

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ نسخ کی حقیقت " ردو بدل کرنا " ہے یعنی ایک حکم کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا حکم رکھنا جس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کہ خامی دور کر کے بتدریج ترقی دینا مقصود ہو ۔ جوہر انسانیت کی پختگی و توانائی کے بعد چوں کہ یہ مقصود نہیں باقی رہتا اس بنا پر نسخ کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی ۔ ایسی حالت میں نسخ کا تمام تر تعلق پہلی کتابوں سے قائم ہوتا ہے ۔ آخری کتاب (قرآن حکیم) چونکہ پختگی و توانائی کے بعد نازل ہوئی اس بنا پر " نسخ " سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

قرآنی احکام میں ازالہ نہیں بلکہ " امالہ " کی ضرورت ہے

پختگی و توانائی کے بعد جو چیز مقصود بنتی ہے وہ اعتدال و توازن برقرار رکھنا ہے جن کے لئے حکم کے ازالہ کی نہیں بلکہ امالہ کی ضرورت ہے اور امالہ کا تعلق حکم کے ردو بدل سے نہیں بلکہ اسکے نفاذ سے ہے یعنی حکم کو برقرار رکھتے ہوئے نفاذ کے وقت اس کے اوصاف میں تبدیلی کر دی جاتی مثلاً حالات کے لحاظ سے

---

[1] راغب اصفہانی ، المفردات فی غریب القرآن ۔ [2] ابن منظور ۔ لسان العرب ۔ فصل النون حرف الخار [3] سید محمد مرتضیٰ زبیدی ۔ تاج العروس جز ثانی فصل النون باب الخار [4] [5] ایضاً [6] محمد طاہر پٹنی مجمع بحار الانوار ج ۳ نسخ ۔

Marfat.com

۱۔ عام کو خاص بنا دیا جائے۔

۲۔ مطلق کو مقید کر دیا جائے۔

۳۔ وسعت کو محدود کر دیا جائے۔

۴۔ کسی شرط یا صفت کا اضافہ کر دیا جائے۔

۵۔ بعض صورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

۶۔ عارضی طور پر نفاذ کو روک دیا جائے وغیرہ۔

ایک مثال سے وضاحت اس کی مثال ماہر طبیب کے اس نسخہ کی ہے جس کو وہ نبض کی حرکت، مریض کی حرارت، مرض اور مزاج کی کیفیت، قوئ، عمر اور موسم کو ملحوظ رکھ کر تجویز کرتا ہے اور پھر مریض مرض اور موسم کے احوال میں تبدیلی کے ساتھ نسخہ میں معمولی تبدیلی کرتا رہتا ہے اگر سابقہ حالت پھر واپس آجاتی ہے تو سابقہ لکھی ہوئی دوائیں دوبارہ استعمال کرانے لگتا ہے، بعینہٖ اس کا یہی طرز عمل تجویز کی ہوئی غذا کے بارے میں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ نسخہ کی کسی دوا کو نظر انداز کیا جا سکتا اور نہ طبیب کے اختیارِ تمیزی کو سلب کیا جا سکتا ہے۔

یہ "امالہ" گویا طبیب کا اختیارِ تمیزی ہے جس کے لئے ہماری زبان میں موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ہے اور اس کے لئے احکام منصوصہ و غیر منصوصہ کی تخصیص نہیں ہے۔

ثبوت میں ایک آیت امالہ یا اوصاف میں تبدیلی کا ثبوت بڑی حد تک قرآنِ حکیم کی اس آیت میں ہے۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ	جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت
اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ	بدل دیتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا
مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ	ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے گھڑ لیا ہے لیا

Marfat.com

نہیں ہے بلکہ ان میں کے اکثر نہیں جانتے ہیں (النحل ع ۱۴)

اس آیت میں ابدال کے بجائے "تبدیل" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد کہیں ذات کی تبدیلی اور کہیں صرف اوصاف کی تبدیلی ہوتی ہے، ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔

التبديل التغيير مطلقا اما فی الذات كتبديل الدراهم بالدنانير او فی الاوصاف كتبديل الفضة خاتماً [۱]	"تبدیل" سے مطلقاً بدلنا مراد ہے خواہ ذات میں ہو جیسے درہم کی تبدیلی دینار کیساتھ یا اوصاف میں ہو جیسے چاندی کی تبدیلی انگوٹھی کی شکل میں۔

ابدال اور تبدیل کا یہ فرق بیان کیا گیا ہے۔

ان التبديل تغيير الصورة الى صورة اخرى والجوهرة بعينها والابدال تنحية الجوهرة واستئناف جوهرة اخرى [۲]	تبدیل صرف صورت کو بدلنا ہے، اصل جوہر اپنی جگہ باقی رہے اور "ابدال" جوہر کو بدلنا ہے کہ اس جگہ دوسرا جوہر آجائے۔

کلام عرب میں دو محاورے ہیں :-

ابدلت الخاتم بالحلقة - بدّلت الخاتم بالحلقة -

دونوں کے استعمال میں فرق ہے پہلا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب انگوٹھی کو ہٹا کر چھلا اس کی جگہ رکھ دیا جائے اور دوسرا اس وقت جب کہ انگوٹھی کو پگھلا کر چھلا بنا لیا جائے پہلے میں اصل "جوہر" بدل جاتا ہے اور دوسرے میں جوہر باقی رہتا ہے صرف اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے [۳]۔

لفظِ تبدیل کا استعمال | قرآن حکیم میں لفظ تبدیل کا استعمال دونوں طرح ہے۔ ذات کی تبدیلی مثلاً۔

---

[۱] شیخ محمد طاہر پٹنی۔ مجمع بحار الانوار ج ۱ - [۲] محمد مرتضیٰ زبیدی تاج العروس جز سابع فصل الباء من باب اللام۔ [۳] ایضاً۔

Marfat.com

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان ع ۶) — یہی لوگ ہیں کہ اللہ انکی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا

صرف اوصاف کی تبدیلی۔ مثلاً :۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا (النساء ع ۸) — جب کبھی ان کی کھال جل جائے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری کھال بدل دیں گے۔

پہلی کتابوں میں ردّ و بدل کا ذکر لفظ "نسخ" کے ساتھ اور آخری کتاب (قرآنِ حکیم) میں بدلنے کا ذکر تبدیل کے ساتھ خود اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں "تبدیلی" سے مراد صرف اوصاف کو بدلنا ہے، ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے جیسا کہ اس کی تائید رسول اللہؐ اور صحابۂ کرام کے فیصلوں نیز متقدمین کے طرزِ عمل سے ہوتی ہے مثلاً :

رسول اللہؐ کے فیصلوں سے اوصاف میں تبدیلی کی مثالیں

قرآنِ حکیم میں حدود قائم کرنے کا حکم عام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ جنگ اور دشمن کی سرزمین میں حدود قائم کرنے سے منع کیا ہے :۔

لا تقطع الایدی فی الغزو[1] — غزوہ میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

لا تقطع الایدی فی السفر[2] — سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

(۲) اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ وساوسِ شیطان و فساد کا دفعیہ ہو اور اللہ کی حرمتیں محفوظ رہیں لیکن جس سے شادی کا ارادہ ہو رسول اللہ نے اس کو دیکھنے کی اجازت دی۔

انظر الیہا فانہ احری ان یؤدم بینکما[3] — اس کو دیکھ لو اس سے آپس میں الفت و محبت کی زیادہ امید ہے۔

[1و2] مشکوٰۃ باب قطع السرقہ [3] احمد و ترمذی و مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبہ۔

Marfat.com

(۳) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس سے میرے اوپر حد لازم آتی ہے آپ حد جاری کر دیجئے اس پر آپ نے فرمایا:۔

الیس قد صلیت معنا قال نعم قال — کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی
فان اللہ قد غفر لک ذنبک — اس نے عرض کیا ہاں پڑھی ہے آپ نے فرمایا
او حدک۔[1] — اللہ نے تمہارا گناہ یا تمہاری حد معاف کر دی۔

معافی کا اثر اس شخص پر یہ ہوا کہ اس نے شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے کہا، آپ کے کوڑوں کے خوف سے شراب چھوڑنے میں اپنی توہین سمجھتا تھا لیکن آپ نے معاف کر دیا تو واللہ اس ملعون کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

(۴) زنا کے ایک واقعہ میں مجرم کی جگہ غیر مجرم پکڑ لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سزا کا حکم بھی سنا دیا لیکن بعد میں مجرم نے خود ہی اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور ماخوذ شخص کو اس سے بری کر دیا۔ یہ صورت دیکھ کر رسول اللہ صلعم نے دونوں کی سزا معاف کر دی ماخوذ شخص کو اس بنا پر کہ وہ اصل مجرم نہ تھا اور مجرم کی اس بنا پر کہ محض دوسرے کی جان اور حق کے تحفظ کی خاطر اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔

حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اعترافِ جرم کے بعد سزا نہ دینا مجرم کی حوصلہ افزائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سزا دینے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرمایا:۔

فابیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اللہ کی طرف
فقال انہ قد تاب الی اللہ۔[2] — اس نے رجوع کر لیا ہے۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن کو رسول اللہ صلعم کی مخصوصات (جو آپ کے لئے خاص ہیں اور کسی عام قاعدہ و قانون کے تحت نہیں آتے) قرار دے کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان سے اوصاف کی تبدیلی کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ۔ [2] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۳ فصل فی تغیر الفتویٰ۔

Marfat.com

صحابہؓ کے فیصلوں سے اوصاف کی تبدیلی کی مثالیں

صحابہ کرامؓ کے فیصلوں میں بھی اوصاف کی تبدیلی کی بہ کثرت مثالیں ہیں، یہاں صرف حضرت عمرؓ کے چند فیصلے ذکر کئے جاتے ہیں کہ ان کے سمجھنے میں لوگ طرح طرح کی غلط فہمیوں کے شکار ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت عمرؓ نے کتابیہ (اہل کتاب) عورت سے نکاح کرنے کی ممانعت کر دی حالانکہ قرآنِ حکیم میں اس کی اجازت موجود ہے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (المائدہ ع ۱)

اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔

ابوبکر جصاص نے ممانعت کے سلسلے میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:۔

حضرت حذیفہؓ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کیا۔ جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو ہوئی تو انہوں نے علیحدگی کا حکم دے دیا۔ حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ کیا وہ حرام ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں حرام تو نہیں کہتا ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم بدکار عورتوں کے جال میں پھنس جاؤ گے"[۱]

فانی اخاف ان یقتدی بك المسلمون فیختاروا نساء اهل الذمة لجمالهن وکفی بذالك فتنة نساء المسلمین[۲]

میں ڈرتا ہوں کہ دوسرے مسلمان تمہاری پیروی کریں گے اور ذمیہ (کتابیہ) عورتوں کی خوبصورتی کی وجہ سے مسلمان عورتوں پر ان کو ترجیح دیں گے یہ بات بڑی آسانی کے ساتھ مسلمان عورتوں کیلئے فتنہ بن سکتی ہے۔

---

[۱] ابوبکر جصاص۔ احکام القرآن، باب تزوج الکتابیات۔ [۲] محمد۔ کتاب الآثار باب تزوج الیہودیۃ والنصرانیۃ۔

Marfat.com

(۲) بیت المال (سرکاری خزانہ) میں چوری سے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا اور فرمایا کہ بیت المال میں سب کی شرکت ہے۔

لیس علیہ قطع [1] ایسے چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے

ایک خادم نے مالکہ کے آئینہ (قیمت ساٹھ درہم) کی چوری کی حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر اس کا ہاتھ کاٹنے سے منع کر دیا۔

خادمکم سرق متاعکم [2] تمہارے خادم نے تمہارے مال کی چوری کی۔

ان غلاموں کو بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جنہوں نے ایک اونٹ چرایا تھا جب نہیں معلوم ہوا کہ غلاموں کا مالک ان کو ننگا بھوکا رکھتا ہے چنانچہ حکم واپس لیتے ہوئے فرمایا۔

اراك تجیعهم [3] میں دیکھتا ہوں کہ تم ان کو بھوکا رکھتے ہو۔

اسی سال قحط سالی میں چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

لاتقطع الید فی غدق وعام سنة [4] خوشہ کی چوری اور قحط سالی میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

جب کہ قرآنِ حکیم کی آیت عام ہے اس میں نہ کوئی تخصیص ہے اور نہ استثناء ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا (المائدہ ع ۶) چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو۔

یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ خانے ہٹانے کا حکم دیا۔ حالانکہ قرآنِ حکیم میں ان کا ذبیحہ حلال کیا گیا ہے:۔

فَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ (المائدہ ع ۱) اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

(۴) اس صورت میں پورا مہر واجب کیا جس میں شوہر اور بیوی کے درمیان خلوتِ صحیحہ

---

[1] ابو یوسف۔ الخراج فصل مایجب فیہ الحدود فی سرقتہ۔ [2] مالک۔ موطا باب لا قطع فیہ۔
[3] ایضاً۔ [4] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۳ المثال الثالث فی سقوط الحد۔

Marfat.com

ہو اور پھر طلاق ہو جائے۔

عن عمرؓ فی اغلاق الباب وارخاء الستر انه یوجب المهر[1]

دروازہ بند کر دینے اور پردہ گرا دینے سے وہ مہر واجب کرتے تھے۔

حالانکہ قرآنِ حکیم میں ہے کہ نکاح کے بعد اگر کوئی شخص تعلقات کی ادائیگی کے بغیر طلاق دے تو نصف مہر واجب ہوتا ہے:۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ۔ (البقرۃ ع ۳۱)

اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور ان کا مہر مقرر کیا ہو تو مقررہ مہر کا نصف دینا ہوگا۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جو حالات کے لحاظ سے حکم کے اوصاف میں تبدیلی پر دلالت کرتی ہیں یعنی حکم اپنی جگہ برقرار رہتا ہے اور حالات کے لحاظ سے اس کے اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے جو اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک حالات باقی رہتے ہیں۔

متقدمین کے نزدیک نسخ کا استعمال

غالباً ان مثالوں ہی کے پیشِ نظر متقدمین نے قرآن حکیم میں نسخ کا استعمال تبدیلیٔ اوصاف کے مفہوم میں کیا ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں:۔

ان النسخ عند المتقدمین رفع دلالة العام والمطلق والظاهر وغیرها تارة اما بتخصیص تقیید اوحمل مطلق علی مقید وتفسیرہ وتنبیهه حتی انهم یسمون الاستثناء والشرط والصفة

نسخ متقدمین کے نزدیک عام مطلق اور ظاہر وغیرہ کی دلالت اٹھا دینے کو کہتے ہیں کبھی عام کو خاص یا مطلق کو مقید بنایا جاتا یا مطلق کو مقید پر حمل کر کے اس کی تفسیر و توضیح کی جاتی ہے یہاں تک کہ استثناء۔ شرط اور صفت کو بھی "نسخ" کہا جاتا ہے کیونکہ انکے ذریعہ بھی ظاہر

---

[1] اسمٰعیل بن یحیی المزنی مختصر المزنی باب الحکم فی الدخول واغلاق الباب الخ برحاشیہ کتاب الام للشافعی ج ۳۔

Marfat.com

نسخا لتضمن ذالک رفع دلالۃ الظاھر وبیان المراد فالنسخ عندھم وفی لسانھم ھو بیان المراد بغیر ذالک بل بالخارج عنہ[1]

کی دلالت اٹھادی جاتی اور مراد کو بیان کیا جاتا ہے "سلف" کی زبان میں "نسخ" مراد کے بیان کا نام ہے یہ بیان اس لفظ کے غیر بلکہ کسی امر خارج سے بھی ہوتا ہے۔

دوسری جگہ ہے:۔

ھو رفع الظاھر لتخصیص اوتقیید اوشرط اومانع فھذا اکثر من السلف یسمیہ نسخا[2]

کسی تخصیص، تقلید، شرط یا مانع کی وجہ سے ظاہری حمل کو نظر انداز کرنا عمومی طور پر سلف اس کا نام "نسخ" رکھتے ہیں۔

اوصاف میں تبدیلی ہی سے قرآن کی آخری ودوامی شکل برقرار رہتی ہے

حکم کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے اوصاف میں تبدیلی کی بکثرت مثالیں راقم کی کتاب "احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت" میں ملیں گی۔ حالات کے لحاظ سے احکام کے نفاذ میں اگر اوصاف کی تبدیلی نہ تسلیم کی جائے تو قرآنِ حکیم کی، آخری ودوامی شکل مجروح ہوتی اور صلاحیتوں کی ضابطہ بندی میں اعتدال وتوازن برقرار رکھنا دشوار ہوتا ہے۔ اوصاف میں تبدیلی کے بعد پھر رہتی دنیا تک کسی نئی کتاب (کلام الٰہی) کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ یہی آخری کتاب ہر دور و زمانہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔ صرف اسکی حفاظت کا سوال رہتا ہے جسکی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (حجر ع ۱)

ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کی حفاظت کا جو انتظام ہے اور جس طرح وہ محفوظ ہے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ قدرتی انتظام وحفاظت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

---

[1] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۱۔ فصل المراد بالنسخ عند عامۃ السلف [2] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱۔ فصل المراد بالنسخ عند عامۃ السلف۔

Marfat.com

٦۔ شعورِ نبوّت

نبوت سے مراد علم و حکمت کا نور اور فہم و ادراک کا وہ کمال ہے جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی جانب سے عطا ہوتا ہے یہ "شعور" نبوت کے خلقی وجدان کا نتیجہ اور اس کے لئے لازم ہے جس کے بغیر نبوت کے فرائض انجام دینے کی کوئی شکل نہیں ہے۔

شعورِ نبوّت کا ثبوت قرآن حکیم کی اس آیت سے "شعورِ نبوت" کا ثبوت ملتا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰٮكَ اللّٰهُ ؕ (النساء رکوع ۱۵)	اے نبی! ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا۔(سجھایا)۔

بما اراك الله کی تفسیر مفسرین سے یہ منقول ہے۔

بما عرفك واوحى به اليك[1]	اس کے مطابق جس کی اللہ نے آپ کو معرفت دی اور آپ کی طرف وحی بھیجی۔
بما اعلمك الله[2]	اس کے مطابق جس کا اللہ نے آپ کو علم دیا۔

امام فخرالدین رازی نے مذکورہ آیت میں "علم" کو "رویۃ" سے تعبیر کرنے کی یہ وجہ بیان کی ہے:۔

---

[1] قاضی بیضاوی، تفسیر بیضاوی، سید محمود آلوسی: روح المعانی نساء ع ۱۵ [2] فخرالدین رازی تفسیر کبیر جزء ثالث نساء ع ۱۵۔

Marfat.com

لان العلم الیقینی ابرأ عن جہات الریب یکون جاریاً مجری الرؤیۃ فی القوۃ والظہور[1]

وہ علم یقینی جو شک کو رد کرنے والا ہے، قوت اور ظہور میں رویت (دیکھنے) کے قائم مقام ہوتا ہے۔

پھر حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

لا یقولن احد قضیت بما ارانی اللہ تعالیٰ فان اللہ تعالیٰ لم یجعل ذلک الا لنبیہ واما اجدنا رایہ یکون ظنا لا علما[1]

کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے اس کے مطابق فیصلہ کیا جو اللہ نے مجھے دکھایا، کیوں کہ یہ مقام صرف نبی کے لئے خاص ہے، ہم لوگوں کی رائے ظن کے درجہ میں ہوتی ہے، نہ کہ علم کے درجہ میں۔

ظاہر ہے کہ رویت سے مراد یہاں بصری رویت نہیں ہے بلکہ قلبی رویت ہے، اس کی اللہ کی طرف نسبت ہے اور یہ خصوصیت صرف "شعورِ نبوت" کو حاصل ہوتی ہے۔

حکمت کا مفہوم | شعورِ نبوت کو سمجھنے کے لئے حکمت اور اس کے مقام کی نشاندہی ضروری ہے۔

قرآنِ حکیم کی کئی آیتوں میں "حکمت" کا ذکر ہے، لغت میں اس کے یہ معنی ہیں:۔

الحکمۃ اصابۃ الحق بالعلم والعقل[3]۔ الحکمۃ عبارۃ عن معرفۃ افضل الاشیاء بافضل العلوم[4]

علم و عقل کے ذریعہ حق کو پہنچنے کا نام حکمت ہے[3]۔ افضل اور بہتر چیز کو بہترین علم کے ذریعہ جاننا حکمت ہے[4]۔

مفسرین سے یہ معنی منقول ہیں:۔

(۱) ہر شے کو اس کے مناسب محل میں رکھنے کی صلاحیت۔ وضع کل شیٔ موضعہ،

---

[1] فخر الدین رازی۔ تفسیر کبیر جزء ثالث ص ۱۵۔ [2] ایضاً و محمد عبدہ۔ المنار جزء خامس ۔ [3] راغب اصفہانی مفردات القرآن۔ [4] ابن منظور لسان العرب۔

Marfat.com

(۲) حقائق اشیاء کی معرفت "معرفت الاشیاء بحقائقھا۔"

(۳) حق وباطل کے درمیان فیصلہ کی قوت "الفصل بین الحق والباطل۔"

(۴) قول اور عمل میں صحیح رائے تک پہنچنا "الاصابۃ فی القول والعمل[1]۔"

(۵) وہ معارف واحکام جن سے نفوسِ انسانی کمال کو پہنچیں "ما یکمل نفوسھم من المعارف والاحکام۔"

ان کے علاوہ بھی بہت سے معنیٰ مفسرین سے منقول ہیں۔ مثلاً:۔

(۶) انوارِ قلوب کی معرفت اور اسرارِ عیوب سے واقفیت۔

(۷) نفس اور شیطان کی دقیقہ رسی سے آگاہی۔

(۸) شیطانی اور انسانی تقاضوں میں امتیاز کی قوت۔

(۹) عقل کی رہنمائی اور قلب کی بصیرت۔

(۱۰) برائیوں کی صحیح نشان دہی کے بعد علاج کی تدبیریں۔

(۱۱) مخلوق کے احوال کا علم۔

(۱۲) خاص قسم کی فراست (قیافہ شناسی)[2]۔

ابن مسکویہ (فلسفی) نے حکمت کے تحت یہ چیزیں بیان کی ہیں:۔

ذکاوت وذہانت، سرعتِ فہم، قوتِ فہم، ذہن کی صفائی، عقل کی رسائی اور سہولتِ تعلم۔

پھر اس کے بعد کہا ہے:۔

وبھذہ الاشیاء یکون حسن الاستعداد للحکمۃ[3]	ان ہی چیزوں کے ذریعہ حکمت کی حسنِ استعداد پیدا ہوتی ہے۔

---

[1] علاؤالدین علی تفسیر خازن ص ۸۶ وقاضی ثناءاللہ تفسیر مظہری ص۲۴۷ [2] عرائس البیان فی حقائق القرآن ص ۶۰۔ [3] ابن مسکویہ۔ تہذیب الاخلاق ص ۸۔

Marfat.com

مجاہد (تابعی) اور امام مالکؒ سے یہ معنی منقول ہیں :۔

انہا معرفۃ الحق والعمل و الاصابۃ فی القول والعمل[1]

حکمت نام ہے حق کی معرفت، اس پر عمل اور قول وعمل میں درستی کو پہنچنے کا۔

ابن قیم نے اس "معنی" کو احسن قرار دیا ہے :۔

واحسن ما قیل فی الحکمۃ[1]

حکمت کے باب میں جو کچھ کہا گیا ہے ان میں یہ احسن ہے۔

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ حکمت دراصل اس "استعداد" کا نام ہے جس کے ذریعہ حق کی معرفت، فیصلہ کی قوت، کسی شے کو اس کے مناسب محل میں رکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

حکمت "علم وفہم کا نہایت اونچا درجہ ہے

قرآنِ حکیم کی جن آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی تفصیل بیان کی گئی ہے، ان میں حکمت کو علم وفہم کا نہایت اونچا درجہ تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً :۔

(۱) تلاوتِ آیات۔ وہ درجہ جو ذکر و نصیحت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۲) تعلیم کتاب۔ وہ درجہ جس میں موقع ومحل کے لحاظ سے مفہوم متعین کرنے اور اصول و کلیات کو برمحل منطبق کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) تعلیم حکمت۔ وہ درجہ جس میں بات کی تہہ تک پہنچنے اور اس کے اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنے کی "حسنِ استعداد" پیدا ہوتی ہے تزکیہ کا تعلق عمل سے ہے۔ جو ہر درجہ میں یکساں ضروری ہے :۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران ع ۱۷)

رسول اللہ کا آیتیں انکے سامنے تلاوت کرنا ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت

---

[1] ابن القیم مدارج السالکین و تفسیر قیم دار نزل اللہ اھ ص ۲۲۷ (ترتیب محمد اویس ندوی)

Marfat.com

کی تعلیم دیتا ہے۔

نبوت کمالِ حکمت پر فائز ہوتی ہے

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نبوت درجۂ کمال کی حکمت پر فائز ہوتی ہے۔ اسی بنا پر قرآن حکیم میں لفظِ "حکمت" کی تفسیر اکثر و بیشتر نبوت و سنّت سے کی جاتی ہے۔

ابن قیم کہتے ہیں:-

الحکمۃ فی کتاب اللہ نوعان	اللہ کی کتاب میں حکمت دو طرح مستعمل ہے
مفردۃ و مقرونۃ بالکتاب	(۱) مفرد اور (۲) کتاب کے ساتھ
فالمفردۃ فسرت بالنبوۃ و	(۱) مفرد کی تفسیر نبوۃ اور علم قرآن کے ساتھ
فسرت بعلم القرآن قال	کی گئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ
ابن عباس ھی علم القرآن	وہ علم قرآن ہے یعنی ناسخ و منسوخ محکم
ناسخہ ومنسوخہ ومحکمہ و	و متشابہ، مقدم و مؤخر اور حلال و حرام
متشابھہٗ ومقدمہ ومؤخرہ وحلالہ	وغیرہ کا۔ ضحاک نے کہا کہ وہ قرآن اور
وحرامہ وامثالہ وقال الضحاک	علم اور فقہ ہے۔ ضحاک کی دوسری روایت
ھی القرآن والعلم والفقہ وفی	میں اس سے مراد قول اور فعل میں درستی
روایۃ اخری عنہ ھی الاصابۃ	کو پہنچنا ہے نخعی نے کہا کہ چیزوں کے معانی
فی القول والفعل وقال النخعی	اور ان کا فہم ہے۔ حسن نے کہا کہ اللہ کے
ھی معانی الاشیاء فہمہا وقال	دین میں پرہیز گاری مراد ہے۔ گویا یہ تفسیر
الحسن الورع فی دین اللہ کانہ	اس کے ثمرہ اور مقتضاء کے لحاظ
فسرھا بثمرتہا ومقتضاھا واما	سے ہے (۲) جو حکمت کتاب کے ساتھ
الحکمۃ المقرونۃ بالکتاب فہی السنۃ	ہے، اس سے سنّت مراد ہے، امام
کذلک قال الشافعی وغیرہ من	شافعیؒ اور دوسرے ائمہ نے یہی کہا ہے،

Marfat.com

الائمة وقيل فى القضاء بالوحى وتفسيرها بالسنة اعم واشهر[1] — بعضوں نے "وحی" کے مطابق فیصلہ مراد لیا ہے لیکن سنت کے ساتھ اس کی تفسیر زیادہ عام اور مشہور ہے۔

کمالِ حکمت میں نورانی شعاع کی آمیزش

نبوت میں کمالِ حکمت کے ساتھ نورانی شعاع کی آمیزش ہوتی ہے جو مشاہدہ حق سے باطن پر پڑتی اور اس کو روشنی بخشتی ہے۔ جیسا کہ ان آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جو نبوت کا نورانی دنیا سے تعلق اور فیض رسانی کے سلسلہ میں گزر چکی ہیں۔

شعورِ نبوّت کے تکوینی اجزار

اس طرح شعورِ نبوت کے دو اہم جز ہیں جن سے اس کی تکوین ہوتی ہے۔

(۱) کمالِ حکمت اور (۲) نورانی شعاع۔

ان آیتوں سے بطور اشارہ النص شعورِ نبوت کے اجزار کا ثبوت ملتا ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ[2] — اللہ فرشتوں اور انسانوں میں رسول خود منتخب کرتا ہے۔

یعنی یہ انتخاب وہبی خصوصیات کی بنا پر ہوتا ہے نہ کہ کسبی خصوصیات کی بنا پر۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ[3] — اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کس کے سپرد کرے۔

جن کا انتخاب ہوتا ہے ان کے رجحانات قلبی میلانات کی بھی نگرانی ہوتی ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا[4] — اگر ہم آپؐ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔

---

[1] ابن قیم مدارج السالکین وتفسیر قیم والنزل الشرص ۱۲۲۷ [2] الحج رکوع ۱۰۔ [3] الانعام رکوع ۱۵
[4] بنی اسرائیل رکوع ۸۔

Marfat.com

شعورِ نبوّت کی خصوصیات

نورانی شعاع کی آمیزش سے شعورِ نبوت کو درج ذیل خصوصیات حاصل ہوتی ہیں جو کسی اور شعور کو نہیں حاصل ہیں۔ مثلاً:

(۱) نور میں اس کی پرورش ہوتی اور نورانی شعاعیں اس کے جلو میں رہتی ہیں۔

(۲) قوت قدسیہ اور تجلیاتی شعور سے ہر وقت متصف رہتا ہے۔

(ا) قوت قدسیہ۔ خواہشاتِ نفس سے حفاظت کی بنا پر جو شعور کو بیداری اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔

(ب) تجلیاتی شعور۔ مشاہدۂ حق سے جو نور کی شعاع باطن پر پڑتی اور باطن کے خواص و اسرار کو روشن کر دیتی ہے۔

(۳) عالمِ غیب سے تعلق رکھتا ہے جو غیر متناہی علوم کا خزانہ اور ہر قسم کی آمیزشوں سے پاک ہے۔

(۴) غلطی اور سرکشی سے اس کی حفاظت ہوتی رہتی ہے، وغیرہ۔

آیتوں میں شعورِ نبوت کی طرف اشارہ

ان خصوصیات کی طرف درج ذیل آیات میں اشارہ ہے:۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ [1]	آپ کہدیجئے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں مجھے نہیں معلوم کہ (کل) میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا معاملہ کیا جائے گا میں تو اس کا اتباع کرتا ہوں جس کی وحی میرے پاس آتی ہے۔
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ	آپ اپنے رخ کو اس دین کی طرف کر لیجئے جس میں کجی کا نام نہیں، اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش میں

---

[1] الاحقاف رکوع ۶۔

Marfat.com

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ[1] — کوئی تبدیلی نہیں ہے، یہ دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ[2] — یہ غیب کی خبریں ہیں، جن کی ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[3] — اللہ تعالیٰ غیب کو اپنے برگزیدہ پیغمبر کے سوا اور کسی کے اوپر نہیں ظاہر کرتا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى[4] — قلب نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی جو اس نے دیکھا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى[5] — نہ نگاہ نے کجی اختیار کی، اور نہ سرکشی کی۔

شعورِ نبوت کے ادراک و مشاہدہ میں کوئی شریک نہیں ہے

مذکورہ خصوصیات کی بنا پر شعور نبوت کے ادراک و مشاہدہ میں کوئی اور تو کیا شریک ہوتا اولیاء بھی شریک نہیں ہیں۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:۔

وَلَا يتصور ان الولی يعطی ما اعطيه النبی من المشاهدة والمخاطبة[6] — اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ جس مخاطبت اور مشاہدہ سے انبیاء علیہم السلام سرفراز کیے جاتے ہیں اولیا بھی سرفراز کیے جاتے ہیں۔

اس ادراک و مشاہدہ کی رسائی ماورائے عقل تک ہے

یہ ادراک و مشاہدہ عقل تک محدود نہیں، بلکہ اس کی رسائی ماورائے عقل تک ہے۔

ابن خلدون کہتے ہیں:۔

"شارع کے بتلائے ہوئے اعتقادات اور اعمال کا اتباع کرو، کیوں کہ وہ تم سے

---

[1] الروم رکوع ۴۔ [2] آل عمران رکوع ۵۔ [3] جن ع ۲ [4] نجم ع ۱۔ [5] ایضاً۔ [6] ابن تیمیہ شرح العقیدۃ الاصفہانیہ مطبوعہ کردستان العلمیہ ص ۱۰۷۔

Marfat.com

زیادہ تمہارے بہی خواہ اور تمہارے فائدہ کی چیزوں کو جاننے والے ہیں، کیوں کہ ان کا علم تمہارے ادراک سے بالا اور ایسے ذریعہ سے حاصل ہونے والا ہے جو تمہاری عقل کے دائرہ سے وسیع تر ہے، یہ چیز عقل اور اس کے ادراک کے منافی نہیں ہے بلکہ عقل ہی میزان صحیح ہے، اس کے احکام (بڑی حد تک) یقینی اور جھوٹ سے پاک ہوتے ہیں، لیکن یہ میزان ایسی نہیں ہے جس سے توحید و آخرت کے امور اور نبوت وصفات الٰہیہ کے حقائق کا وزن کر سکیں، یہ ایک محال طبعی ہے، کیونکہ یہ چیزیں عقل کے طریق اور ادراک سے ماورا ہیں۔[۱]

عقل کی محدودیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سونا چاندی تولنے کے کانٹے (ترازو) سے پہاڑ تولنے کا ارادہ کرے، (اور جب وہ ایسا نہ کر سکے) تو یہ نہ کہا جائے گا کہ کانٹا (ترازو) وزن بتانے میں ناقص ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ہر ترازو کی ایک حد ہے، جس کے آگے وہ کام نہیں دے سکتی، اسی طرح میزان عقل کی بھی ایک حد ہے، جہاں وہ ٹھہر جاتی ہے، اس سے آگے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا احاطہ نہیں کر سکتی، کیونکہ عقل بھی وجود کے ان ذرات میں سے ایک ذرہ ہے، جو اللہ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اس سے تم ان لوگوں کی غلطی اور کم فہمی معلوم کر سکتے ہو جو عقل کو اس قسم کے معاملات میں نقل پر ترجیح دیتے ہیں۔"[۲]

امام غزالیؒ کا ارشاد ہے :۔

عقل سے ماورا ایک ہے جس میں دوسری (باطنی) آنکھ کھلتی ہے اور اس کے ذریعہ غیب کی باتیں اور مستقبل کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں اور ان امور کا انکشاف

---

[۱] ابن خلدون :۔ مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر ص ۳۹۴۔ [۲] ایضاً

Marfat.com

ہوتا ہے، جن میں عقل کام نہیں دے سکتی۔ جن بعض عقلاء نے اس راستہ کا انکار کیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ان کا یہ انکار محض جہالت کی وجہ سے ہے[1]"

شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) فرماتے ہیں:۔

"جس طرح عقل کا رشتہ اس کے راستہ سے ماورا رہے کہ جو چیز حواس کے ذریعہ نہ جانی جا سکے اس کو عقل معلوم کر لیتی ہے، اسی طرح نبوت کا راستہ عقل کے راستہ سے ماورا ہے کہ جو بات عقل سے نہ معلوم ہو سکے، نبوت کے ذریعہ معلوم ہو جاتی ہے۔ جو شخص عقل کے ماورا کوئی ذریعہ علم نہیں تسلیم کرتا وہ دراصل نبوت کا منکر اور ہدایت سے ٹکر لینے والا ہے[2]"

شعورِ نبوت اور عقل میں ٹکراؤ نہیں ہے

شعورِ نبوت اور عقلِ مادی میں ٹکراؤ نہیں ہے کیوں کہ ٹکراؤ کی صورت اس وقت ہوتی ہے، جب کہ داخلی اور خارجی دباؤ (طبعی حجابات اور وضعی حالات) سے حفاظت نہ ہو اور حفاظت صرف ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کے قویٰ میں کمالِ اعتدال پایا جاتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص ہے اور اللہ کی طرف سے جن کی حفاظت کا انتظام ہوتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں:۔

هم متفقون على انهم لا يقرون على خطأ في الدين اصلا ولا على فسق ولا كذب ففي الجملة كل ما يقدح في نبوتهم و تبليغهم عن الله تعالىٰ	سب اس بات پر متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام دین میں کبھی بھی خطا پر برقرار نہیں رہ سکتے اور نہ فسق اور کذب پر، خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو نبوت اور تبلیغ میں خرابی پیدا کرے اس کے اس سے منزہ اور پاک ہونے پر

[1] غزالی المنقذ من الضلال ۔ القول فی خواص النبوۃ [2] شیخ احمد سرہندی۔ مکتوبات مجدد ج ۳۔

Marfat.com

فهم متفقون على تنزيههم [1] — سب کا اتفاق ہے۔

شاہ ولی اللہؒ صاحب کہتے ہیں :-

واجتهاده صلی الله عليه وسلم بمنزلة الوحی لان الله تعالے عصمه من ان يتقرر رايه على الخطأ [2]

رسول اللہؐ کا اجتہاد بمنزلہ وحی ہے کیونکہ اللہ نے آپؐ کو غلط رائے پر قائم رہنے سے محفوظ رکھا ہے۔

عبقات میں ہے :-

لكن هذه الخاصية مختصة بالنبی المعصوم الذی يعصمه من المهد الى اللحد [3]

لیکن حفاظت کی یہ قسم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے جن کی مہد سے لے کر لحد تک حفاظت ہوتی ہے۔

شعورِ نبوت دین و شریعت سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے

شعورِ نبوت ان سب حدیثوں کا سرچشمہ ہے جو دین و شریعت سے متعلق رسولؐ اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ شافعیؒ نے ان کی تین قسمیں کی ہیں :-

(۱) ما انزل الله عز وجل فيه نص كتاب فبيّن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل ما نص الكتٰب۔

(۱) قرآن میں جس طرح کوئی حکم صراحۃً نازل کیا گیا رسول اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر فرمائی۔

(۲) ما انزل الله فيه جملة كتاب فبيّن عن الله معنى ما اراد۔

(۲) قرآن میں جو بات مجمل ہے رسول اللہ صلعم نے اللہ کی طرف سے اسکی مراد و تفصیل بیان کی۔

---

[1] ابن تیمیہ منہاج السنۃ ج افصل الرد علی ما زعمہ الخ (مقالۃ اہل السنۃ فی عصمۃ الأنبیاء) [2] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ا باب بیان اقسام علوم النبیؐ۔ [3] شاہ اسمٰعیل شہیدؒ :- عبقات - عبقہ ۲۔

Marfat.com

(۳) ما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما لیس فیہ نص کتاب۔[۱]

(۳) رسول اللہ صلعم نے وہ سنتیں قائم کیں جن کا صراحۃً ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

شاطبیؒ کہتے ہیں:۔

السنة راجعة فی معناها الی الکتاب فهی تفصیل مجمله وبیان مشکله وبسط مختصره۔[۲]

"سنت" اپنے معنیٰ و مفہوم کے لحاظ سے قرآن ہی کی طرف رجوع ہوتی ہے وہ (سنت) قرآن کے مجمل کی تفسیر مشکل کا بیان اور مختصر کی تشریح ہے۔

عقلی بشری دنیوی حالات سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے

عقل بشری دنیوی حالات و تجربات سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:۔

انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من دینکم فخذوه واذا امرتکم من رایی فانما انا بشر۔[۳]

میں ایک انسان ہی ہوں جب میں تمہارے دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو اس کو پکڑو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہوں تو بس میں انسان ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:۔

انتم اعلم بامور دنیاکم[۴]

تم اپنے دنیاوی امور کو زیادہ جانتے ہو۔

تیسری روایت میں ہے:۔

انی ظننت ظنا فلا تؤاخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا فخذوه فانی لا اکذب

میں نے گمان سے ایک بات کہی تھی تم (شرعی حیثیت سے) نہ لو لیکن جب میں اللہ کی طرف سے کچھ کہوں تو اس

---

[۱] شافعیؒ۔ کتاب الرسالۃ باب ما ابان اللہ الخ [۲] شاطبیؒ الموافقات جزء رابع المسألۃ الثالثۃ۔ [۳] مسلم باب وجوب امتثال ما قالہ شرعا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معائش الدنیا۔ [۴] ایضاً۔

Marfat.com

علی اللہ (مسلم باب وجوب امتثال ما قالہ کو لے لو میں اللہ پر کبھی کوئی جھوٹ
شرعاً دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معائش الدنیا) بات نہیں کہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے کے بعد باغبانوں کو کھجور کی پیداوار کے بارے میں ایک مشورہ دیا تھا (تابیر نخل سے منع فرمایا تھا) لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ لیکن وہ مفید ثابت نہ ہوا۔ اس پر رسول اللہؐ نے مذکورہ بالا الفاظ فرمائے۔ درایتی معیار کا اصل تعلق شعورِ نبوت سے ہے، اس بنا پر عقلِ بشری سے متعلق حدیثوں پر گفتگو کی اس وقت ضرورت نہیں ہے۔

Marfat.com

۷۔ سفارت

نبوت کی بحث اس وقت تک ناتمام رہتی ہے جب تک فرشتوں پر بحث نہ ہو کیونکہ نورانی دنیا سے نبوت کے ربط و تعلق میں یہی واسطہ و ذریعہ بنتے اور اللہ اور رسول کے درمیان سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں، اس بنا پر ذیل میں فرشتوں کی حقیقت اور ان کے کام کی نوعیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فرشتوں کو عربی میں ملائکہ کہتے ہیں۔

فرشتوں سے مراد ملائکہ۔ مَلَک اور مِلاک کی جمع ہے جس کے لغوی معنی فرستادہ اور قاصد کے ہیں۔

کلام عرب میں ہے :-

اَمْلَکْنِی الیہ ای ارسلنی الیہ[1] بھیجا مجھ کو اس کی طرف۔

لیکن یہاں اللہ کی وہ نورانی مخلوق مراد ہے جو باطنی طور پر کائنات کا انتظام چلانے پر مامور ہے اور مختلف کاموں میں اس کی حیثیت سفیر و قاصد کی ہے بالخصوص تربیت کے پروگرام میں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان سفارت کے فرائض اسی کے سپرد تھے۔

فرشتوں کے سپرد مختلف کام

قرآن حکیم میں فرشتوں کی حقیقت سے بحث نہیں کی گئی۔ ان پر جس قدر ایمان مطلوب ہے اس کے لئے حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پھر فرشتوں کا تعلق خالص نورانیت سے ہے جس کی کنہ تک رسائی میں مادی کثافت مانع ہے اس بنا پر نظام وجود میں ان کی حیثیت اور ان کے کام

---

[1] فخر الدین رازی تفسیر کبیر ج ۱۔ المسئلۃ الثانیۃ فی بیان حقیقۃ الملائکۃ۔

Marfat.com

کی نوعیت بیان کرنے پر اکتفاء کیا گیا جس سے مطلوبہ ایمان کی ضرورت پوری ہو جاتی اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً: قرآن حکیم میں ہے :۔

۱۔ ملائکہ کے ذریعہ اللہ کے حکم کا نفاذ ہوتا ہے :۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (الانفال ع ۔ ۲)	یاد کرو جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو۔

۲۔ وہ اللہ کے حکم و مرضی کو مخلوق تک پہنچانے میں بطور سفیر و قاصد کام کرتے ہیں :۔

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج ع ۱۰)	اللہ ہی فرشتوں اور انسانوں سے رسول (قاصد) منتخب کرتا ہے۔

۳۔ کائنات میں مختلف کاموں کی تدبیر و تنظیم ان کے سپرد ہے :

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ (النازعات ع ۱)	پھر ان فرشتوں کی قسم جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

۴۔ انسان کے اعمال کی نگرانی و نگہبانی ان کے سپرد ہے :۔

وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ٥ (الانفطار ع ۱)	بیشک تمہارے اوپر نگہبان مقرر ہیں جو معزز ہیں لکھنے والے ہیں جو تم کرتے ہو وہ اس کو جانتے ہیں۔

۵۔ انسان کی حفاظت و نگرانی کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں :۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ (الرعد ع ۲)	انسان کے آگے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

۶۔ نیک کام کرنے والوں پر اللہ کی رحمت و بشارت فرشتوں کے ذریعہ نازل ہوتی ہے۔

Marfat.com

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

ان پر فرشتے یہ کہتے ہوئے اترتے ہیں کہ نہ خوف کھاؤ نہ غم کرو اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

۷۔ بدکاروں پر ان کے ذریعہ اللہ کی لعنت اور اس کے عذاب کا نزول ہوتا ہے:

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ [1]

ان لوگوں کی یہ سزا ہے کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی لعنت ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم کے عذاب کے لئے فرشتے آئے تھے:

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ۔ (ہود۔ ع ۷)

انہوں نے کہا اے لوطؑ ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں۔

۸۔ اللہ اور ان کے درمیان سفارت کا کام ان کے سپرد ہے:۔

اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (الزخرف ع ۵)

یا اپنا سفیر اللہ بھیجتا ہے اور اس کی اجازت سے جو اللہ چاہتا وہ وحی کرتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے:۔

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (البقرہ ۱۲۷)

جبریل (فرشتے) نے قرآن اللہ کے حکم سے آپؐ کے دل پر اتارا۔

کائنات میں نورانی و مادی دو قسم کی قوتیں

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں جن میں ملائکہ سے متعلق مختلف فرائض کا ذکر ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی طرح کائنات میں بھی دو قسم کی قوتیں کارفرما ہیں:

۱۔ نورانی اور ۲۔ مادی

مادی کی نمائندگی مادی اشیاء کرتی ہیں اور نورانی کی نمائندگی ملائکہ کرتے ہیں۔ پھر دونوں

---

[1] (البقرۃ ع ۱۰)

Marfat.com

کے مجموعے سے علل واسباب کا وہ سلسلہ وجود میں آتا ہے جس پر کائناتی نظام قائم ہے۔
بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مادی علل واسباب پائے جانے کے باوجود شے وجود میں نہیں آتی
جس کو بخت واتفاق کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے حالانکہ کائنات میں علل واسباب کا اصول
تسلیم کرنے کے بعد بخت واتفاق کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ دراصل نورانی سبب
کے نہ پائے جانے کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو لاعلمی کی بنا پر بخت واتفاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
مادی اشیاء کے طبائع وخواص سے انکار نہیں لیکن ان کے مؤثر ہونے کے لئے
نورانی اسباب کا تعاون ضروری ہے اور یہ تعاون بھی بالذّات کوئی حیثیت نہیں رکھتا،
جب تک اللہ کی مرضی ومشیت اس کے ساتھ نہ شامل ہو جس کے بغیر موانع کے
انسداد کی کوئی شکل نہیں ہے۔ اس طرح فرشتوں کی تدبیر وتنظیم کے باوجود ہر شے کا
آخری سرا اللہ کے ہاتھ ہے اور شے کے وجود میں آنے نہ آنے کی آخری تدبیر اسی کا حکم ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ	اللہ آسمان سے زمین تک ہر کام کی
(السجدہ ع ۱)	تدبیر کرتا ہے۔

اصل اللہ کی مرضی ومشیت اور حکم ہے

غرض علل واسباب کے مجموعہ میں نہ تنہا مادی اشیاء کے طبائع وخواص موثر ہیں اور نہ نورانی مخلوق کا تعاون بالذّات مؤثر ہے بلکہ اصل اللہ کی مرضی ومشیت اور حکم ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا	اللہ لوگوں کے لئے جو رحمت کھول دے اس
مُمْسِكَ لَهٗ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ	کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لے
لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔	اس کے سوا کوئی چھوڑنے والا نہیں۔ وہی
(فاطر ع ۱)	غالب اور حکمت والا ہے۔

انسانوں اور فرشتوں کی تدبیریں اللہ کی تدبیر کے منافی نہیں کہ وہ بھی اسی کے حکم ومشیت سے ہیں اور انہیں پر کائناتی نظام قائم اور علل واسباب کا سلسلہ جاری ہے۔

Marfat.com

لیکن ان تدبیروں کے پائے جانے کے باوجود اللہ کی حیثیت عضو معطل کی نہیں بلکہ اس کی شان یہ ہے :۔

یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ۔ (الرحمٰن ع ۲)

اس سے آسمان وزمین کے سب مانگتے ہیں وہ ہر دن ایک کام میں ہے ۔

مرضی ومشیت اور حکم کی پہلے اطلاع غالباً ملأ اعلیٰ کو ہوتی ہے

کائناتی نظام کے بہت سے گوشوں اور فیصلوں کو فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی جن کے لئے وہ ہمہ وقت اللہ کے حکم وفیصلہ کے منتظر رہتے اور ان کے آجانے پر اپنی تدبیریں کرتے ہیں۔ حکم وفیصلہ اطلاع غالباً ملأ اعلیٰ (مجلس اعلیٰ) کو ہوتی ہے ۔ جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے :۔

مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ یُّوْحٰۤى اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (ص، ع ۵)

مجھے ملأ اعلیٰ کی کچھ خبر نہ تھی جب وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے میرے پاس وحی صرف اس لئے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں ۔

دوسری جگہ ہے :۔

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۔ (صافات ع ۱)

شیاطین ملأ اعلیٰ کی جانب کان بھی نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے دھکے دے دیئے جاتے ہیں ۔

ملأ اعلیٰ سے یہ مراد ہے :۔

اَفَاضِلُ الْمَلَائِکَةِ ومقربوا الحضرة[1]

بلند مرتبہ فرشتے اور مقربین بارگاہ ۔

موقع کی مناسبت سے چند حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعلقہ آیتوں کی معنوی دلالت سے جو کچھ فرمایا اس کی تفصیل کی ضرورت

---

[1] ولی اللہ ۔ حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ ۔

Marfat.com

نہیں ہے۔ موقع کی مناسبت سے چند حدیثیں یہ ہیں۔ مثلاً:۔

فرشتے نورانی مخلوق ہیں:۔

خلقت الملآئکة من نور[1]	فرشتے نور سے پیدا کئے گئے۔

فرشتے انسان کی شکل میں آسکتے ہیں:۔

یتمثل لی الملك احیانا رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول[2]	فرشتہ کبھی میرے لئے انسان کی شکل اختیار کرتا ہے پھر وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور اسکی گفتگو میں یاد کر لیتا ہوں۔
رأیت اللیلة رجلین اتیانی فقال الذی یوقد النار مالك خازن النار وانا جبرئیل وھذا میکائیل[3]	میں نے رات دو آدمیوں کو دیکھا انہوں نے کہا جو آگ روشن کر رہا ہے وہ "مالک" دوزخ کا خازن ہے میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔

حکم وفیصلہ کے وقت فرشتوں کی کیفیت اللہ کے حکم وفیصلہ کے وقت فرشتوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے:۔

إذا قضی اللہ تعالی الامر فی السماء ضربت الملائکة باجنحتها خضعانا لقوله کانه صلصلة علی صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وهو العلی الکبیر[4]	جب اللہ آسمان میں کوئی حکم وفیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کی طرف ہمہ تن گوش ہونے کے لئے اپنے بازوؤں کو پھڑپھڑاتے ہیں اور اس سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے زنجیر کو چکنے پتھر پر مارنے یا کھینچنے سے پیدا ہوتی ہے پھر جب گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے

---

[1] مسلم، کتاب الزہد باب فی احادیث متفرقة۔ [2] و [3] بخاری ج ا کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکة۔ [4] بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر سورہ سبا۔

Marfat.com

رب نے کیا فرمایا جواب ملتا ہے کہ "حق بات"
وہی بلند و بڑا ہے۔

دوسری جگہ ہے:۔

اذا قضیٰ امرًا سبّح حملۃ العرش ثم	جب اللہ کوئی حکم و فیصلہ فرماتا ہے تو عرش
یسبّح اھل السّمآء الذین یلونھم	کے اٹھانے والے "سبحان اللہ" کہتے ہیں پھر
حتی یبلغ التسبیح اھل ھٰذہٖ	اُس آسمان والے سبحان اللہ کہتے ہیں جو اُن سے
الدنیا ثم قال الذین یلون	قریب ہوتے ہیں یہاں تک کہ تسبیح اس دنیا
حملۃ العرش لحملۃ العرش	والوں تک پہنچتی ہے پھر وہ فرشتے جو عرش اٹھانے
ماذا قال فیستخبر بعض اھل السمٰوٰت	والوں کے قریب ہوتے ہیں عرش اٹھانے والے فرشتوں
بعضا حتی یبلغ الخبر اھل ھٰذہٖ	سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا پھر ایک دوسرے
السّمآء[1]	کو خبر دیتے یہاں تک یہ خبر اس آسمان والوں تک پہنچتی ہے

اس حکم و فیصلہ اور گفتگو کا تعلق نورانی دنیا سے ہے جس کو قریب الفہم بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ تعبیر اختیار کی، اصل حقیقت تک رسائی میں مادی دنیا کی مادی کثافت مانع ہے۔

حکم و فیصلہ کی بعض مثالیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب الفہم بنانے کے لئے حکم و فیصلہ کی بعض مثالیں بھی بیان کی ہیں تشریعی امور میں، مثلاً:۔

قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ	ارشاد ہوا کس بات میں ملأ اعلیٰ گفتگو
قلت فی الکفارات قال وما	کر رہے ہیں میں نے کہا کفارات میں ارشاد
ھن قلت مشی الاقدام الیٰ	ہوا وہ کیا ہیں میں نے کہا جماعت کی طرف

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۱۔ ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبع میمنۃ مصر۔

Marfat.com

الجماعات والجلوس فی المساجد بعد
الصلوٰۃ واسباغ الوضوء حین الکریہات
قال ثم فیم قال قلت فی الدرجات
قال وما ھن قلت اطعام الطعام ولین
الکلام والصلوٰۃ والناس نیام [۱]

جانا مسجدوں میں نماز کے بعد بیٹھنا ناگواری
کے وقت وضو پورا کرنا! ارشاد ہوا پھر کس
میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا درجات میں
ارشاد ہوا وہ کیا ہیں، میں نے کہا کھانا کھلانا
گفتگو میں نرمی پیدا کرنا اور ایسے وقت نماز
پڑھنا کہ لوگ سو رہے ہوں۔

تکوینی امور میں مثلاً:-

ان اللہ اذا احب عبدًا دعا جبرئیل
علیہ السلام فقال انی احب فلانا
فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی
جبرئیل فی السماء فیقول ان اللہ
یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل
السماء قال ثم یوضع لہ القبول
فی الارض واذا ابغض اللہ عبدًا
دعا جبرئیل فیقول انی ابغض
فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبرئیل
ثم ینادی فی اھل السماء ان اللہ
یبغض فلانا فابغضوہ قال
فیبغضونہ ثم توضع
لہ البغضاء فی الارض [۲]

اللہ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو
جبرئیلؑ کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ
سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت
کرو۔ جبرئیلؑ اس سے محبت کرنے لگتے
ہیں پھر وہ آسمان میں منادی کر دیتے ہیں
کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم
سب اس سے محبت کرو۔ آسمان والے اس
سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اسکی مقبولیت
زمین میں پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ
کسی بندہ کو ناپسند کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو بلا
کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو ناپسند کرتا ہوں
تم بھی اس کو ناپسند کرو جبرئیلؑ اس کو ناپسند
کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی

[۱] مسند احمد بن حنبلؒ ج ۴ ص ۶۶ طبع میمنہ مصر [۲] مسلم ج ۲ کتاب البر (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کم دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے کو ناپسند کرتا
ہے تم بھی اس کو ناپسند کرو آسمان والے
اس کو ناپسند کرنے لگتے ہیں پھر اس کے
لئے ناپسندیدگی زمین میں پھیل جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ ملأ اعلیٰ میں حکم و فیصلہ سے متعلق کہتے ہیں :۔

ان هنالك ينزل القضاء ويتعين الامر المشار اليه بقوله تعالے "فيها يفرق كل امر حكيم" وان هنالك يتقرر الشرائع بوجه من الوجوه [1]	اس جگہ حکم و فیصلے نازل ہوتے اور وہ امور متعین ہوتے ہیں جن کیطرف اشارہ قرآن کی اس آیت فیها یفرق الخ (اس مبارک رات میں حکمت پر مبنی امور تصفیہ پاتے ہیں) میں ہے اور ایک طرح سے اسی جگہ شرائع کا تقرر ہوتا ہے۔

نورانی سبب کی طرف بعض اشارات

ملائکہ کس کس طرح شئے کے وجود میں نورانی سبب کا مقام حاصل کرتے ہیں؟

اس کی تفصیل نہیں بتائی گئی کیونکہ اسکا زیادہ تعلق تکوینی امور سے ہے جن سے عدم واقفیت کائناتی نظام چلانے کے لئے ناگزیر ہے۔ قرآن و حدیث میں تعبیرات ایسی ہیں جن سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً :۔

۱۔ تائید غیبی۔

قرآن حکیم میں ہے :۔

اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ (البقرہ ع ۱۱)	ہم نے عیسیٰؑ کی روح القدس کے ذریعہ مدد کی۔

(بقیہ صفحہ ۸۷) ـــــ والصلۃ والادب باب اذا احب اللہ عبداً الخ۔ [1] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ۔

Marfat.com

"روح القدس" سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں، یا شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک کسی معاملہ میں افضل ترین ملائکہ کے اجماع کو تائید روح القدس سے تعبیر کیا جاتا ہے (غالباً اس اجماع کے سربراہ حضرت جبرئیلؑ ہیں)۔

ویسمی اجماعھم المستمرة بتائید روح القدس [1]	ان کے دوامی اجماع کو تائید روح القدس کا نام دیا جاتا ہے۔

اسی قسم کی تائید سے انبیاء علیہم السلام فیضیاب ہوتے تھے۔ جس کے ذریعہ بہت سی وہ خلافِ عادت باتیں انبیاء سے ظاہر ہوتی تھیں جن کو "معجزات" کہا جاتا ہے۔

وتثمر ھنالك برکات لم تعھد فی العادة فسمی بالمعجزات [2]	اس جگہ بہت سی خلاف عادت برکتیں ظاہر ہوتی ہیں جن کا نام "معجزات" ہے۔

طائف کے واقعہ میں رسول اللہؐ سے پہاڑوں پر مامور فرشتہ نے کہا تھا:۔

إن شئت ان اطبق علیھم الاخشبین۔	اگر آپ چاہیں تو ان پر دو پہاڑیوں کو ملا دوں۔

رسول اللہؐ نے جواب میں فرمایا:۔

بل ارجوان یخرج اللہ عزوجل من اصلابھم من یعبد اللہ عزوجل وحدہ لا یشرك بہ شیئا [3]	(نہیں) بلکہ امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کردے جو خالص اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔

رسول اللہؐ نے بدر کے دن فرمایا:۔

ھذا جبرئیل اخذ برأس فرسہ	یہ جبرئیل ہیں جو گھوڑے کا سر پکڑے

---

[1] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ۔ [3] بخاری ج ا کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ۔

Marfat.com

علیه اداۃ الحرب[1] | ہیں جس پر جنگ کا سامان ہے۔

۲۔ نصرتِ الٰہی:۔

اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ[2]

کیا تمہیں کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتے اتارے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا[3]

ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور وہ لشکر جس کو تم نے نہیں دیکھا۔

۳۔ فرشتوں کا تصرف:۔

امالة الملك فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق[4]

فرشتہ کا تصرف امورِ خیر کی طرف رغبت دلانا اور حق کی تصدیق ہے۔

۴۔ فرشتوں کا بازو جھکانا:۔

ان الملٰٓئکة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم[5]

فرشتے اپنے بازو طالب علم کی رضامندی کے لئے جھکا دیتے ہیں۔

۵۔ فرشتوں کی دعا و بددعا:۔

ما من یوم یصبح العباد فیه الا وملكان ینزلان فیقول احدهما اللّٰهم اعط منفقا خلفا ویقول الاٰخر اللّٰهم اعط ممسکا تلفا[6]

ہر دن دو فرشتے اترتے ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ روکنے والے کو ضیاع و حرمان سے دوچار کر۔

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ بدراً۔ [2] آل عمران ع ۱۳۔ [3] الاحزاب ع ۲۔ [4] ترمذی و مشکوٰۃ باب الوسوسۃ۔ [5] احمد و ابو داؤد و مشکوٰۃ کتاب العلم۔ [6] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ۔ باب الانفاق و کراہیۃ الامساک۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہؒ کے بیان سے مزید وضاحت

قرآن و حدیث میں اس قسم کی بہت سی باتیں فرشتوں کی طرف منسوب ہیں جن سے
...ی سبب کیطرف اشارہ ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے بعض فرشتوں کے کچھ کام بتائے ہیں جن
...مزید وضاحت ہوتی ہے:۔ مثلاً ملأ اعلیٰ کے ذکر میں ہے:۔

...تلقّیٰ من ربّہا استحسان النظام ...صالح واستہجان خلافہ[1]

اپنے رب سے وہ نظام صالح کا استحسان اور غیر صالح کا استہجان حاصل کرتے ہیں۔

استحسان (مستحسن و اچھا سمجھنا) واستہجان (غیر مستحسن و برا سمجھنا) صرف زبانی نہیں بلکہ ...ظام عالم سے متعلق اللہ کی "پالیسی" حاصل کرکے اس کے مناسب تدبیریں کرتے اور ...دوسرے فرشتوں سے متعلق امور ان کے سپرد کرتے ہیں، پھر یہ فرشتے اس قسم کے کام ...انجام دیتے ہیں:۔

ویؤثرون فی بعض الاشیاء الطبیعة فی تضاعیف حرکاتہا وتحوّلاتہا کما یدحرج حجر فاثر فیہ ملک کریم عند ذلک فمشی فی الارض اکثر ممّا یتصور فی العادة وربّما القی الصیاد شبکة فی النہر فجاءت افواج من الملائکة تلہم فی قلب ہذہ السمکة ان تقتحم و ہذہ ان تہرب وتقبض حبلا

یہ فرشتے بعض طبعی چیزوں کی حرکت دگنی کرنے یا بدل جانے میں اثر کرتے ہیں جیسے کوئی پتھر لڑھکتا ہے تو کسی معزز فرشتے کے اثر سے اس کی حرکت عادت و معمول سے زیادہ تیز ہوجاتی ہے یا شکاری دریا میں جال ڈالتا ہے تو فرشتے بعض مچھلیوں کے دل میں ڈالتے ہیں کہ اس میں آجاؤ اور بعض کے دل میں ڈالتے ہیں کہ نہ آؤ، بعض کے لئے رسّی کو سمیٹ دیتے اور بعض کے لئے کشادہ کردیتے ہیں۔ ان مچھلیوں کو

---

[1] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ باب فی ذکر الملأ الاعلیٰ۔

Marfat.com

وتبسط اخرٰی وھی لا تعلم لم تفعل	یہ پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں
ذٰلك ولكن تتبع ما الھمت وربما	وہ تو صرف الہام کے تابع ہوتی ہیں۔ اسی طرح
تقاتلت فئتان فجاءت الملائكة	دو فوجیں آپس میں جنگ کرتی ہیں تو ایک
تزیّن قلوب ھٰذہٖ الشجاعة والثبات	کے دل میں بہادری ثابت قدمی اور غالب
باحادیث وخیالات یقتضیھا	آنے کی تدبیروں کا القا کرتے ہیں اور ہتھیار
المقام وتلھم حیل الغلبة و	وغیرہ میں مدد کرتے ہیں، دوسری فوج
وتؤید فی الرّمی واشباھه و	کے دل میں ان باتوں کا القا کرتے
فی قلوب تلك اضداد ھٰذہٖ	ہیں جو پہلی کے خلاف ہوتی ہیں تاکہ اللہ
الخصال لیقضی الله امرًا	کے فیصلہ کی بات پوری ہو کر رہے ۔ کبھی
كان مفعولا وربما كان المترشح	فرشتے انسان کو راحت وآرام یا رنج وتکلیف
ایلام نفس انسانیة او تنعیمھا	پہنچانے پر متعین ہوتے ہیں جس میں وہ پوری
فسعت الملائكة كل سعی وذھبت	سرگرمی دکھاتے اور ہر ممکن کوشش
كل مذھب ممكن [1]	کرتے ہیں۔

فرشتے اللہ کی مرضی ومشیّت کے مکمل تابع ہیں

مختلف کاموں میں نورانی سبب کی شکل اختیار کرنے کے باوجود فرشتوں کی حیثیت بس مشین کے پرزوں کو حرکت دینے والی قوت سے زیادہ نہیں ہے جس میں وہ اللہ کی مرضی ومشیت کے حکم کے مکمل تابع ہیں، خلاف ورزی ونافرمانی یا خود رائی وخودسری کا مادہ ہی ان میں نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں ہے:۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ	بلکہ اللہ کے وہ معزز بندے ہیں جو بات میں اس پر
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ [2]	سبقت نہیں کرتے اور اسکے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں

---

[1] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ [2] الانبیاء ع ۲۔

Marfat.com

...عْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ ... عَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ (... تحریم ع ۲)

اللہ ان کو جس بات کا حکم دیتا ہے اس میں وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جسکا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

فرشتوں کی مذکورہ حیثیت متعین ہونے کے بعد اللہ اور رسول کے درمیان ان کی سفارت ...س قدر مہتم بالشان اور نبوت کے حسب حال ہے۔ جس کام میں بھی یہ سفیر بنتے ہیں ہر آمیزش ...ے اس کے پاک و محفوظ ہونے کی ضمانت خود ان کی سفارت ہوتی ہے۔

Marfat.com

فہمِ حدیث

فہمِ حدیث کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے

فہمِ حدیث کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت سے متعلق جو کچھ فرمایا اس کی معنویت آپؐ نے قرآن حکیم سے حاصل کی جیسا کہ کئی آیتوں میں آپؐ کی اتباعِ وحی کا ذکر ہے:

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ [1] — میں اسی کی اتباع کرتا ہوں جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔

یہ "وحی" لفظی و معنوی ہر دلالت کو شامل ہے کیونکہ رسول اللہؐ کی اتباع کا میدان اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے جو ظاہری الفاظِ قرآن سے سمجھا جاتا ہے اسی طرح کئی آیتوں میں "حکمت" کا ذکر ہے جس سے مراد الفاظ کی وہ معنوی دلالت بھی ہے جس کو رسول اللہؐ نے شعورِ نبوت کے ذریعہ سمجھا۔

علامہ شاطبی کہتے ہیں:۔

السنة فی معناھا راجعة الی الکتاب [2] — سنت اپنے معنی میں کتاب کی طرف لوٹنے والی ہے۔

فلا تجد فی السنة امراً و القراٰت — سنت میں کوئی بات نہ پاؤ گے کہ قرآن نے

---

[1] الانعام، ع ۵۔ [2] شاطبی - الموافقات ج ۴ - السنة فی معناھا۔

Marfat.com

قد دلّ علی معناہ [1] — اس کے معنی پر دلالت نہ کی ہو۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں :-

وکذلک معرفۃ الحدیث معرفتان اما معرفۃ اھل الظاھر فبالرواۃ وغریب الحدیث واما معرفۃ الحکماء فبالتطلّع الی حقیقۃ التشریع والعلم [2]

اسی طرح حدیث کی معرفت دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) اہلِ نظر کی معرفت جس کا تعلق راویوں اور غریب حدیث کی واقفیت سے ہے (۲) حکماء کی معرفت جس کا تعلق تشریع کی حقیقت اور علم کی معرفت سے ہے۔

تشریع کی حقیقت تک رسائی معنویت حاصل کئے بغیر ناممکن ہے۔

معنویت حاصل کرنے میں شعورِ نبوّت کی برتری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معنویت حاصل کی اس کا مقابلہ کسی اور کی اخذ کی ہوئی معنویت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ نبوت کا خاصہ حقیقت کا کلی ادراک ہے۔ جس کے بعد شعورِ نبوت کو غیر معمولی اخذ و استنباط کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جو کسی اور کے شعور کو نہیں میسّر ہے۔ پھر شعورِ نبوّت کو یہ قوت بھی حاصل ہے کہ عالم بیداری میں "برتر شعور" یا "نور" سے تعلق جوڑ کر کسبِ فیض کرے اور ایک ایسے مقام سے "وحی" اخذ کرے جو مادیت کے لئے غیر مادی ذرائع علم کی انتہا پر ہے۔ جب کہ دوسروں کو صرف عقل سے کسبِ فیض کی قوت حاصل ہوتی ہے جو مادیت کے لئے مادی ذرائعِ علم کی انتہا پر ہے۔ ان دونوں کی بلندی، گیرائی، گہرائی اور حقیقت تک رسائی میں جو بنیادی فرق ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔

شعورِ نبوّت کو داغدار بنانے کی کوشش

"برتر شعور" یا "نور" سے تعلق جوڑنے میں قوی

---

[1] شاطبی - الموافقات ج ۴ - السنۃ فی معناہا۔ [2] ولی اللہ - الخیر الکثیر - اقسام التفسیر والحدیث۔

Marfat.com

کو سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا تھا جس کے آثار اعضاء وجوارح پر بھی ظاہر ہوتے تھے مثلاً چہرہ کا متغیر ہوجانا، سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا، اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ۔ (ان سب کا ثبوت حدیثوں میں موجود ہے)۔

اعضاء وجوارح پر "آثار" کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض مستشرقین نے بدنیتی سے ان کو مرگی کے دورہ کا نتیجہ قرار دے کر شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی کوشش کی۔ حالانکہ یہ "آثار" کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ گہرے مقام میں ڈوب کر کسبِ فیض کے نتیجے میں ظاہر ہوتے تھے۔ جس طرح کسی درجہ میں "آثار" اس وقت بھی ظاہر ہوتے ہیں جب عام انسان کا شعور مضامین حاصل کرنے کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قسم کی محویت واستغراق کی کیفیت طاری ہوتی ہے گردوپیش کی دنیا سے بے خبری ہوجاتی ہے اور کبھی تو اعضاء وجوارح پر بھی تاثر کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ "عقل" سے کسبِ فیض کے وقت یہ "آثار" تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی دشواری نہیں پیش آتی تو "مقامِ وحی" سے کسبِ فیض کے وقت مذکورہ آثار تسلیم کرنے میں کیوں کر دشواری کی گنجائش نکل سکتی ہے؟ جبکہ "عقل" مادی ذرائع علم کی انتہا ہے اور "مقامِ وحی" کی غیر مادی ذرائع علم کی انتہا ہے۔ رفعت وبلندی کے لحاظ سے دونوں میں جو فرق ہے اس کی بناء پر کسبِ فیض کے وقت "آثار" کی نوعیت وکیفیت میں فرق لازمی ہے۔

چند حقائق کی موجودگی میں کوشش کی ناکامی

اس کے علاوہ درج ذیل چند حقائق ایسے ہیں کہ ان کی موجودگی میں شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے مثلاً:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاشرہ اس قدر غیر ترقی یافتہ نہ تھا کہ لوگ "مرگی" جیسے مرض کی شناخت نہ کرسکتے۔

Marfat.com

(۲) چالیس سال تک رسول اللہؐ معاشرے میں رہے لیکن کبھی آپؐ کی زندگی میں اس مرض کا پتہ نہیں چلتا۔ خود قرآنِ حکیم نے اس مدت کو بطور سند پیش کیا ہے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر تک رہ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ [1] ۔ چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

(۳) مذکورہ آثار ہمیشہ نزولِ وحی کے وقت ظاہر ہوتے رہے کبھی اور وقت نہیں ہوئے اگر معاذ اللہ "مرگی" کا مرض ہوتا تو پہلے کبھی ضرور ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب آپؐ کو زندگی کے بارے میں پروگرام اور اصول بتائے جائیں تو اس وقت لازمی طور سے مرگی کا دورہ پڑے اور عام حالت میں کبھی اس کا حملہ نہ ہو۔

(۴) رسول اللہؐ کے سامنے عقیدت و نیاز مندی کی گردن جھکا کر جس طرح لوگوں نے عقیدت و محبت کا ثبوت دیا وہ کسی مرگی زدہ کے لئے نہیں ہو سکتا جبکہ لوگوں نے ہر طرح آزمایا اور ہر معیار پر جانچا تھا۔

(۵) مذکورہ آثار زائل ہونے کے بعد رسول اللہؐ جس کلام کی تلاوت فرماتے تھے وہ آج بھی موجود و محفوظ ہے۔ کسی مرگی زدہ سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ان حقائق کی موجودگی میں شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی یہ کوشش اس قدر خلافِ واقعہ قرار پاتی ہے کہ ڈاکٹر گبن (جس نے رسول اللہؐ کی زندگی پر کئی اعتراض کیے ہیں) نے بھی اس کو یونانیوں کا اتہام تسلیم کیا ہے [2]۔

---

[1] یونس ع ۲۔

[2] "DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE, BY GIBBON, VOL,5. CHAP. 50. PAGE 270, SEE FOOT NOTE ALSO."

Marfat.com

قرآن مقاصد و مصالح اور اصول و کلیات کی کتاب ہے

قرآن حکیم دراصل مقاصد، مصالح اور اصول و کلیات کی کتاب ہے اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق جس قدر جزئیات ہیں وہ بطور "نمونہ" انہیں کی تشریح تفصیل اور توضیح کیلئے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ کی رہنمائی کے لئے اخذ و استنباط کا سلسلہ جاری رہے۔ سب سے پہلے اس کے مخاطب خود رسول اللہ تھے جیسا کہ اس آیت میں فیصلہ کے لئے بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (شعورِ نبوت) سے کام لینے کی ہدایت ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ[1]

اے نبیؐ ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا۔

پھر آپ کے بعد تمام وہ لوگ مخاطب ہیں جو اخذ و استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ذیل کی آیت میں "لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ" کے ذریعہ ایسے تمام لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ[2]

ہم نے آپ پر الذکر (قرآن) اتارا تاکہ جو چیز لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے آپ ان کے سامنے بیان کردیں تاکہ وہ خود غور و فکر کریں۔

معنویت حاصل کرنے کا طریقہ

قرآن سے معنویت حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہؐ پر جب آیتیں نازل ہوتیں تو انکی معنوی دلالت پر غور و فکر کرکے جوہر انسانیت کے تربیتی پروگرام کا خاکہ تیار کرتے پھر اس کے مطابق ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ جاری رہتا۔ یہ دونوں کبھی قولی ہوتیں اور کبھی قولی و فعلی دونوں ہوتی تھیں جیسا کہ ان ابتدائی آیتوں سے اندازہ ہوتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ

پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا

---

[1] النساء ع ۱۵۔ [2] النحل ع ۶۔

Marfat.com

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ [1]

کیا ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جس کو وہ نہ جانتا تھا۔

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ [2]

اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھیے اور خبردار کیجیے اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کیجیے اور اپنے کپڑے پاک رکھئے اور گندگی سے دور رہیے اور احسان نہ جتایئے تاکہ آپ کو زیادہ حاصل ہو۔ اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجیے۔

پہلی آیتوں میں اللہ کی عظمت و بڑائی، احسان و کرم، حقیر حالت سے انسان کی ابتدا اور بلند ترین صفتِ علم سے اس کو آراستہ کرنے اور پھر اس صفت کو کتابت کے ذریعہ منتقل کرنے کا ذکر ہے کہ اس کی علمی صلاحیت ٹھٹھر کر نہ رہ جائے۔ یہ پہلا تجربہ تھا جس میں انسان کو حقیر حالت سے رفعت و بلندی کے انتہائی مقام پر پہنچانے کی نشاندہی کی گئی۔ دوسرے تجربہ میں انسان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کا حکم۔ ظاہری و باطنی، اعتقادی و عملی ہر قسم کی نجاست سے صفائی و ستھرائی کی تاکید۔ خالص لوجہ اللہ کام کی تلقین۔ اس کے عوض دنیوی فوائد کی توقع نہ رکھنے اور صبر و ضبط کی تعلیم وغیرہ ایسی جامع تعلیمات ہیں کہ انکی روشنی میں شعورِ نبوت نے کام کا خاکہ تیار کیا اور فرضِ منصبی کی ادائیگی میں سرگرم عمل ہوتے۔ ظاہر نظر میں یہ چند چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں لیکن انکی ہیئت ترکیبی اور جامعیت خود ہی شہادت دے رہی ہے کہ ان کے اندر معانی کا خزانہ پوشیدہ ہے۔

اس طریقہ میں تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے

اس طریقہ میں آیتوں اور حدیثوں کی تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے کہ جب تک آیتوں سے معنویت حاصل کی ہوئی حدیثوں کے بارے میں نہ معلوم ہو کہ یہ متعلقہ

---

[1] العلق ع ۲۔ [2] المدثر ع ۱۔

Marfat.com

آیتوں کے بعد کی ہیں اس وقت تک معنویت حاصل کرنے کی بات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح آیتیں بیک وقت نہیں نازل ہوئیں اسی طرح حدیثیں بھی بیک وقت نہیں وجود میں آئیں۔ بلکہ حالات کے لحاظ سے تدریجی عمل دونوں کے ساتھ یکساں جاری رہا۔ بہت ممکن ہے کہ رسول اللہؐ نے جو حدیثیں بیان کیں ان کی معنویت انہیں آیتوں سے حاصل کرلی ہو جو پہلے نازل ہو چکی ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے شعور کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکی شعورِ نبوت کی رسائی کا اندازہ دعوت کے سب سے پہلے حیات بخش خطاب سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیتیں نازل ہونے کے بعد "قریش" کو جمع کر کے صفا پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہو کر فرمایا:۔

یا معشر قریش ارأیتکم لو اخبرتکم	اے قریش کے لوگو! تم مجھے بتاؤ اگر میں یہ کہوں
ان خیلا بالوادی ترید ان تغیر	کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک فوج نکل کر تم پر
علیکم اکنتم مصدقی۔	حملہ کرنے والی ہے تو تم میری تصدیق کروگے؟

سب نے بیک زبان ہو کر کہا:۔

نَعَمْ مَاجَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا[1]	بیشک۔ ہم نے کبھی آپؐ سے سوائے سچ کے اور تجربہ نہیں کیا۔

جس طرح اس موقع پر رسول اللہؐ صفا کی چوٹی پر کھڑے پہاڑ کی دونوں سمتوں کو دیکھ رہے تھے اسی طرح حقیقت کے اعلیٰ ادراک کے بعد شعورِ نبوت بہت سی ان باتوں کو دیکھتا رہتا ہے اور ان اشارات کو پاتا رہتا ہے جن تک رسائی دوسروں کی نہیں ہو سکتی۔ خود رسول اللہؐ نے اس حقیقت کو کئی مرتبہ ان الفاظ میں ظاہر فرمایا:۔

اِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ[2]	میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔

آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے اسی طرح آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے کہ مثلاً: عملی احکام کی آیتیں صرف پانچ سو ہیں،

[1] بخاری ومسلم مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر۔ [2] ترمذی وابن ماجہ ابواب الزہد۔

Marfat.com

ان سے حدیث کے اتنے عظیم ذخیرے نے کیوں کر معنویت حاصل کی) اس لئے مذکورہ مقدار میں صرف وہی آیتیں شامل کی گئی ہیں جن سے احکام سمجھنے میں زیادہ دشواری نہ تھی' اخذ و استنباط والی بیشتر آیتیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ دراصل کسی موضوع سے متعلق آیتوں کی مقدار حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے جو ذہنوں اور طبیعتوں کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہے۔ ایک ذہین و فطین آدمی بہت سی باتیں ان آیتوں سے حاصل کر لیتا ہے جن تک رسائی دوسروں کی نہیں ہو سکتی، اسی بنا پر آیاتِ احکام کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، کسی کے نزدیک دو سو کسی کے نزدیک پانچ سو اور کسی کے نزدیک کچھ زیادہ ہے۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں :-

مقدار آیات الاحکام لا تنحصر فی هذا العدد بل هو یختلف باختلاف القرائح والاذهان وما یفتحه الله من وجوه الاستنباط والراسخ فی علوم الشریعة یعرف ان من اصولها واحکامها ما یوخذ من موارد متعددة حتی الآیات الواردة فی القصص والامثال [1]	آیاتِ احکام کی مقدار اس عدد میں محدود نہیں ہے بلکہ طبیعتوں اور ذہنوں کے اختلاف سے مقدار مختلف ہوتی ہے جن حضرات پر اللہ نے وجوہ استنباط کے دروازے کھول دئے اور جن کو علومِ شرعیہ میں رسوخ حاصل ہے وہ جانتے ہیں کہ بہت سے اصول و احکام متعدد جگہوں سے حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان آیتوں سے بھی جو قصص و امثال میں وارد ہوتی ہیں۔

یہ تقسیم جب عام لوگوں کی نسبت سے صحیح نہیں تو شعورِ نبوت کی نسبت سے کیوں کر صحیح ہو گی جس کی رسائی کا تصور عام ادراک سے باہر ہے۔

دراصل قرآن سے حاصل کی ہوئی معنویت کو سمجھنے کے لئے نفسی قوتوں کے خواص

---

[1] علال فاسی۔ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ القرآن۔

Marfat.com

واثرات اور جوہر انسانیت کے تربیتی پروگرام سے واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ نے پہلے خواص واثرات کی آیتوں سے معنویت حاصل کی پھر ان آیتوں سے، جو تربیتی پروگرام سے متعلق ہیں جیسا کہ ہر ایک کی تفصیل سے ظاہر ہے۔

نفسی قوتوں کے خواص واثرات

نفسی قوتوں سے مراد وہ قوتیں ہیں جو پیدائش کے وقت ہر انسان میں ودیعت کی جاتی ہیں

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ [1]

بے شک اللہ کبھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ ان چیزوں کو نہ بدلیں جو ان کے "انفس" کے ساتھ وابستہ ہیں۔

دوسری جگہ ہے:۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَہَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ [2]

یہ بات اس لئے ہوئی کہ اللہ جو نعمت کسی قوم کو عطا فرماتا ہے اسے وہ اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ لوگ ان چیزوں کو نہ بدلیں جو انکے انفس کے ساتھ وابستہ ہیں۔

"انفس" کو دوسری جگہ "آفاق" کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے جس سے اس کی وسعت و بوقلمونی کا ثبوت ملتا ہے:۔

سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ [3]

اب ہم ان کو اپنی نشانیاں دنیا میں اور ان کے نفسوں میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر حق ظاہر ہو جائے۔

---

[1] الرعد ع ۲۔ [2] الانفال ع ۷

Marfat.com

ان آیتوں میں "النفس" سے مراد تمام وہ قوتیں ہیں جن کا اثر کسی نہ کسی شکل میں انسان کے اعمال وحرکات پر پڑتا ہے۔ یہاں ان قوتوں کا احاطہ مقصود نہیں ہے بلکہ صرف ان بنیادی قوتوں کا ذکر مقصود ہے جن کا سمجھنا تربیتی پروگرام میں اوّلین ضرورت ہے۔

نفسی بنیادی قوتوں سے متعلق آیتیں

بنیادی قوتوں کا ذکر قرآنِ حکیم کی ان آیتوں میں ہے:-

فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللهِ [1]	اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔
قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ [2]	فرشتوں نے کہا کیا آپ اس کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد و خونریزی کرے گا۔
قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ [3]	آپ کہہ دیجئے ہر ایک اپنی "شاکلہ" پر کام کرتا ہے۔
وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ [4]	ڈرو تم اس سے جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق (کی جبلت) کو پیدا کیا۔

معنویت حاصل کرنے والی حدیثیں

ان آیتوں میں فطرت، شاکلہ و جبلت کا ذکر ہے جن سے معنویت (معنوی دلالت) حاصل کرنے والی حدیثیں یہ ہیں:-

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ [5]	ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا ڈالتے ہیں۔

پھر ایک مثال کے ذریعہ رسول اللہؐ نے وضاحت فرمائی:-

کما تنتج البھیمۃ بھیمۃ جمعاء ھل	جیسا کہ بکری کا بچہ صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے اس

---

[1] الروم ع ۴ [2] البقرۃ ع ۴ [3] بنی اسرائیل ع ۹ [4] الشعراء ع ۱۰

[5] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب القدر۔

Marfat.com

تحسون فیہا من جدعاء [1]

میں "کن کٹے" کا عیب نہیں پایا جاتا۔

(۳) ان اللہ کتب علی ابن آدم حظہ من الزنا ادرک ذلک لامحالۃ فزنا العین النظر وزنا اللسان النطق والنفس تمنی وتشتھی والفرج یصدق ذلک ویکذبہ [1]

اللہ نے ابن آدم پر (مثلاً) زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جو اس کو پہنچتا ہے۔ آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا گفتگو کرنا، نفس اسکی خواہش و آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(۴) الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ [2]

لوگ "کان" ہیں مثل سونے چاندی کی کان کے جن سے مختلف قسم کے لوگ نکلتے ہیں۔

(۵) کل میسر لما خلق لہ [3]

ہر ایک کے لئے وہی آسان ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا۔

(۶) ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی فاسلم فلا یأمرنی الا بخیر [4]

تم میں سے ہر شخص کا ایک ساتھی شیطان سے اور ایک ساتھی فرشتہ سے مقرر ہے لوگوں نے سوال کیا کیا آپؐ کے ساتھ بھی ہے آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے میری مدد کی اور شیطان میرا مطیع ہو گیا۔ اب وہ صرف خیر و بھلائی کی مجھے تلقین کرتا ہے۔

(۷) اذا سمعتم بجبل تغیر عن خلقہ فصدقوا بہ واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا

جب کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو صحیح مان لو لیکن جب کسی انسان کے بارے میں سنو کہ اس کی خلقت

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ، کتاب القدر۔ [2] مسلم و مشکوٰۃ کتاب العلم [3] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب القدر۔ [4] مسلم و مشکوٰۃ باب الوسوسہ۔

Marfat.com

تصدقوا به فانه یصیر الی ما جبل علیہ [1]	بدل گئی تو نہ صحیح مانو کیونکہ وہ اپنی جبلت کی طرف پھر لوٹ آئے گا۔
(۸) خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا۔ [2]	جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جب کہ انہوں نے سمجھ حاصل کی۔

معنوی دلالت کی تشریح پہلی اور دوسری حدیث سے فطرت کی نقاب کشائی ہوئی اور عملی زندگی میں اس کا رخ متعین ہوا جس کی بنا پر شاہ ولی اللہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوئے۔

لان الانسان خلق فی اصل فطرت المیل الی بارئہ جل مجدہ وذلک المیل امر دقیق [3]	انسان کی اصل فطرت میں اپنے بزرگ و برتر خالق کی طرف میلان پیدا کیا گیا اور یہ میلان نہایت دقیق امر ہے۔

تیسری حدیث میں انسان کے اجزائے ترکیبی کے خواص کی نشاندہی کی گئی اور عملی زندگی میں ان خواہشات کا رخ بتایا گیا۔ چنانچہ خلافتِ آدم کے واقعہ میں فرشتوں نے آدم کے بارے میں فتنہ وفساد اور خونریزی پھیلانے کی جو بات کہی تھی اس کی بنیاد یہی اجزائے ترکیبی کے خواص تھے۔

امام خازنؒ کہتے ہیں:۔

ان آدم خلق من اخلاط مرکبۃ علموا انہ یکون فیہ الحقد و الغضب ومنہما یتولد الفساد و سفک الدماء [4]	آدم مرکب اخلاط سے پیدا کیا گیا جس سے فرشتوں نے جانا کہ اس میں ضرور غصہ اور کینہ ہوگا جن سے فساد پھیلے گا اور خونریزی ہوگی۔

---

[1] مسند احمد ج ۲ من حدیث ابی الدرداء [2] مسلم ومشکوٰۃ کتاب العلم [3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱۔ باب الایمان بان العبادۃ حق اللہ الخ [4] علاء الدین علی بن محمد تفسیر خازن ع ۴۴۔

Marfat.com

چوتھی حدیث میں شاکلہ اور جبلت کی ابتدائی ہیئت کی طرف اشارہ ہے جس میں صالح وغیر صالح دونوں اجزاء کی آمیزش ہے۔

پانچویں حدیث میں "قرینہ من الجن وقرینہ من الملٰئکۃ" کے ذریعہ شاکلہ وجبلت میں سعادت وشقاوت دونوں قسم کی قوتوں کو قریب الفہم بنایا گیا ہے۔

چھٹی حدیث میں دونوں قوتوں کی تاثیر کو عملی زندگی میں سمجھایا گیا۔

ساتویں حدیث میں نفسی قوتوں کے استحکام پر زور دیا گیا جن کے زائل ہونے کی توقع نہیں ہے مثلاً: غصہ اور شہوت کی قوت کو تربیت کے ذریعہ ختم نہیں کیا جاسکتا یا کند ذہن کو تربیت کے ذریعہ اعلیٰ قسم کا ذہن نہیں بنایا جاسکتا۔

آٹھویں حدیث میں تربیت کی تاثیر کو سمجھایا گیا کہ ان کے ذریعہ نفسی قوتوں کے استعمال کا رخ پھیرا جاتا اور ان میں نکھار پیدا کیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ معنوی دلالت کی تشریح وتوضیح کرنے والی اور کئی حدیثیں کتاب القدر اور باب الوسوسہ وغیرہ میں ہیں جن کو طوالت کے خیال سے ذکر نہیں کیا گیا۔

ان حدیثوں سے فطرت، شاکلہ اور جبلت کا قرآنی مفہوم معلوم کرنے میں سہولت ہوئی ورنہ لغت کی مدد سے مفہوم متعین کرنے میں بڑی دشواری تھی۔ جیسا کہ ہر ایک کے لغوی واصطلاحی معنی سے ثابت ہے۔

فطرت کی لغوی واصطلاحی تحقیق

(۱) فطرت کے لغوی معنی آٹا گوندھ کر خمیر آنے سے پہلے روٹی پکانا "فطر العجین" اس وقت کہتے ہیں جب آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے[1]

پھر معنی میں توسیع ہو کر کسی "شئ" کو خاص ہیئت پر ایجاد کرنے اور گھڑنے میں فطرت کا استعمال ہونے لگا۔ "فَطَرَ اللّٰہُ الْخَلْقَ" کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں۔

---

[1] مجد الدین الفیروز آبادی۔ قاموس بغفط۔ ومحمد طاہر پٹنی۔ مجمع البحار ج ۳ فطرت۔

Marfat.com

اللہ کا کسی چیز کو ایسی ہیئت پر گھڑنا کہ جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لائق ہو جائے۔	وھو ایجادہ الشیئ و ابداعہ علی ھیئۃ مترشحۃ لفعل من الافعال[1]

انگریزی و عربی لغت میں یہ تعریف کی گئی ہے:۔

"بچہ کی نیچرل کانسٹی ٹیوشن" جس پر وہ اپنی ماں کے پیٹ میں پیدا کیا جاتا ہے[2]"

قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں "فطرت" قبولِ حق کی اس قوت واستعداد کا نام ہے جو پیدائش کے ابتدائی مرحلہ میں ہر فرد کو منجانب اللہ عطا کی جاتی ہے۔ راغب اصفہانی نے مذکورہ آیت "فطرت اللہ التی" میں فطرت کے یہ معنی بیان کئے ہیں:۔

اللہ کی فطرت سے وہ قوت مراد ہے جو ایمان کی معرفت کیلئے پیوست کی جاتی ہے۔	ھی ما رکز فیہ من قوتہ علی معرفۃ

"النہایۃ فی غریب الحدیث" میں مذکورہ حدیث "کل مولود یولد علی الفطرۃ" کے معنی یہ ہیں:۔

"بچہ" جبلت وطبیعت کی ایسی ہیئت پر پیدا کیا جاتا ہے جو قبول دین کے لئے آمادہ ہوتی ہے، اگر اسی ہیئت پر چھوڑ دیا جائے تو یہ برقرار ہے کسی اور ہیئت کی طرف تجاوز نہ کرے جو تقلید یا بشری آفات میں سے کسی آفت کی وجہ	انہ یولد علی نوع من الجبلۃ والطبع المتھیئ لقبول الدین فلو ترک علیھا لاستمر لزومھا ولم یفارقھا الی غیرھا وانما یعدل عنہ من یعدل لانہ من آفات البشر والتقلید[3]

---

[1] ایضاً (قاموس)

[2] "ARABIC, ENGLISH LEXICAN BY EDWARD WILLIAM LANE.

[3] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔ [4] ابن اثیر۔ النہایۃ فی غریب الحدیث۔

Marfat.com

سے ہوتی ہے۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں :-

وھی قبولھم للحق وتمکنھم من ادراکہ[1] | حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی جو استعداد و قدرت ہوتی ہے اس کا نام فطرت ہے۔

یہ فطرت (قبولِ حق کی قوت و استعداد) پیدائش کے وقت منجانب اللہ ہر فرد کو یکساں دی جاتی ہے۔ اس قدرتی عطیہ میں کسی قسم کی تخصیص و ترجیح نہیں ہوتی۔ نیز اس میں ایک خاص قسم کی روشنی و رہنمائی ہوتی ہے جو اس وقت تک کام دیتی ہے جب تک اس کے خلاف دوسرے مؤثرات کا غلبہ نہیں ہو جاتا۔ تربیت کے ذریعے اس غلبہ کو مغلوب کیا جاتا اور فطرت کی اصل قوت کو بحال کیا جاتا ہے۔

فطرت کے اور معنی بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حدیثوں میں فطرت کے تحت ختنہ کرانا، ناخن ترشوانا، مونچھیں کتروانا بغل و زیر ناف کے بال صاف کرنا وغیرہ ذکر کیا ہے[2]۔

"ابوالہیثم" نے فطرتِ ثانیہ سے کلمۂ شہادت مراد لیا ہے[3]۔

بعض دوسرے حضرات نے فطرت کے معنی دینِ اسلام اور سنتِ قدیمہ وغیرہ لئے ہیں[4]۔

شاہ ولی اللہؒ نے اس حالت کو فطرت سے تعبیر کیا ہے جو انبیائی تعلیمات کا خلاصہ طہارت، اخبات، سماحت اور عدالت سے ترکیب پاتی ہے۔

---

[1] قاضی بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی روم ع ۴۔

[2] بخاری۔ کتاب اللباس باب قص الشارب۔ ونسائی ذکر الفطرۃ۔

[3] محمد مرتضی زبیدی۔ تاج العروس وتفسیر بیضاوی روم ع ۴۔

[4] محمد مرتضی زبیدی۔ تاج العروس وتفسیر بیضاوی روم ع ۴۔

Marfat.com

والحالة المرکبة منہا تسمی الفطرۃ[1] ان چاروں اوصاف سے جو حالت ترکیب پاتی ہے اس کا نام فطرت ہے۔

یہ سب فطرت کے آثار و مظاہر ہیں۔

شاکلہ کی لغوی و اصطلاحی تحقیق

(۲) شاکلہ۔ عربی میں شاکل کا مؤنث ہے جس کے لغوی معنی مثل، نظیر، مشابہت، مسلک، مذہب، طریقہ وغیرہ ہیں[2]۔

محاورہ ہے:۔

لست علی شکلی ولا علی شاکلتی۔	تو میرے مسلک اور طریقہ پر نہیں ہے۔
فیہ شکلۃ او شاکل من ابیہ۔	اس میں اپنے باپ سے مشابہت ہے۔
ھٰذا علی شاکلۃ ابیہ ای شبہہ۔	یہ اپنے باپ کے مشابہ ہے۔

قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں "شاکلہ" اس پیدائشی بناوٹ کو کہتے ہیں جس میں ہدایت و ضلالت یا سعادت و شقاوت دونوں قوتوں کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ یہ انسان کی معنوی صورت ہے جو ابتدا میں بنتی اور سعادت و شقاوت کے خمیر سے ترکیب پاتی ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں:۔

علی شاکلتہ ای سجیتہ التی قیدتہ وذلک ان سلطان السجیۃ علی الانسان قاھر[3]	اپنی شاکلہ پر یعنی بناوٹ پر جس کا تو نے اس کو مقید کیا کیونکہ انسان پر بناوٹ کی حکومت غالب ہے۔

"سجیہ" کے معنی خلقت، طبیعت اور ملکہ ہیں۔

---

[1] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب الاصول التی یرجع الیہا تحصیل الطریقۃ الثانیۃ۔

[2] محمد مرتضیٰ زبیدی تاج العروس و دیگر کتب لغت۔

[3] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔

Marfat.com

هی الملکة الراسخة فی النفس	"سجیہ" نفس میں ایک مضبوط ملکہ ہے جو
التی لایقبل الزوال بسہولة [1]	آسانی سے نہیں زائل ہوتا۔

سید محمود آلوسی بغدادی نے بھی "شاکلہ" کے یہی معنی بیان کئے ہیں [2]

قاضی بیضاوی کہتے ہیں:

کل واحد یعمل علی طریقتہ التی	ہر شخص اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو جوہر روح
تشاکل جوھر روحہ واحوالہ	ومزاج بدن کی حالتوں کے ساتھ مشابہت
التابعة لمزاج بدنہ [3]	رکھتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:۔

علی شاکلتہ ای طریقتہ التی	اپنے اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جس پر اس کی
جبل علیہ [4]	جبلت کی گئی۔

"شاکلہ" کے اور معنی بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً:

(۱) وہ طریقہ اور مذہب جو ہدایت وضلالت میں اس کی حالت کے مشابہ ہے [5]۔

(۲) وہ عادتیں جن پر انسان کی پیدائش ہوئی [6]

(۳) وہ طریقہ اور روش جس پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے وغیرہ [7]۔

---

[1] زبیدی۔ تاج العروس۔ فصل السین۔

[2] محمود آلوسی بغدادی روح المعانی ج ۱۹۔

[3] قاضی ناصر الدین بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی بنی اسرائیل ع ۱۰۔

[4] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ باب اختلاف الناس فی جبلتہم المتوجبۃ۔

[5] محمد طاہر پٹنی۔ مجمع البحار و قاضی بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی بنی اسرائیل ع ۱۰۔

[6] ابوبکر جصاص۔ احکام القرآن ج ۳ بنی اسرائیل ع ۱۰۔

[7] ابوحیان اندلسی البحر المحیط۔ بنی اسرائیل ع ۱۰۔

Marfat.com

یہ سب معنی اصطلاحی مفہوم سے حاصل کئے گئے ہیں۔

جبلّت کی لغوی و اصطلاحی تحقیق

(۳) جبلّت کے لغوی معنی خلقت، طبیعت، اصل اور وہ حالت جس پر بنایا گیا۔[1] مفہوم کے لحاظ سے جبلّت اور شاکلہ دونوں ایک ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ آیت میں "والجبلۃ الاولین" کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں :-

ای المجبولین علی احوالھم التی	وہ جن کی پیدائش ان احوال پر ہوئی جن پر وہ
بنوا علیھا وسبلھم التی قیضوا	بنائے گئے اور ان راستوں پر ہوئی جن پر چلنا
لسلوکھا المشار الیھا بقولہ تعالیٰ	مقرر کیا گیا۔ اللہ کے فرمان "قل کل یعمل علی شاکلتہ"
قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ[2]	میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تاج العروس (زبیدی) کی یہی عبارت ہے[3]۔ روح المعانی (محمود آلوسی) میں بھی یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔[4]

مذکورہ آیت "وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّۃَ الْاَوَّلِیْنَ" میں جبلّت کے دوسرے معنی بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً: عدد کثیر، اگلی مخلوق، دس ہزار کی جماعت، جماعت کثیرہ وغیرہ[5]۔

لیکن اصل معنی خلقت، طبیعت اور بناوٹ ہیں جن کا لحاظ دوسرے معنوں میں موجود ہے، اس کا ثبوت رسول اللہ ؐ کی درج ذیل دعا میں ہے :-

اسألک من خیرھا وخیر ما — اے اللہ میں آپ سے اس عورت کی بھلائی اور

---

[1] ابن منظور، لسان العرب وسعید الخوری الشرتونی اللبنانی، اقرب الموارد۔

[2] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن جبل۔ [3] زبیدی، تاج العروس۔ فصل الجیم مع اللام۔

[4] محمود آلوسی۔ روح المعانی ج ۱۹، شعراء ع ۱۰۔ [5] ابن جریر طبری۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن ج ۱۶ شعراء ع ۱۰ محمود آلوسی روح المعانی ج ۱۹ شعراء ع ۱۰۔

Marfat.com

جبلتها علیه واعوذبك من شرّها وشرما جبلتها علیه[1]

ان چیزوں کی بھلائی مانگتا ہوں جن کو اس کی بناوٹ میں رکھا اور پناہ مانگتا ہوں اس عورت کے شر اور ان چیزوں کے شر سے جن کو تو نے اس کی بناوٹ میں رکھا۔

"شاکلہ" اور "جبلّت" میں سعادت کا خمیر فطرت سے اور شقاوت کا خمیر اجزائے ترکیبی کے خواص سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر شاکلہ اور جبلّت کی تیاری میں یکسانیت نہیں ہوتی بلکہ مختلف وجوہ کی بنا پر فرق ہوتا ہے۔ اس بنا پر تربیت کے کام میں بڑی دشواری پیش آتی اور احوال وظروف کی رعایت لازمی ہوتی ہے۔

مزید اخذ واستنباط مذکورہ تصریحات کی روشنی میں مزید اخذ واستنباط اس طرح کیا جاسکتا ہے۔ اصل بنیادی قوتیں ۲ دو ہیں:۔

(۱) نورانی (غیر مادی) اور (۲) مادی۔ ان قوتوں کو ہم نفسیاتی بنیادیں کہیں گے۔ نورانی کو "انسانی" اور "مادی" کو "حیوانی" سے تعبیر کریں گے۔

"انسانی" قدرتی عطیہ ہے اور انسان کے لئے خاص ہے۔ جبکہ "حیوانی" اجزائے ترکیبی کے خواص سے نکلی اور انسان وحیوان میں مشترک ہے۔ تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے ان دونوں میں فرق ہے۔ پہلے حیوانی پیدا ہوئی پھر انسانی عطا کی گئی۔ رسول اللہ نے فرمایا:۔

ان اللہ خلق خلقته فی ظلمة فالقی علیهم من نوره فمن اصابه من ذلك النور اهتدیٰ ومن اخطأہ ضلّ[2]

اللہ نے مخلوق کو (حیوانی بنیادوں کی) تاریکی میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جس شخص نے اس نور سے خود کو درست کیا۔ اس نے ہدایت پائی اور جس نے درست نہیں کیا وہ گمراہ ہوا۔

---

[1] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی جامع النکاح۔ [2] احمد وترمذی ومشکوٰۃ باب الایمان بالقدر۔

Marfat.com

نفسیاتی بنیادوں کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے

"انسانی" بنیادیں کمی لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا بلکہ یکسانیت ہوتی ہے۔ کیونکہ قدرتی عطیہ میں فرق کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا البتہ کیفی لحاظ سے اس طرح فرق کیا جا سکتا ہے کہ کسی کے "شاکلہ" میں یہ بنیاد اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور کسی میں ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ یہ فرق مختلف لوگوں میں انسانی بنیاد کے مختلف مظاہر سے ثابت ہوتا ہے لیکن حیوانی بنیاد کا سرچشمہ چونکہ اجزائے ترکیبی کے خواص ہیں اس بنا پر جس طرح ہر شخص کے اجزائے ترکیبی کے یہ "خواص" یکساں نہیں ہوتے بلکہ زمین، فضا اور آب و ہوا وغیرہ کی وجہ سے ان میں کافی اختلاف ہوتا ہے، اسی طرح ان خواص سے نکلنے والی بنیادوں اور ان کے اثرات میں کسی لحاظ سے بھی یکسانیت نہیں ہوتی بلکہ سختی، نرمی، کثافت و لطافت وغیرہ کے لحاظ سے ان میں کافی فرق ہوتا ہے۔ سر دست اس فرق کو ہم قوت و ضعف سے تعبیر کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ان اللہ خلق ادم من قبضۃ بعضھا من جمیع الارض فجاء بنوا ادم علی قدر الارض منھم الاحمر والابیض والاسود وبین ذالک السھل و الحزن والخبیث والطیب [۱]	اللہ نے آدم کو ایک مٹھی بھر مٹی سے پیدا کیا جس کو زمین کے ہر حصہ سے لیا۔ اسی کے لحاظ سے سرخ، سفید، سیاہ اور اس کے درمیان لوگ پیدا ہوتے اور اسی کے لحاظ سے نرم، سخت، نیک طبیعت اور بدطینت لوگ پیدا ہوئے۔

امتزاج کے بعد ان میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے

یہ بنیادیں انفرادی حیثیت میں سادہ اور سلجھی ہوئی ہیں لیکن اجتماعی حیثیت میں نہایت پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ "شاکلہ" کی تیاری میں ان کی جس انداز اور جس مقدار کی آمیزش ہوتی ہے اسی کے لحاظ سے اوصاف و خصائص کی لیاقت پیدا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اوصاف و خصائص کے لحاظ سے انسان

---

[۱] مسند احمد والترمذی، ابو داؤد و مشکوٰۃ۔ باب الایمان بالقدر۔

Marfat.com

کے مختلف طبقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) بعض کو جلد غصہ آتا اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض کو دیر میں غصہ آتا اور دیر ٹھنڈا ہوتا ہے۔

(۳) بعض کو دیر میں غصہ آتا اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۴) بعض کو جلد غصہ آتا اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ ؐ نے حق کے مطالبہ اور قرض کی ادائیگی میں تفاوت کا ذکر کیا۔

(۱) بعض قرض کی ادائیگی میں اچھے اور اپنا مطالبہ کرنے میں برے ہوتے ہیں۔

(۲) بعض ادائیگی میں اچھے اور اپنا مطالبہ کرنے میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔

(۳) بعض ادائیگی میں برے اور مطالبہ میں بھی برے ہوتے ہیں۔[1]

امتزاج کے بعد شاکلہ کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں

نفسیاتی بنیادوں کے باہمی امتزاج کے بعد قوت و استعداد کے لحاظ سے "شاکلہ" کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی اور اس لحاظ سے انسان کی بیشمار قسمیں بنتی ہیں لیکن ہر ایک میں خیر و شر یا سعادت وشقاوت کی قوت بہر حال موجود رہتی ہے۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا:۔

وما استخلف خليفة الا له بطانتان بطانة تامره بالخير وتحضه عليه و بطانة تامره بالشر وتحضه عليه[2]	کوئی شخص خلیفہ نہیں بنایا جاتا مگر یہ کہ اس کے دو "راز دار" ہوتے ہیں ایک "راز دار" خیر و بھلائی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا راز دار شر اور برائی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے۔

یہ دو "راز دار" سعادت وشقاوت کی قوت ہیں جن کی درجات کے لحاظ سے بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں ان میں سے چند بڑی قسمیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے بقیہ کو سمجھنے

---

[1] ترمذی و مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف۔ [2] بخاری ج ۲ کتاب القدر باب المعصوم من عصم اللہ۔

Marfat.com

میں سہولت ہو گی۔

ابتدائی دو بڑی قسمیں "شاکلہ" کی ابتدائی دو بڑی قسمیں یہ ہیں:۔

(۱) وہ جس کی انسانی و حیوانی بنیادوں کے درمیان نزاع و کش مکش ہو یعنی ہر ایک اپنی اپنی جگہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو اور حیوانی بنیاد اپنے تقاضے کو دبا کر انسانی بنیاد کی طرف مائل نہ ہو۔

(۲) وہ جس کی انسانی اور حیوانی بنیادوں کے درمیان نزاع و کشمکش نہ ہو یعنی انسانی بنیاد اپنے اندر کچھ نرم گوشہ رکھتی ہو اور حیوانی بنیاد اپنے تقاضے کو دبا کر انسانی بنیاد کی طرف مائل ہو۔

آگے ہم پہلی کو نزاع و کش مکش والی شکل قرار دیں گے اور دوسری کو مصالحت والی شکل کہیں گے۔

ہر ایک کی چار بڑی شکلیں نزاع و کشمکش کی چار بڑی شکلیں یہ ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف انسانی بنیاد۔

مصالحت کی بھی یہی چار بڑی شکلیں ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

مصالحت کی شکلوں میں اندرونی حالت نسبتاً پرسکون رہتی اور نزاع و

Marfat.com

کشمکش میں اضطراب و بے چینی رہتی ہے۔ تربیت کی ضرورت بہرحال دونوں کو ہوتی ہے۔

البتہ مصالحت میں اطاعت و فرماں برداری کی نمود زیادہ اور جلدی ہوتی ہے جب کہ نزاع و کشمکش میں مقابلۃً کم اور دیر میں ہوتی ہے۔

انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی خواص

اب مختصر طور پر انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی و اجتماعی خواص ذکر کیے جاتے ہیں۔

انفرادی خواص یہ ہیں:۔

(۱) جس شاکلہ میں انسانی بنیاد اعلیٰ ہوتی ہے اس میں اعلیٰ درجہ کے کمالات اور بلند احوال و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔

(۲) جس شاکلہ میں انسانی بنیاد ادنیٰ ہوتی ہے اس میں معمولی درجے کے کمالات، اور احوال و مقامات کی صلاحیت ہوتی ہے۔

(۳) جس شاکلہ میں حیوانی بنیاد قوی ہوتی ہے، اس میں شوکت و سطوت اور غلبہ واقتدار حاصل کرنے کی اعلیٰ صلاحیت ہوتی ہے۔

(۴) جس شاکلہ میں حیوانی بنیاد ضعیف ہوتی ہے، اس میں غلبہ واقتدار کی معمولی صلاحیت ہوتی ہے۔

نزاع و کشمکش والی چار شکلوں کے اثرات و خواص

انسانی اور حیوانی بنیادوں کے امتزاج کے بعد نزاع و کشمکش والی چار شکلوں کے اثرات و خواص یہ ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے عزم و ہمت میں پختگی و بلندی پیدا ہوتی ہے، اونچے درجے کے کاموں پر نظر ہوتی اور اعلیٰ

Marfat.com

درجے کے مناصب و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔ اس شاکلہ کے لوگ اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن جو ہوتے ہیں وہ سردار و مقتدا بنتے ہیں اور بکثرت لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں۔

(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے عزم وہمت میں پختگی تو ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی نہیں پائی جاتی، جس کی بنا پر اعلیٰ درجے کے کاموں پر نظر نہیں ہوتی۔ البتہ حمیت وغیرت اور بہادری وجانبازی وغیرہ صفتوں کی جن کاموں میں ضرورت ہوتی ہے وہ بخوبی انجام پاسکتے ہیں۔ اس "شاکلہ" کے لوگ نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں، لیکن سپہ گری و میدانِ جنگ وغیرہ کے زیادہ اہل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد سے عزم وہمت میں پختگی والے کاموں سے بے رغبتی ہوتی ہے اور اگر موقع ملا تو اعلیٰ انسانی بنیاد کے اثر سے رضائے الٰہی کی خاطر ترکِ دنیا پر آمادگی ہو جاتی ہے۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد سے سستی، کاہلی، درماندگی و عاجزی وغیرہ صفتیں پیدا ہوتی ہیں، تمام چیزوں سے دست برداری میں عافیت نظر آتی ہے اور موقع ملنے پر ترکِ دنیا کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

مصالحت والی چار شکلوں کے خواص واثرات | انسانی وحیوانی بنیادوں کے امتزاج کے بعد مصالحت کی چار شکلوں کے خواص واثرات یہ ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے حکمتوں، مصلحتوں اور اسرار و رموز دریافت کرنے کی اہلیت ہوتی ہے اور ریسرچ وتحقیق کے اعلیٰ درجہ کے کام سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اس "شاکلہ" کے لوگ بھی اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں،

Marfat.com

لیکن جو ہوتے ہیں وہ موقع ملنے پر اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں، لیکن مصالحت کی وجہ سے قیادت وسرداری کی اہمیت میں کمی آجاتی ہے اور معتقدین کا حلقہ بھی زیادہ نہیں ہوتا۔

(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے تحقیقی وتنقیدی امور کے بجائے تقلیدی امور کی طرف زیادہ رغبت ہوتی اور گہرائی کے بجائے ظواہر پر قناعت ہوتی ہے۔ مصالحت کی وجہ سے حیوانی بنیاد کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور کوئی نمایاں کام نہیں انجام دے پاتی۔

(۳) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

مصالحت کی یہ دونوں شکلیں حد درجہ کمزور ہوتی ہیں۔ چوتھی شکل میں انسانی بنیاد ادنیٰ ہونے کی وجہ سے کوئی مؤثر کردار نہیں ادا کرسکتی۔ لیکن تیسری شکل میں اعلیٰ ہونے کے باوجود مصالحت کی وجہ سے اپنی اصلی کارکردگی کھودیتی ہے بس اس کی وجہ سے دعا ومناجات وغیرہ میں سرور وانبساط کی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے[1]۔

ان خواص واثرات پر نظامِ عالم موقوف ہے

مذکورہ شکلوں کے خواص واثرات سے ظاہر ہے کہ نظامِ عالم چلانے کے لئے انسانی بنیاد کے ساتھ حیوانی بنیاد اور حیوانی کے ساتھ انسانی بنیاد کی کس قدر ضرورت ہے؟ نیز ان کے امتزاج سے جو عجیب وغریب صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ اور الخیر الکثیر میں ان شکلوں پر نہایت نفیس بحث کی ہے۔ آسانی کی غرض سے اس کا انداز بدلا گیا اور اضافہ بھی کیا گیا۔

Marfat.com

نظامِ عالم کی ترقی کس حد تک متاثر ہو۔؟

دراصل ان خواص واثرات ہی کی بدولت انسان اس بارِ امانت (عہدۂ تکلیف یا امانتِ دین) کے اٹھانے کا مستحق قرار پایا جس کو آسمان وزمین کی کوئی مخلوق نہ اٹھا سکی۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا[1]	انسان نے اس کو اٹھالیا بے شک وہ ظلوم وجہول تھا۔

ظلوم وجہول میں خواص واثرات کی طرف اشارہ موجود ہے کیوں کہ:۔

فان الظلوم من لا یکون عادل و من شانه ان یعدل والجهول من لا یکون عالمًا ومن شانه ان یعلم[2]	ظلوم وہ ہے جو عادل نہ ہو لیکن اس میں عدل کی صلاحیت ہو، جہول وہ ہے جو عالم نہ ہو لیکن اس میں علم کی صلاحیت ہو۔

ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے

چونکہ ان خواص واثرات پر نظامِ عالم کی بقا رو ارتقا موقوف ہے، اس بنا پر ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے۔ کسی کو کسی عمل کے ذریعہ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا اختیار نہیں دیا۔

تربیت کا دائرہ ان کو صیقل کرنے، ان میں نکھار پیدا کرنے، ان کی توانائی برقرار رکھنے اور ہر ایک کی مناسبت سے عدل وتوازن قائم رکھنے تک محدود ہے۔ اس کے ذریعہ ان کی جڑ میں تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ قدرت کی طرف سے ایسی کوشش کی اجازت ہے۔ "سونا" کان سے نکل کر جس خام حالت میں ہوتا ہے تقریباً وہی حالت شاکلہ کے خواص واثرات کی ہوتی ہے۔ پھر سونے کو موجودہ شکل

---

[1] الاحزاب ع ۹۔ [2] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب سرّ التکلیف۔

Marfat.com

میں لانے کے لئے جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تربیت کے ذریعہ تقریباً انہیں مراحل سے بتدریج گزارا جاتا ہے جس کے لئے قدرتی واختیاری دونوں قسم کے پروگرام ہیں۔

نیکی وبدی کے تار

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ انسانی اور حیوانی بنیادیں آپس میں ملنے کے بعد نہایت پرپیچ بن جاتی ہیں اور مختلف قسم کی بے شمار قوتوں واستعدادوں کا سرچشمہ بنتی ہیں۔ گویا دونوں کی آمیزش سے لاتعداد قسم کے باریک "تار" پیدا ہوتے جن میں مختلف قسم کی قوتیں اور استعدادیں پیوست ہوتی ہیں۔ انہیں میں نیکی وبدی کے "تار" بھی ملے جلے ہوتے ہیں۔

چند وہ قوتیں جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے

ذیل میں چند ان قوتوں کی کسی قدر تشریح کی جاتی ہے جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے اور جن کا اثر دوسری قوتوں پر پڑتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) روح

(۲) عقل

(۳) قلب اور

(۴) نفس

ان قوتوں کی تشریح میں کافی بحثیں ہیں، یہاں صرف اس قدر جان لینا کافی کہ ہر قوت کی تکوین میں کمی وکیفی فرق کے ساتھ نورانی (انسانی) ومادی دونوں بنیادیں موجود ہیں جن سے نیکی وبدی کے "تار" کا تعلق ہے۔ جدید ماہرین نفسیات وعضویات چونکہ مادی بنیاد ہی سے بحث کرتے ہیں، نورانی تک ان کی رسائی نہیں ہوسکتی اس لئے مادی کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے البتہ ہر ایک میں نورانی بنیاد کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

روح میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۱) روح سے مراد وہ قوت ہے جس کے ذریعہ حیاتِ انسانی قائم ہے۔ قرآن حکیم میں روح کے متعلق ایک سوال وجواب اس طرح مذکور ہے :۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا [1]	لوگ آپ سے "روح" کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ آپ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے "امر" سے ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو۔

یعنی روحِ انسانی میں ایک نورانی حقیقت کی آمیزش ہے جس کی تعبیر "امر رب" سے کی گئی اور جس کے ادراک کے لئے تمہارا سرمایۂ علم ناکافی ہے۔ اس صورت میں لفظ "من" کو تبعیضیہ ماننا پڑے گا لیکن اس سے معنی ومفہوم میں کوئی خرابی نہ ہوگی۔

روح المعانی میں ہے :۔

من امر ربي كلمة من تبعيضية وقيل بيانية [2]	"من امر ربی" میں کلمہ من تبعیضیہ ہے اور بعضوں نے بیانیہ کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کی اس تعبیر سے معنویت حاصل کرکے فرمایا:۔

الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف [3]	روحوں کی ایک مرتب فوج ہے۔ ان میں جو باہمی مناسبت رکھتی ہیں وہ مل جاتی ہیں اور جن میں یہ مناسبت نہیں ہوتی وہ الگ ہو جاتی ہیں۔

---

[1] بنی اسرائیل ع ۱۰۔ [2] سید محمود آلوسی۔ روح المعانی ج ۱۵ بنی اسرائیل ع ۱۰۔

[3] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ الفصل الاول۔

Marfat.com

روح کی مختلف گروپ میں تقسیم

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روحوں کو مختلف گروپ (جس طرح مثلاً: خون کے گروپس ہوتے ہیں اور وہی خون دوسرے کے موافق آتا ہے جس کے گروپ میں موافقت ہوتی ہے) میں تقسیم کرکے ان کے درمیان ایک مناسبت قائم کردی گئی ہے۔ نورانی روح کے جس گروپ کو مادی کے جس گروپ کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے وہ اس کے ساتھ مانوس ہوکر مل جاتی ہے اور جس کے درمیان یہ مناسبت نہیں ہوتی وہ اس کے ساتھ نہیں ملتی بلکہ دوسرا گروپ تلاش کرتی ہے "تعارف وتناکر" کی یہ تشریح ایک ہی شخص کی نورانی ومادی روح سے تعلق رکھتی ہے یعنی جن مختلف روحوں کے درمیان مناسبت ہوتی ہے ان میں باہمی انسیت ومحبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور جن میں یہ مناسبت نہیں ہوتی ان میں یہ رشتہ قائم نہیں ہوتا۔

اہلِ علم کے چند اقوال

ابوالبقاءؒ کہتے ہیں:۔

ان الروح هو الجوهر العلوی الذی قیل فی شانه قل الروح من امر ربی یعنی انه موجود بالامر[1]

روح وہ جوہر علوی ہے جس کی شان میں "قل الروح من امر ربی" کہا گیا۔ وہ امر سے موجود ہے۔

پھر اس کے بعد ہے:۔

فبالامر توجد الارواح وبالخلق توجد الاجسام المادیة[2]

امر سے ارواح (غیر مادی) کا وجود ہوتا ہے اور خلق سے مادی اجسام کا وجود ہوتا ہے۔

امام غزالی نے یہ تعریف کی ہے:۔

هو اللطیفة العالمة المدرکة

روح وہ لطیفہ (باطنی قوت واستعداد)

---

[1] ابوالبقاء حسینی کلیات ابی البقاء فصل الراء [2] ایضاً۔

Marfat.com

من الانسان[1] — ہے جو علم و ادراک کی صفت کے ساتھ متصف ہے۔

ھو جوھر ولیس بعرض[2] — وہ جوہر ہے عرض نہیں ہے۔

یہ جوہر ایسا ہے جو مادہ و کیفیت سے خالی ہے، جہت و مکان سے پاک ہے، اشیاء کے علم کی اس کو قوت ہے، ذات الٰہی کی صفات کے ساتھ متصف ہے، اس کا تصرف عالم (جسم) میں ایسا ہی ہے جیسا کہ ذات الٰہی کا تصرف عالم اکبر میں ہے[3]۔

شاہ ولی اللہؒ نے یہ تعبیر کی ہے:۔

وھی کوّۃ من عالم القدس[4] — وہ روح (نورانی) عالم قدس (ماورائے مادہ) کی جانب ایک طاقچہ (دریچہ) ہے۔

روح کے دو حصّے روح کی نورانی و مادّی بنیاد ہی کی بنا پر اہل علم و کشف سے اس کی دو قسمیں یا دو حصّے منقول ہیں مثلاً: امام غزالی کی تقسیم یہ ہے:۔

(۱) روح حیوانی کا تعلق عالم سفلی سے ہے جو بخارات کی لطافت سے مرکب ہے۔

(۲) دوسری روح جس کو ہم نے روح انسانی کہا ہے اس کا تعلق عالمِ علوی اور ملائکہ کے جواہر سے ہے[5]۔

عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی نے اس طرح تقسیم کی ہے:۔

(۱) روح انسانی جو علوی اور آسمانی ہے اس کا تعلق امر خداوندی سے ہے اور

(۲) جو روح حیوانی اور بشری ہے، اس کا تعلق عالمِ تخلیق سے ہے تاہم روح

---

[1] الغزالی احیاء علوم الدین جزء ثالث اللفظ الثانی۔ [2] الغزالی المضنون بہ علی غیر اہلہ فصل حیل لہ الخ ص ۱۹۱

[3] الغزالی حل مسائل غامضہ ص ۳۰ تا ۳۶ [4] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ا باب حقیقۃ الروح۔

[5] الغزالی۔ کیمیائے سعادت فصل دربیان آنکہ روح حیوانی ازیں عالم سفلی است۔

Marfat.com

حیوانی علوی روح کا مقام و منزل ہے[1]۔

شیخ محمد اعلیٰ تھانوی نے یہ قول نقل کیا ہے:۔

الرّوح الانسانی السماوی من عالم الامر ای لا یدخل تحت المساحة والمقدار والروح الحیوانی البشری من عالم الخلق ای یدخل تحت المساحة والمقدار[2]	روح انسانی سماوی عالم امر سے ہے یعنی پیمائش و مقدار کے تحت نہیں آتی۔ روح حیوانی بشری عالم خلق سے ہے یعنی وہ پیمائش و مقدار کے تحت آتی ہے۔

عقل میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۲) عقل سے مراد وہ قوت ہے جس کے ذریعہ انسان ان چیزوں کا ادراک کرتا ہے جن کا حواس کے ذریعہ نہیں کر سکتا۔ اس میں نورانی بنیاد کا ثبوت قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى[3]	اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا بیشک آپ ہمارے رب ہیں۔

حضرت اُبی بن کعب سے آیت کی یہ وضاحت مروی ہے:۔

جمعہم فجعلہم ازواجا ثم صورھم فاستنطقھم فتکلموا	اللہ نے ان کو جمع کیا، جوڑے جوڑے بنائے ان کو گویائی دی، انہوں نے کلام کیا

---

[1] عمر بن شہاب الدین سہروردی۔ عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت روح و نفس۔ [2] شیخ محمد اعلیٰ بن علی التھانوی۔ کشاف اصطلاحات الفنون۔ [3] الاعراف ع ۲۲۔

Marfat.com

ثم اخذ علیھم العھد والمیثاق [1] پھر ان سے عہد و پیمان لیا۔

محدثین نے "فاستنطقھم" کی یہ تشریح کی ہے :۔

خلق فیھم العقل وطلب منھم النطق [2] ان میں عقل پیدا کی اور ان سے گویائی طلب کی۔

عقل کی یہ تعریف بھی منقول ہے جس سے نورانی بنیاد کی تائید ہوتی ہے۔

العقل جوھر مضیئ خلقه الله فی الدماغ وجعل نورہ فی القلب [3] عقل ایک روشن کرنے والا جوہر ہے جس کو اللہ نے دماغ میں پیدا کیا اور اس کا نور قلب میں بنایا۔

عقل کا اشرف ترین ثمرہ

نورانی بنیاد ہی کی بنا پر راغب اصفہانی نے عقل کا اشرف ترین ثمرہ اللہ کی معرفت قرار دیا۔

من اشرف ثمرة العقل معرفة الله و حسن طاعته والکف عن معصیته [4] عقل کا اشرف ثمرہ اللہ کی معرفت اس کی حسن طاعت اور اسکی معصیت سے رکنا ہے۔

عقل کے دو حصّے

اور اسی بنا پر عقل کی دو قسمیں یا دو حصّے منقول ہیں :۔

(۱) ایک عقل وہ ہے جس کے ذریعہ دنیا کے کاموں پر غور ہوتا۔

(۲) دوسری عقل وہ ہے جس کے ذریعہ آخرت کے کاموں پر غور ہوتا ہے [5]۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں :۔

العقل له وجھان وجه یمیل عقل کے دو رُخ ہیں ایک بدن واعضاء

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثالث۔ [2] مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثالث۔ [3] شیخ محمد اعلیٰ التھانوی کشاف اصطلاحات الفنون۔ [4] راغب اصفہانی الذریعہ الی مکارم الشریعۃ۔ [5] عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت روح و نفس۔

Marfat.com

الی البدن والجوارح ووجہ یمیل (مادّیات) کی طرف مائل ہے اور دوسرا الی التجرّد والصّرافة [1] تجرّد و صرافت (نورانیات) کیطرف مائل ہے۔

عقل سے متعلق چند حدیثوں کی وضاحت

امام غزالیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئی حدیثیں نقل کی ہیں جن میں تقویٰ، طہارت اور عبادت وغیرہ کی زیادتی کو عقل کی زیادتی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ حدیثیں بالعموم سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں لیکن عقل کی مذکورہ تقسیم کے بعد بڑی حد تک ان کا ضعف دور ہو جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے اسکی تائید ہوتی ہے:۔

قالت قلت یارسول اللہ بم یتفاضل الناس فی الدنیا قال بالعقل قلت وفی الاٰخرة قال بالعقل قلت الیس انما یجزون باعمالھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم یاعائشة وھل عملوا الابقدر ما اعطاھم عزوجل من العقل فبقدر ما اعطوا من العقل کانت اعمالھم وبقدر ما عملوا یجزون [2]۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے دنیا میں لوگ فضیلت پاتے ہیں، فرمایا عقل سے۔ میں نے کہا کہ آخرت میں کس وجہ سے فضیلت پاتے ہیں فرمایا عقل سے۔ پھر میں نے کہا کہ کیا لوگ اپنے اعمال کا بدلہ نہیں دئے جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! لوگ اسی قدر عمل کرتے ہیں جس قدر اللہ نے ان کو عقل دی جس قدر وہ عقل دیئے گئے اسی قدر ان کے اعمال ہیں اور جس قدر ان کے اعمال ہیں اسی قدر بدلے دیئے جائیں گے۔

---

[1] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۳ المقالات واحوال [2] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج الباب السابع بیان شرف العقل

Marfat.com

دنیا و آخرت میں عقل کی بنا پر فضیلت دراصل اسکی نورانی و مادی بنیاد کا نتیجہ ہے۔
اور اسی کے لحاظ سے دنیوی و اُخروی اعمال صادر ہوتے ہیں جن پر بدلہ دیا جاتا ہے۔

قلب میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۳) قلب سے مراد وہ قوت ہے جس سے اچھی بری صفات متعلق ہیں۔ اس میں نورانی بنیاد کا ثبوت یہ ہے:۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ [1] — اور یقین رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے۔

دوسری جگہ ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ [2] — بیشک اس میں اس شخص کیلئے نصیحت ہے جس کے اندر دل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نورانی بنیاد ہی کی بنا پر قلبی فیصلہ کو قابل اعتماد ٹھہرایا مثلاً آپؐ نے فرمایا:۔

البر ما سکنت الیہ النفس و اطمأن الیہ القلب والاثم مالم تسکن الیہ النفس ولم یطمئن الیہ القلب وان افتاک المفتون [3] — نیکی وہ ہے جس سے نفس کو سکون اور قلب کو اطمینان ہو اور برائی وہ ہے جس سے نفس کو سکون اور قلب کو اطمینان نہ ہو اگرچہ مفتی تجھ کو فتویٰ دیں۔

دوسری جگہ ہے:۔

یا وابصۃ استفت نفسك البرّ ما اطمأن الیہ القلب واطمأنت — اے وابصہ خود سے فتویٰ طلب کر نیکی وہ ہے جس سے نفس و قلب کو اطمینان

---

[1] الانفال ع ۳۔ [2] الذاریات ع ۳۔ [3] امام احمد، مسند احمد ج ۴ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی۔

Marfat.com

الیہ النفس والاثم ماحاک فی القلب و تردّد فی الصدر وان افتاک الناس [1]

ہو اور برائی وہ ہے جس سے دل میں کھٹک اور تردد پیدا ہو اگرچہ تجھ کو لوگ فتویٰ دیں۔

قلب میں نیکی و بدی دونوں کی صلاحیتیں

قلب میں دونوں بنیادوں کی موجودگی ہی کی بنا پر امام غزالی نے کہا ہے:۔

والقلب باصل الفطرۃ صالح لقبول آثار الملک ولقبول آثار الشیطان صلاحاً متساویا لیس یترجح احدھما علی الآخر [2]

قلب اصل فطرت کے لحاظ سے فرشتے اور شیطان دونوں کے آثار قبول کرنے کی برابر صلاحیت رکھتا ہے ان میں کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:۔

انّ القلب لہٗ وجھان وجہ یمیل الی البدن والجوارح وجہ یمیل الی التجرد والصرافۃ [3]

قلب کے دو رُخ ہیں ایک بدن اور اعضاء کی طرف مائل ہے اور دوسرا تجرد و صرافت (نورانیات) کی طرف مائل ہے۔

قلب علم وادراک کا ذریعہ بھی ہے

"قلب" علم وادراک کا ذریعہ بھی ہے جس سے نورانی بنیاد کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا [4]

ان کے پاس دل ہیں جو سمجھتے نہیں۔

اَمْ عَلٰى قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا [5]

کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ [6]

انکے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے کہ وہ نہیں سمجھتے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ [7]

اللہ نے انکے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

---

[1] امام احمد مسند احمد ج ۴ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی [2] الغزالی احیاء علوم الدین ج ۳ بیان تسلط الشیطان علی القلب بالوساوس [3] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ المقامات والاحوال [4] الاعراف ع ۲۲ [5] محمد ع ۳ [6] منافقون ع ۱ [7] البقرہ ع ۱۔

Marfat.com

ان آیتوں میں سمجھ بوجھ کی اس قسم سے انکار کیا گیا ہے جسکا تعلق نورانی بنیاد سے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حدیثوں میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔ مثلاً:۔

إذا اراد الله بعبد خیرا جعل لـه واعظا من قلبـه۔[1]	جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ مقرر کر دیتا ہے۔
من کان لہ من قلبـه واعظ کان علیه من اللهِ حافظ۔[2]	جس شخص کے دل میں واعظ ہوتا ہے اللہ کی جانب سے اس پر محافظ مقرر ہوتا ہے۔
قلب المومن اجرد فیـه سراج یزهر۔[3]	مومن کا دل مجرّد ہے جس میں چراغ چمکتا ہے۔

شرحِ صدر کے بارے میں آپؐ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:۔

هو نور یقذفه الله تعالیٰ فی الصدر[4]	وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ سینہ میں ڈالتا ہے۔

اس سلسلہ کی بعض حدیثیں اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف سمجھی جاتی ہیں لیکن نورانی بنیاد تسلیم کرنے کے بعد معنیٰ و مفہوم میں کوئی دشواری نہیں رہتی۔ واعظ، سراج اور نور وغیرہ قسم کے الفاظ دراصل نورانی بنیاد ہی کی مختلف تعبیرات اور مختلف شکلیں ہیں۔

نفس میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۴) نفس سے مراد وہ قوت ہے جو اچھی بُری خواہشات کا مرکز ہے۔ قرآن حکیم نے نفس کی تین حالتیں بیان کی ہیں جن سے نورانی بنیاد کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) مطمئنہ: جس میں نورانی اثرات کو غلبہ ہوتا ہے۔

یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔[5]	اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی ہے وہ تجھ سے راضی ہے۔

[1,2,3] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج ۳ عجائب اوصاف القلب۔ [4] الغزالی المنقذ من الضلال [5] الفجر ۱۶۔

Marfat.com

(۲) امّارہ۔ جس میں مادی اثرات کو غلبہ ہوتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ[1] — بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔ مگر جو میرے رب نے رحم کر دیا۔

(۳) لوّامہ۔ جس میں دونوں کے درمیان کشمکش رہتی ہے اور جب نورانی اثرات کا غلبہ ہوتا ہے تو کوتاہیوں پر خود کو ملامت کرتا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ[2] — برائی پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے بھی ثبوت ملتا ہے۔

اللّٰھم آت نفسی تقواھا و زکّہا انت خیر من زکاھا وانت ولیھا ومولٰھا[3] — اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور آپ اس کا تزکیہ کر دیجئے آپ تزکیہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں اور آپ ہی اس کے ولی و کارساز ہیں۔

ایک حدیث میں نورانی و مادّی بنیاد کی طرف اشارہ

درج ذیل حدیث میں نورانی و مادی دونوں بنیاد کی طرف اشارہ ہے:۔

ان للشیطان لمة بابن آدم وللملک لمة فاما لمة الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمة الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ ویحمد اللہ و من وجد الاخریٰ فلیتعوذ باللہ من — شیطان اور فرشتہ دونوں کو انسان کے اندر تصرف کا اختیار ہے شیطان کا تصرف شر کی طرف رغبت دلانا اور حق کو جھٹلانا اور فرشتہ کا تصرف خیر کی طرف رغبت دلانا اور حق کی تصدیق ہے جو شخص فرشتہ کے تصرف کو محسوس کرے تو اس کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کی حمد کرے

---

[1] یوسف ۷۔ [2] القیامۃ ع ۱۔ [3] مسلم ومشکوٰۃ باب الاستعاذۃ الفصل الاول۔

Marfat.com

الشَّیْطٰن الرجیم[1] — اور جو شخص شیطان کے تصرف کو محسوس کرے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے۔

علامہ ابن قیم کے بیان سے تائید

علامہ ابن قیم کے بیان سے بھی تائید ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں:۔

وقد امتحن اللہ سبحانہ الانسان بھاتین النفسین الامارۃ واللوامۃ کما اکرمہ بالمطمئنۃ۔ — اللہ نے نفس امارہ اور لوامہ کے ذریعہ انسان کی آزمائش کی جیسا کہ مطمئنہ کے ساتھ اس کو عزت دی۔

پھر اس کے بعد ہے:۔

اید المطمئنۃ بجنود عدیدۃ فجعل الملک قرینھا۔ — مطمئنہ کی اس نے متعدد لشکروں سے مدد کی اور فرشتہ کو ہمنشیں بنایا۔

واما النفس الامارۃ فجعل الشیطان قرینھا[2]۔ — لیکن نفس امارہ کا ہمنشین شیطان کو بنایا۔

فرشتہ وشیطان کی ہمنشینی دراصل نورانی ومادی بنیاد ہی کا اثر ہے۔

مذکورہ تصریحات سے ظاہر ہے کہ روح، عقل، قلب اور نفس تینوں میں مادی بنیاد کے ساتھ نورانی بنیاد موجود ہے جن سے نیکی وبدی کے تار کا تعلق ہے۔ لیکن چونکہ ہر قوت کے دائرۂ کار اور مادی بنیاد کی نوعیت میں فرق ہے اس لئے اس کی مناسبت سے کیفی فرق کے ساتھ نورانی بنیاد کی آمیزش کی گئی اور یکسانیت کو نہیں ملحوظ رکھا گیا جیسا کہ ہر ایک کے مظاہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ذیل میں نیکی وبدی کے تار کو غذا اور قوت پہنچانے کے انتظام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نیکی وبدی کے تار کو غذا و قوت کا فطری انتظام

(۱) بدی کے تار کا تعلق اجزائے ترکیبی کے خواص سے ہے جن کو غذا اور قوت پہنچانے کے لئے ہر شخص ہر وقت

---

[1] مشکوٰۃ باب فی الوسوسۃ۔ [2] ابن قیم کتاب الروح المسألۃ الحادیۃ والعشرون۔

Marfat.com

مجبور ہے کہ اس کے بغیر زندگی کے قائم و باقی رکھنے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ ان اجزاء کے واسطے سے ہر وقت بدی کے تار کو غذا و قوت پہنچتی رہتی ہے اور اس میں اُبھار پیدا ہوتا رہتا ہے جس سے انسان مادّی خواہشات کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتا اور دنیا کی طلب میں مستغرق رہتا ہے نیکی کے تار کو غذا و قوت پہنچانے اور اس میں اُبھار پیدا کرنے کے لئے اجزاء ترکیبی کی طرح کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ بلاشبہ قدرت کی طرف سے نیکی کے تار کے لئے قدرتی انتظام ہے جس کی بدولت ان لوگوں میں بھی کچھ نیکیاں پائی جاتی ہیں جو تربیت کے اختیاری پروگرام پر عمل نہیں کرتے لیکن "کان" سے نکلے ہوئے "سونے" کی طرح اول تو یہ نیکیاں "آمیزش" سے پاک و صاف نہیں ہوتی ہیں پھر ان کے ذریعہ حقیقی سرچشمہ سے وہ اتّصال نہیں قائم ہوتا جو نیکیوں کا مطلوب و مقصود ہے۔ چنانچہ اکثر و بیشتر انہیں نیکیوں کا صدور ہوتا ہے جن کا تعلق مادّی منفعت سے ہے۔ مثلاً: کاروبار میں دیانت، معاملات میں صفائی، جفاکشی، فرض شناسی، حب الوطنی، قومی مقاصد کی خاطر قربانی وغیرہ لیکن جن نیکیوں میں مادّی منفعت نہیں نظر آتی اور خالص انسانیت کی رونمائی ہوتی ہے ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ مثلاً: اللہ سے ربط و تعلق کی شکلیں، عفت و عصمت، شرم و حیا، ادب و شفقت، کنبہ پروری، وسیع القلبی، خلوص اور دل کی پاکی وغیرہ۔ ایسی حالت میں اگر تربیت کا اختیاری پروگرام نہ ہو تو نفسی زندگی کی طلب و رسد میں توازن نہ برقرار رہے گا اور انسانی اوصاف و خصائص کا کوئی معیار نہ باقی رہے گا پھر زندگی خود زندگی سے فرار اختیار کرے گی اور انسانیت حیوانیت کی نقیب بن کر زندہ رہے گی۔

نیکی و بدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ غذا و قوت

(۲) نیکی و بدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ بھی غذا و قوت پہنچتی ہے جس کا اثر اوصاف و خصائص میں ظاہر ہوتا ہے اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے یعنی جس طرح انسان ظاہری شکل و صورت میں والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ کسی نہ کسی حد تک مشابہ ہوتا ہے اسی طرح نفسی ساخت

Marfat.com

(شاکلہ) میں بھی کسی نہ کسی درجہ مشابہت ہوتی ہے جیسا کہ درج ذیل آیتوں اور حدیثوں سے وراثت کا ثبوت ملتا ہے قرآنِ حکیم میں ہے:۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ[1]	پھر اللہ نے نچوڑے ہوئے بے قدر پانی (نطفہ) سے اس کی اولاد بنائی۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بددعا کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا[2]۔	اے میرے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑیئے اگر آپ ان کو چھوڑیں گے تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے کافر و فاجر ہی اولاد پیدا ہوگی۔

بہت سی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کے آباو اجداد کا ذکر کر کے ان کی اولاد کی موجودہ روش پر استدلال کیا گیا ہے جن سے اوصاف و خصائص کی تعبیر میں وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیتوں سے معنویت حاصل کر کے مختلف حدیثوں میں وراثت کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً: آپؐ سے سوال کیا گیا:۔

اتحتلم المرءة	کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:۔

فبم یشبہ الولد[3]	پھر کس بناء پر اولاد اسکے مشابہ ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:۔

الا ان بنی آدم خلقوا علی طبقات شتی فمنھم من یولد مؤمنا ویحیی	یاد رکھو انسان مختلف طبقوں پر پیدا کئے گئے ہیں بعض مومن پیدا ہوئے

---

[1] السجدہ ع ۲۔ [2] نوح ع ۲۔ [3] بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء۔

Marfat.com

مؤمناً و یموت مؤمناً ومنہم من یولد کافراً و یحییٰ کافراً و یموت کافراً[1] | مومن زندہ رہے اور مومن مرے بعض کافر پیدا ہوئے کافر زندہ رہے کافر مرے۔

ایک اور حدیث میں ہے:۔

الودّ یتوارث[2] | محبت میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

دونوں تاروں کو ماحول کے ذریعہ غذا و قوت

(۳) نیکی و بدی کے تار کو ماحول کے ذریعہ بھی غذا و قوت پہنچتی ہے جس کا اثر اعمال و اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ماحول کی دو قسمیں ہیں (۱) مادی ماحول اور (۲) اجتماعی ماحول۔ مادی ماحول میں زندگی کی تمام ضرورتیں اور تفریحات داخل ہیں مثلاً: زمین، فضا، آب و ہوا، دریا، نہر، مکان، باغ وغیرہ۔ اجتماعی ماحول میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جو مذہب و تمدن سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً: مدرسہ، تعلیم، اخلاق، افکار، معتقدات، ادب، فن پیشہ وغیرہ۔

قرآن حکیم سے مادّی ماحول کا ثبوت:۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا[3] | جو پاکیزہ شہر ہے رب کے حکم سے وہاں سبزہ نکلتا ہے اور جو گندہ ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

اجتماعی ماحول کا ثبوت:۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا | جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوشحال اور بااثر لوگوں کو حکم

---

[1] ترمذی و مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف۔ [2] بخاری۔ الادب المفرد باب الود یتوارث۔
[3] الاعراف ع ۷۔

Marfat.com

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا[۱]ٓ (تکوینی) دیتے ہیں پس وہ نافرمانی میں سرگرم ہوجاتے ہیں جس سے عذاب کا قانون ان پر ثابت ہوجاتا ہے۔ پھر ہم ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں سے معنویت حاصل کر کے فرمایا:-

من سکن البادیۃ جفا[۲] — جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی اس میں سختی آگئی۔

ایک اور حدیث میں ہے:-

ومنہم من یولد مؤمنا ویحیی مؤمنا ویموت کافرا ومنہم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت مؤمنا۔[۳] — بعض مومن پیدا ہوئے مومن زندہ رہے اور کافر مرے۔ بعض کافر پیدا ہوئے کافر زندہ رہے اور مومن مرے۔

---

[۱] بنی اسرائیل ع ۲۔ [۲] ابوداؤد ج ۲ کتاب الضحایا باب فی اتباع الصید وترمذی کتاب الفتن۔

[۳] ترمذی ومشکوٰۃ باب الامر بالمعروف۔

Marfat.com

جوہرِ انسانیت کا تربیتی پروگرام

جوہر انسانیت کا وجود نورانی اور حیوانی بنیاد تسلیم کر لینے کے بعد بطور خلاصہ انسانی وجود کے دو پہلو نمایاں ہوتے۔

(۱) خاکی وجود اور

(۲) نوری وجود۔

"خاکی" کی بہترین ترجمانی فرشتوں نے ان الفاظ میں کی ہے:۔

اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَ یَسۡفِكُ الدِّمَآءَ[۱]	کیا آپ اس کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا۔

"نوری" کی بہترین ترجمانی اس جواب میں ہے:۔

قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝	اللہ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

"خاکی وجود" نہایت مکدّر وکثیف ہے جب کہ نوری وجود نہایت مقدس و منوّر ہے۔ خلافت ونیابت کی صلاحیت نہ تنہا اس میں ہے اور نہ اُس میں ہے لیکن جس طرح نظریۂ اضداد کے تحت دو متضاد وصف کے ملنے سے ایک تیسرا وصف وجود میں آتا ہے جو خواص واثرات میں دونوں سے مختلف ہوتا ہے، اسی طرح خاکی اور نوری کے ملنے سے جوہر

---

[۱] البقرہ ع ۴

Marfat.com

انسانیت وجود میں آیا جو خالص نوری وخاکی وصف سے مختلف ہے۔ دراصل اسی "جوہر" میں نیابت وخلافت کی اہلیت ودیعت ہے جس کے باعث انسان مسجودِ ملائک بنا اور دوسری تمام سرفرازیوں سے اس کو نوازا گیا۔

تربیت کیلئے مستقل پروگرام کی تجویز

لیکن اس "جوہر" میں دونوں کے امتزاج کے باوجود "خاکی" کے اثرات زیادہ نمایاں اور سہل الحصول ہیں کیونکہ وہ اجزائے ترکیبی کے خواص سے اُبھرتے ہیں اور بقائے حیات کے لئے ہمہ وقت ان کو غذا وقوت پہنچانا ناگزیر ہے "نوری" کے اثرات نہ اسقدر نمایاں اور سہل الحصول ہیں اور نہ بقائے حیات کے لئے ہر وقت ان کو غذا وقوت پہنچانے کے لئے مجبوری ہے کیونکہ نوری وجود محض قدرتی عطیہ ہے جس کی نزاکت وباریکی کو سمجھنا اس سے نکلنے والے تاروں کے زیر وبم سے واقفیت حاصل کرنا اور پھر ان کے مناسب غذا وقوت کا انتظام کرنا حد درجہ مشکل ہے۔ یہ انتظام نہ ہو تو جوہر انسانیت کی ہمہ جہتی ترقی نہ ہو گی اور پھر زندگی کی طلب ورسد میں توازن نہ برقرار رہ سکے گا۔ اس کے لئے اختیاری اور عملی پروگرام نہ ہو تو "خاکی" کے اثرات سے نوری کا خاکی رنگ اختیار کر لینا یقینی ہے۔ پروگرام کی تجویز انسان کے سپرد ہو تو اس کی عدم واقفیت ہر موڑ پر سنگ گراں بن کر حائل ہو گی اور مستقل لائحہ عمل نہ ترتیب پا سکے گا۔ غرض ان وجوہات کی بنا پر قدرت نے اپنے عطیہ کے مناسب پروگرام کی تجویز اپنے ذمہ لی اور بقائے انسانیت کے لئے جوہر انسانیت کی کارکردگی کو پامال ہونے سے محفوظ رکھا۔

تربیت کے لئے جامع لفظ "تزکیہ" ہے

تربیت کے لئے قرآن حکیم میں نہایت جامع لفظ "تزکیہ" استعمال ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم کام اس کو قرار دیا گیا جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے:۔

Marfat.com

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ[1] — اے ہمارے رب آپ ان میں ایک رسول ان ہی میں سے بھیجئے جو ان کو آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی تفصیلات میں ہے:۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ[2] ○ — اللہ ہی نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے بے شک اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[3] ○ — جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں میں سے بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں سناتا تمہارا تزکیہ کرتا اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا اور تم کو وہ باتیں سکھلاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

"تزکیہ" کے لغوی و اصطلاحی معنی

"تزکیہ" کے معنی ابھارنا اور نشو ونما دینا ہیں لغت کی کتابوں میں اس کا مادہ "زکار" بیان کیا گیا ہے۔

الزكاء النماء والريع وكل شيئ يزداد وينمى فهو يزكو زكاء[4] — زکار کے معنی بڑھنا اور تر و تازہ ہونا ہر وہ چیز کہ جس میں زیادتی و ترقی ہو وہ اس

---

[1] البقرہ ع ۱۵۔ [2] الجمعہ ع ۱۔ [3] البقرہ ع ۱۸۔ [4] محمد بن مکرم ابن منظور لسان العرب ج ۱۴۔

Marfat.com

میں داخل ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں:۔

اصل الزکاء النمو الحاصل عن برکۃ اللہ[1] — "زکار" کی اصل وہ بڑھوتری جو اللہ کی برکت سے حاصل ہو۔

اسی لحاظ سے تزکیہ نفس کے معنیٰ وہ یہ کرتے ہیں:۔

تنمیتہا بالخیرات والبرکات[2] — نفس کو بھلائیوں اور برکتوں سے ترقی کرنا۔

قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں "تزکیہ" کا مفہوم بدی کی قوتوں کو مغلوب کرکے نیکی کی قوتوں کو ابھارنا اور نشوونما دینا تاکہ فوز وفلاح حاصل ہو جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا[3] — نفس اور اس کی بناوٹ شاہد ہے کہ اللہ نے اس کو نیکی وبدی کا الہام کیا (قوتیں عطا کیں) وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اس کا تزکیہ کیا وہ ناکام رہا جس نے اس کو آلودہ کیا۔

تزکیہ کے مقابل تدسیہ ہے جس کے معنیٰ ہیں:۔

ادخال الشیٔ فی الشیٔ یضرب من الاکراہ[4] — کسی کو کسی شے میں زبردستی داخل کرنا۔

اس کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے جس میں لڑکی کی پیدائش پر عرب جاہلیت کا ردِعمل مذکور ہے:۔

أَيُمْسِكُهُ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهُ فِى التُّرَابِ[5] — اس کو ذلت قبول کرکے روکے رکھے یا مٹی میں دبا دے۔

---

[1] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔ [2] ایضاً۔ [3] الشمس ع ۱۔ [4] راغب اصفہانی المفردات فی غریب القرآن وابن منظور لسان العرب۔ [5] النحل ع ۷۔

Marfat.com

مذکورہ آیت میں نیکی وبدی (تقویٰ وفجور) کے الہام سے ثابت ہے کہ انسان میں دونوں کی قوتیں موجود ہیں، اسی طرح تزکیہ وتدسیہ کے مقابلہ سے ظاہر ہے کہ نیکی سے نفس کو نشونما روبالیدگی حاصل ہوتی ہے جبکہ بدی سے اس کو پستی وخواری حاصل ہوتی ہے۔ پھر تزکیہ اور تدسیہ کے فعل کو انسان کی طرف منسوب کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں نیکی کو غالب اور بدی کو مغلوب کرنے کی قوت بھی موجود ہے۔

"تزکیہ" کے مفہوم میں اصلاح داخل ہے جیسا کہ "زکاۃ" (تزکیہ کا ماضی) کے معنی اصلحہ (اس کی اصلاح کی) اور ولکن اللہ یزکی (لیکن اللہ تزکیہ کرتا ہے) کے معنی یصلح (اصلاح کرتا ہے) بیان کئے گئے ہیں[1]۔

تربیت کیلئے شعورِ نبوت کی اہمیت

قرآن حکیم میں تربیت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں اور بطور نمونہ ان کی تشریح کیلئے کچھ جزئیات موجود ہیں لیکن ان کا مفہوم متعین کرکے برمحل منطبق کرنے اور احوال وظروف کی رعایت کرکے عملی شکل میں متشکل کرنے کے لئے ایک ایسے شعور کی ضرورت ہے جو اخذ واستنباط کی صلاحیت رکھتا ہو اور جس کی صحت کی ضمانت بھی ہو۔ رسول اللہؐ نے شعورِ نبوت کے ذریعہ متعلقہ آیتوں کی معنوی دلالت سے اخذ واستنباط کرکے تزکیہ کی پوری عمارت تیار کی۔

طبیبِ حاذق کے کام سے یک گونہ مشابہت

اس اہم کام کے لئے شعورِ نبوت کو کن چیزوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوئی۔ کن گوشوں تک رسائی حاصل کرنا پڑی اور نفسی قوتوں کے پیش نظر قول وفعل کو کس انداز میں ڈھالنا پڑا؟ ان سب کے لئے جسمانی طبیبِ حاذق کے کام میں غور کرنے کی ضرورت ہے جس کی نظر مرض کی قوت اس کی نوعیت، مریض کی عمر، جائے رہائش اور موسم نیز دوا وغذا کی قوت، ان کی

---

[1] سعید الخوری الشرتونی اللبنانی۔ اقرب الموارد جزء ثالث۔

Marfat.com

خاصیت واثر اور پرہیز وعلاج سے متعلق تمام باتوں پر ہوتی ہے اور پھر ان کے لحاظ سے وہ بہت سی ان باتوں کی خبر دیتا جن کو لوگ نہیں جانتے۔ ان باریکیوں کا احاطہ کرتا ہے جن سے وہ لاعلم ہوتے ہیں۔ کبھی وہ امورِ محسوسہ کو مخفی امور کے قائم مقام قرار دیتا ہے مثلاً: چہرہ کی سرخی اور مسوڑھے سے خون جاری ہونے کو غلبۂ خون کی علامت قرار دیتا ہے۔ کبھی علامت کو بجائے سببِ مرض اور دوا کی مخصوص مقدار کو بجائے ازالۂ مرض قرار دے کر قاعدۂ کلیہ وضع کرتا ہے مثلاً جو شخص فلاں دوا یا معجون کی اتنی مقدار نہ استعمال کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ کبھی وہ مرض و مریض کی نوعیت و کیفیت کے پیشِ نظر نئی دوائیں اور نئے مرکبات تیار کر کے ان کو مخصوص امراض کے لئے تیر بہدف ثابت کرتا ہے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان کاموں کے لئے مجرد علم طب کافی نہیں ہے بلکہ فنی حذاقت و مہارت درکار ہے کہ وہ مرض اور مریض کے پیش نظر اخذ و استنباط اور ریسرچ و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھ سکے۔

نفسی زندگی "جسمانی" سے کہیں زیادہ باریک ہے

انسان کی نفسی زندگی کا معاملہ "جسمانی" سے کہیں زیادہ باریک اور جذب انجذاب کو قبول کرنے والا ہے۔ اس بنا پر لازمی طور سے اس کے مریض، مرض، دوا و غذا اور پرہیز و علاج کی نزاکتوں کو سمجھنے کے لئے فنی حذاقت و مہارت کافی نہیں ہے بلکہ نورانی شعاعوں کی بھی ضرورت ہے جن کے ذریعہ ان مخفی تاروں کا عکس لیا جا سکے جن کو چھیڑے بغیر زندگی کے "ساز" میں "سوز" نہیں پیدا ہوتا اور بہت سے نغمے خاموش ہو جاتے ہیں۔

تربیتی پروگرام کا اجمالی خاکہ

ذیل میں تربیتی پروگرام کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے جن پر انبیاء علیہم السلام نے اتفاق کیا اور جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے۔ اس پروگرام کے پانچ بڑے حصے ہیں۔

(۱) ایمان و اعتقاد (۲) طہارت و پاکی (۳) عبادت و طاعت (۴) نیکی و بدی اور

Marfat.com

(۵) پاکیزگی و گندگی۔

ایمان و اعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۱) ایمان و اعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً: ہر قسم کی خوبیوں کے ساتھ اللہ کو متصف سمجھنا۔ ان باتوں سے اللہ کی پاکی بیان کرنا جو اس کی شان کے مناسب نہیں۔ اس کے ناموں میں کجروی کو حرام سمجھنا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام حوادث سے پہلے اللہ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے، اللہ کے فرشتے ہیں جو اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ نے اپنے بندوں میں جس کو چاہا رسول بنایا اور کتاب دی۔ قیامت مرنے کے بعد کی زندگی، جنت و دوزخ سب حق ہیں۔ ان سے متعلق آیتیں یہ ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ [۱]	سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بیحد مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ بدلہ کے دن کا مالک ہے۔
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ [۲]	آپ کہدیجئے کہ وہ اللہ اکیلا ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا اس کا کوئی ہمسر نہیں۔
وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ [۳]	اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں۔
اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ [۴]	ہم نے ہر چیز اندازہ ٹھہرا کر پیدا کی۔
لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [۵]	جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا (فرشتے) اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جن کا حکم دیا جاتا ہے۔

---

[۱] الفاتحہ ع ۱۔ [۲] الاخلاص ع ۱۔ [۳] الاعراف ع ۲۲۔ [۴] القمر ع ۳۔ [۵] التحریم ع ۱۔

Marfat.com

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ[۱] — اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو جہاں اپنا پیغام بھیجے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ[۲] — ہم نے بہت سے رسولؐ نشانیوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتابیں اتاریں اور میزان۔ تاکہ لوگوں میں انصاف قائم کریں۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ[۳] — پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ[۴] — (مرنے کے بعد) پھر اللہ تمہیں زندہ کریگا پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ[۵] — یہ لوگ جنت میں عزت سے رہیں گے۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ[۶] — یہ دوزخ کے لوگ ہیں۔

ایمان واعتقاد سے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں وہ اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔ پروگرام کی بنیاد چونکہ ایمان و اعتقاد پر قائم ہے، اس بنار پر اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے تاکہ بقیہ کو بنیاد پر قیاس کرنا آسان ہو۔

ایمان واعتقاد کی حقیقت

اعتقاد سے فکر و عمل کی وہ پختہ بنیاد مراد ہے جس پر زندگی کی پوری عمارت تیار ہوتی ہے۔ قرآنِ حکیم نے اس کی تعبیر ایمان کے ساتھ کی ہے:۔

الایمان الثقة[۷] — ایمان مضبوطی ہے۔

اصل الایمان طمانینة النفس — ایمان کی اصل نفس کا اطمینان اور خوف

---

[۱] الانعام ع ۱۴۔ [۲] الحدید ع ۳۔ [۳] المومنون ع ۱۔ [۴] البقرہ ع ۳۔ [۵] المعارج ع ۱۔ [۶] البقرہ ع ۴۔

[۷] ابوالبقار الحسینی کلیات ابی البقار فصل الالف والیار۔

Marfat.com

وزوال الخوف[1] کا زائل ہونا ہے۔

قرآن حکیم میں ایمان سے مراد تصدیق ہے:۔

وما انت بمؤمن لنا[2] ای بمصدق[3] اور آپ ہماری تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم[4] اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں

ای لم تصدقوا[5] داخل نہیں ہوا یعنی تم نے تصدیق نہیں کی۔

تصدیق ایک ذہنی فیصلہ (الحکم الذھنی[6]) ہے جو پوری قوت کے ساتھ ذہن میں راسخ ہو اور فکر و عمل کی ساری قوتیں اسی کے زیر اثر کام کریں۔ اس قسم کے فیصلہ میں مضبوطی، طمانیت اور بے خوفی تینوں پائی جاتی ہیں۔

جن پر ایمان لانے کا حکم ہے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم ہے یہ ہیں:۔

(۱) ایمان باللہ

(۲) ایمان بالملائکۃ

(۳) ایمان بالکتب

(۴) ایمان بالرسول۔

(۵) ایمان بالیوم الآخر

ثبوت میں آیتیں ثبوت میں یہ آیتیں ہیں:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت خوف کرو نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو

---

[1] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔ [2] یوسف ع ۲۔ [3] ابن منظور۔ لسان العرب۔ الجزء الخامس عشر۔ [4] الحجرات ع ۲۔ [5] ابن منظور۔ لسان العرب [6] کلیات ابی البقاء۔

Marfat.com

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ؀[1]	بہشت کی جس کا تم سے وعدہ ہے۔
مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ؀[2]	جس شخص نے اللہ اور اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کا انکار کیا (ان پر ایمان نہ لایا) تو وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہوا۔
وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ؀[3]	مومن ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر جو آپ سے پہلے نازل ہوئیں۔
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؀[4]	یقیناً مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؀[5]	جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور عمل صالح کرے تو ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں مذکورہ ایمانیات کا ذکر اس طرح ہے:۔

ان تؤمن باللّٰه وملٰئكة وكتبه ورسله واليوم الأخر وتؤمن بالقدر خيره وشره۔[6]	اللہ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور تقدیر کی خیر و شر پر ایمان لائے۔

ایمان بالقدر کا ذکر قرآن حکیم میں صراحۃً نہیں ہے کیوں کہ یہ ایمان باللہ ہی کا جزء

---

[1] حٰم السجدہ ع ۴۔ [2] النساء ع ۲۰۔ [3] النساء ع ۲۲۔ [4] النور ع ۹۔ [5] البقرۃ ع ۸۔
[6] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب الایمان۔

Marfat.com

ہے لیکن " قدر" کا ذکر بار بار جس انداز سے کیا گیا ہے، اس کی معنوی دلالت سے رسول اللہ ؐ نے اس کو ایمانیات میں شامل کیا ہے، اس طرح ایمانیات کی کل تعداد چھ ۶ ہو جاتی ہے۔

ایمان باللہ اصل ہے

ایمان باللہ اصل ہے باقی اسی سے متعلق ہیں۔ یہ سب مل کر نا قابل تجزیہ کُل بناتے ہیں ان میں کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور کسی ایک کا انکار کل کے انکار کے مرادف ہے۔

ایمان باللہ کے ذریعہ جوہر انسانیت کا رشتہ سرچشمۂ نور (اللہ) سے جوڑا جاتا ہے جس کے بعد ہر قوت سے خود بخود رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور ہر قوت بقدر ظرف کسبِ نور کرتی رہتی ہے۔ اس طرح شعور وتحت الشعور کے ہر گوشہ میں اس کی نمود ہوتی ہے اور ہر خیال ورجحان، جذبہ وخواہش نیز تصرف میں اس کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ اسی بنا پر قرآن وحدیث میں اس کے درج ذیل اثرات بیان کئے گئے ہیں مثلاً:

اس کے ذریعہ نورانی بنیاد کو غذا وقوت پہنچتی ہے

اس رشتہ کی یاد تازہ رکھنے سے سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے اور لذت وسرور کی کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ نورانی بنیاد اور نورانی وجود کو اس سے غذا وقوت پہنچتی ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے:-

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ[1] غور سے سن لو اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معنویت حاصل کر کے فرمایا:-

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربًا وبالاسلام دینًا اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے

---

[1] الرعد ۲۸۔

Marfat.com

وبمحمدٍ نبیاً[1] — اور محمدؐ کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔

ثلث من کان فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبدًا الا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار[2]

تین چیزیں جس میں ہوں ان کی وجہ سے اس کو ایمان کی حلاوت (مٹھاس) نصیب ہوگی۔ (۱) جس کو اللہ اور رسول ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جو اللہ کے بندوں سے محبت محض اللہ کے لئے کرتا ہے (۳) جس کو کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہی ناگوار ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہوتا ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہؐ سے سوال کیا:۔

ما الایمان — ایمان کیا ہے؟

آپؐ نے جواب میں فرمایا:۔

اذا سرتک حسنتک وساءتک سیئتک فانت مؤمن — جب تجھ کو نیکی سے مسرت اور برائی سے اذیت محسوس ہو تو تو مومن ہے۔

تحت الشعور کے جذبہ محبت سے ربط قائم ہوتا ہے

یہ رشتہ نہایت پر کیف و پر کشش ہوتا ہے کہ نور اعظم (اللہ) سے محبت کا جذبہ نورانی بنیاد کی وجہ سے تحت الشعور میں پہلے سے موجود ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ — اور ایمان والوں کو اللہ کی محبت زیادہ

---

[1] مسلم و مشکوٰۃ کتاب الایمان۔ [2] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب الایمان [3] احمد و مشکوٰۃ کتاب الایمان۔

Marfat.com

حُبًّا لِلّٰہِ [1] — ہوتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ [2]

اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کرے گی۔

محبت کے چند اثرات

اس محبت میں کوئی مادی غرض وجنسی خواہش نہیں ہوتی اس لئے اثرات دنیوی محبت سے مختلف اور عجیب وغریب قسم کے ہوتے ہیں مثلاً: اللہ کی محبت کا اثر رسول اللہؐ نے اس طرح فرمایا:۔

ان اللہ اذا احب عبدًا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض [3]

اللہ جب بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان میں اس کا اعلان کیا جاتا ہے جس سے اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اہل زمین میں اس کو قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کے بندوں کی محبت کے یہ اثرات بیان کئے گئے ہیں:۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا [4]

اللہ کی محبت پر وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

---

[1] البقرہ ع ۲۰ [2] المائدہ ع ۸ [3] مسلم ومشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ [4] الدہر ع ۱

Marfat.com

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ۔[1]

اللہ کی محبت پر رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور (ضرورتمند) سوال کرنے والوں اور گردن چھڑانے میں مال دے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے وضو کے پانی کو اپنے جسم پر ملنے لگے۔ آپؐ نے ان سے سوال کیا:۔

ما یحملکم علیٰ ھٰذا

کیا چیز تمہیں اس پر آمادہ کر رہی ہے؟

انہوں نے جواب دیا:۔

حب اللہ و رسولہ۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔

آپؐ نے فرمایا:۔

من سرّہ ان یحب اللہ و رسولہ او یحبہ اللہ و رسولہ فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤدّ امانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ۔[2]

جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا چاہے یا یہ فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرے تو جب بات کرے تو سچ بولے امین بنایا جائے تو امانت ادا کرے، جو اس کا پڑوسی (جس حیثیت سے بھی) ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

محبت و محبوبیت کا رشتہ زندگی کی گرہیں کھولتا، نفسیاتی الجھنیں دور کرتا اور ابتلاء و آزمائش کے تاریخی واقعات کی توجیہ کرتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے بخلاف

---

[1] البقرہ ع ۲۲۔ [2] مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق الفصل الثالث۔

Marfat.com

اس کے تحت الشعور کی تمام تر نوعیت وکیفیت میں جنسی خواہش یا غلبہ واقتدار کا جذبہ تسلیم کرنے کے بعد بہت سے نفسیاتی مسائل وتجربات ایسے سامنے آتے ہیں جن کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

انسان کے حسنِ عمل کو بقار و دوام کی سعادت سے نوازتا ہے

اس رشتہ سے انسان کے حسن عمل کو بقار و دوام کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور دائمی اجرو انعام کا استحقاق قائم ہے۔ انسان کے اعمال وافعال اگرچہ فانی ہیں لیکن ان کے اثرات وخواص باقی ہیں۔ سرچشمۂ نور (اللہ) سے تعلق کے بعد جو حسن عمل صادر ہوتے ہیں ان میں اس قدر نورانیت وبلندی پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کے خواص واثرات مادی دنیا تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کی پرواز نورانی دنیا تک وسیع ہوتی ہے اور وہاں دائمی اجرو انعام کا مستحق بناتی ہے اور اگر انسان کے حسن عمل سرچشمۂ نور سے تعلق قائم کئے بغیر صادر ہوتے ہیں تو خاکی کثافتوں میں طوث ہونے کی وجہ سے ان کے خواص و اثرات اسی مادی دنیا تک محدود رہتے ہیں نورانی دنیا سے نہ ان کو مناسبت پیدا ہوتی ہے اور نہ وہاں دائمی اجرو انعام کا مستحق بناتے ہیں۔ اسی بنار پر اس رشتہ اور ہر عمل کو شرک ریا، نمود وغیرہ مادی کثافتوں سے خالص رکھنے کا حکم دیا گیا۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا	کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ
كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ	طیبہ (ایمان) کی کیسی مثال دی ہے
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ	وہ گویا ایک اچھا درخت ہے جس کی جڑ
تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا	خوب جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ	تک بلند ہیں وہ اپنے پروردگار کی اجازت
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ وَمَثَلُ	سے ہر وقت پھل لاتا رہتا ہے اللہ

Marfat.com

كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ[1]	لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ سبق حاصل کریں اور کلمہ خبیثہ (کفر) کی مثال ایک خراب و گندے درخت کی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھیڑ دیا جاتا ہے کوئی جماؤ اور مضبوطی نہیں رکھتا۔
فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ[2]	اللہ کو اس حالت میں پکارو کہ دین کو اس کے لئے خالص کرنے والے ہو۔
وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ[3]	اور جنت میں تمام وہ چیزیں ہیں جن کا تمہارا دل چاہے اور جن سے تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔

پھر اس کے بعد ہے:۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[4]	یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی بنا پر وارث بنائے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی آیتوں سے معنویت حاصل کر کے فرمایا:۔

انما الاعمال بالنیات و انما لامرئ ما نوی[5]	حسن عمل کا مدار نیتوں پر ہے۔ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔
ان اللہ لا ینظر الی	اللہ تمہاری صورتوں اور مال کو

---

[1] ابراہیم ع ۴۔ [2] غافر ع ۲۔ [3][4] الزخرف ع ۷۔ [5] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی۔

Marfat.com

صورکم واموالکم ولکن ینظر — نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور
الیٰ قلوبکم واعمالکم [1] — اعمال کو دیکھتا ہے۔

حُسنِ عمل کی ایک تعبیر

رسول اللہ نے مرنے کے بعد حسن عمل کی ایک تعبیر اس طرح کی ہے:۔

ویاتیہ رجل احسن الوجہ — انسان کے پاس ایک مرد آئے گا جو اچھی
حسن الثیاب طیب الریح — صورت عمدہ لباس اور پاکیزہ خوشبو
فیقول ابشر بالذی — میں ہوگا اور کہے گا کہ خوشخبری ہو اس
یسرك ھذا یومك — کی جو تجھے خوش کرے، یہ وہ دن ہے
الذی کنت توعد فیقول — جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا وہ پوچھے
لہ من انت فوجھك — گا کہ تو کون ہے تیرے چہرے سے
الوجہ یجیئ بالخیر فیقول — بھلائی ظاہر ہوتی ہے وہ جواب دے گا
انا عملك الصالح [2] — میں تیرا عمل صالح ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:۔

قال اللہ تعالیٰ اعددت — اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے صالح
لعبادی الصالحین مالا عین — بندوں کیلئے وہ تیار کر رکھا ہے جس کو نہ
رأت ولا اذن سمعت ولا خطر — کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور
علیٰ قلب بشر [3] — نہ کسی انسان کے دل پر خطرہ گزرا۔

ایمان باللہ کے بعد کس قسم کے اعمال و افعال صادر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ زندگی کی طلب و رسد میں کس قدر توازن برقرار رہتا ہے اس کی تفصیل پروگرام کے دوسرے حصے (حدیث کے مختلف ابواب) میں دیکھنا چاہیے۔

---

[1] مسلم و مشکوٰۃ باب الریاء والسمعۃ [2] احمد و مشکوٰۃ باب ما یقال عند من حضرہ الموت [3] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ واہلہا۔

Marfat.com

شرک کی پیوند کاری سے رشتہ کی نورانی خاصیت سلب ہو جاتی ہے

یہ خالص نورانی رشتہ (تار) ہے جس میں شرک کی پیوند کاری اس کی خاصیت سلب کر لیتی اور اس کے اثرات زائل کر دیتی ہے۔ جوہرِ انسانیت میں نورانی بنیاد کی وجہ سے مومن و مشرک میں حسن عمل کی صلاحیت ہوتی ہے اور ہر ایک سے کم و بیش اس کا صدور ہوتا ہے۔ لیکن حسن عمل کو بارگاہ قبولیت تک پہنچانے والا وہ رشتہ و تعلق (نورانی تار) ہے جو ایمان باللہ کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ رشتہ ہی شرک کی آمیزش سے خالی نہ رہا تو اس میں حسنِ عمل کو خالص کرنے کی صلاحیت کیوں کر پیدا ہو گی کہ جس کے بغیر قبولیت کی کوئی شکل نہیں۔؟

پھر اللہ کے ساتھ شرک دراصل اس ذہنی فیصلہ میں آمیزش ہے جو پوری قوت کے ساتھ ذہن میں راسخ ہوتا اور فکر و عمل کی ساری قوتوں پر حاوی ہوتا ہے۔ جب اس فیصلہ میں شرک کی آمیزش ہوئی تو اس کے بعد جس قدر حسنِ عمل صادر ہوں گے ان میں نہ وہ خواص و اثرات پیدا ہوں گے جو ایمان باللہ کا خاصہ ہیں اور نہ نورانی دنیا سے ان کو مناسبت ہو گی کہ اثرات وہاں تک وسیع ہوں۔

روح اور عقل دونوں کی نورانی حقیقت پائمال ہوتی ہے

دراصل عقیدہ و بنیاد میں آمیزش سے اللہ و بندہ کے درمیان جذب و انجذاب اور تاثیر کی وہ قوت و کیفیت نہیں پیدا ہوتی جو ایمان باللہ سے مطلوب ہے۔ کیونکہ ایمان باللہ کا اصلاً تعلق روح کی نورانی حقیقت سے ہے جس کی ترجمانی عقل کی نورانی حقیقت کرتی ہے۔

روح کی نورانی حقیقت:۔

ھی کوۃ من عالم القدس [۱]   عالم قدس کی جانب ایک دریچہ ہے۔

عقل کی نورانی حقیقت کا ثمرہ:۔

---

[۱] ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب حقیقۃ الروح۔

Marfat.com

من اشرف ثمرة العقل معرفة اللہ[1] عقل کا اشرف ثمرہ اللہ کی معرفت ہے۔

حسن عمل میں جس قدر نورانی خواص واثرات پیدا ہوتے ہیں وہ اسی نورانی حقیقت کی راہ سے آتے ہیں۔ کفر اور شرک دونوں میں یہ راستہ حسن عمل میں نورانیت پہنچانے کے قابل نہیں رہتا۔ کفر میں وہ دروازہ ہی نہیں کھلتا جس سے یہ نورانیت داخل ہو اور شرک میں آمیزش وپیوند کاری کی وجہ سے نورانی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔ اسی بنار پر کفر وشرک میں آمیزش کی عدم مغفرت اور ان کی وجہ سے کسی حسن عمل کی بارگاہِ قبولیت تک نہ پہنچنے کی وعید ہے۔

کفر سے متعلق آیتیں اور حدیثیں

کفر سے متعلق قرآن حکیم میں ہے :۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ کَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ[2]	ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال "راکھ" کی ہے جس پر آندھی والے دن زور سے ہوا چلی وہ اپنے اعمال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔
وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْئًا[3]	جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال سراب (ریت) کی طرح ہے جو میدان میں ہو۔ جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہاں کچھ نہ پائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :۔

---

[1] راغب اصفہانی الذریعہ الی مکارم الشریعۃ۔

[2] ابراہیم ع ۳۔ [3] نور ع ۵۔

Marfat.com

قلت یارسول الله ابن جدعان کان فی الجاهلیة یصل الرحم ویطعم المسکین فهل ذالک نافعه[1]

میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ ابن جدعان جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا اور مسکین کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ چیزیں اس کو نفع دیں گی؟

رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

لا ینفعه انه لم یقل یوما رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین[2]

اس کو نفع نہ دیں گی کیوں کہ کسی دن اس نے نہیں کہا اے میرے رب قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے۔

شرک سے متعلق آیتیں اور حدیثیں

شرک سے متعلق قرآن حکیم میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ[3]

بیشک اللہ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوا جس کو چاہے بخشتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔[4]

جو لوگ ایمان لاتے اور انہوں نے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کی آمیزش نہیں کی انہیں لوگوں کے لئے امن واطمینان ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

"ظلم" سے مراد اس جگہ شرک ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے:۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ[5]

یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔

---

[1][2] مسلم باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لاینفعه عمل [3] النساء ع ۱۸ [4] الانعام ع ۹ [5] لقمان ع ۲۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ شرک کو اس طرح قریب الفہم بنایا۔

ان من اشرك بالله	اس شخص کی مثال جس نے اللہ کے
كمثل رجل اشترى	ساتھ شرک کیا ایسی ہے جیسے کسی
عبدًا من خالص	نے اپنے خالص مال (سونے چاندی)
مالہٖ بذهب او ورق	سے غلام خریدا اور اس کو بتا دیا کہ یہ
فقال هٰذه داری	میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے۔ کام کرو
وهذا عملی فاعمل	اور اس سے نفع مجھے پہنچاؤ۔ غلام
وادِّ الیّ فکان یعمل	کام تو کرتا ہے لیکن نفع اپنے آقا کے
ويؤدی الیٰ غیر	علاوہ کسی اور کو پہنچاتا ہے تم میں
سیده فایکم یرضی	سے کون ایسے غلام کو پسند کرسکتا
ان یکون عبده کذالک[1]	ہے؟ (اللہ کو نفع پہنچانے کا کوئی
	سوال نہیں یہ محض سمجھانے
	کی ایک تعبیر ہے)۔

شرک کی وجہ سے رشتہ کی نورانی خاصیت سلب ہو جانے کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے:۔

ان الله تعالیٰ لیغفر	اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بخشش اس
لعبد مالم یقع الحجاب	وقت کرتا ہے جب تک حجاب نہ
قالوا یا رسول	واقع ہو۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا
الله وما الحجاب	کہ حجاب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا شرک

---

[1] ترمذی ابواب الامثال باب ما جاء مثل الصلوٰۃ والصیام والصدقۃ۔

Marfat.com

قال ان تموت نفس وھی مشرکة۔[1] کی حالت میں کسی کی موت ہو جائے۔

رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا:۔

ای الذنب اعظم عنداللہِ — کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:۔

ان تجعل اللہ ندًا وھو خلقك[2] — اللہ کا مقابل تو کسی کو ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا۔

شرک کی بہت سی قسمیں قرآن میں موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معنویت حاصل کر کے مزید تفصیل بیان فرمائی اور ان راہوں کی نشاندہی کی جن سے شرک داخل ہو کر عقیدہ و بنیاد میں فساد پیدا کرتا اور رشتہ کی نورانی خاصیت سلب کرتا ہے۔

شرکِ خفی کا تعلق فسادِ نیت سے ہے

بعض حدیثوں میں ایک اور شرک کا ذکر ملتا ہے جس کا نام شرکِ خفی یا معنوی شرک ہے۔ اس میں حُسنِ عمل سے اللہ کی رضا و خوشنودی نہیں مقصود ہوتی کہ ریا و نمود، طلبِ شہرت و جاہ اور غیر کی محبت و عداوت مقصود ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد قرآنِ حکیم کی یہ آیت ہے:۔

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ[3] — کیا آپؐ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔

یہ شرک فساد عقیدہ سے نہیں بلکہ فسادِ نیت سے پیدا ہوتا اور اسی عمل کو باطل

---

[1] مشکوٰۃ باب الاستغفار و توبہ۔ [2] مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات لایشرک بہ شیئاً الخ۔ [3] جاثیہ ع ۳۔

Marfat.com

کرتا ہے جس میں یہ شرک پایا جاتا ہے۔ فسادِ نیت نورانی رشتہ کے قیام میں مانع نہیں ہے جب کہ فسادِ عقیدہ نورانی رشتہ کے قیام میں مانع ہے۔ خاکی و مادی اثرات کے غلبہ کی وجہ سے طرح طرح کی مادی خواہشات جنم لیتی ہیں جن کی بحیثیت مجموعی دو بڑی قسمیں ہیں:-

(۱) خواہشِ لذت و شہوت اور (۲) خواہشِ جاہ و ریاست۔

خواہشات (جس قسم کی بھی ہوں) تکمیل میں چونکہ رضاءِ الٰہی نظروں سے اوجھل ہو جاتی اور دوسری چیزیں مقصود بن جاتی ہیں۔ اس لئے مذکورہ آیت میں خواہش کو معبود بنانے سے تعبیر کیا گیا اور رسول اللہ نے اس کو قریب الفہم بنانے کے لئے شرک اصغر یا شرک خفی کا نام دیا جیسا کہ ان کی تعریف سے ظاہر ہے۔

شرک خفی سے متعلق حدیثیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

الشرك الخفي ان يعمل الرّجل لمكان الرّجل [1]	شرک خفی یہ ہے کہ انسان کوئی کام دوسرے کی وجہ سے کرے۔
ان اخوف ما اخاف علیٰ امتی الشرك الاصغر قالوا وما الشرك الاصغر یا رسول الله قال الرياء يقول الله عزوجل لهم يوم القيمة اذا جزى الناس باعمالهم اذهبوا	مجھ کو سب سے زیادہ جس کا تم پر خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہؓ نے سوال کیا شرک اصغر کیا ہے۔؟ فرمایا "ریا" قیامت کے دن جب لوگوں کو اپنے اپنے عمل کا بدلہ مل رہا ہوگا اللہ ریاکار لوگوں سے کہے گا کہ تمہارے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ان کے پاس جاؤ جن

[1] مستدرک حاکم ج ۴ کتاب الرقاق

Marfat.com

اِلی الـذین کنتم تراؤون	کے دکھانے کے لئے یہ کام کرتے تھے
فی الـدنیا فانظروا هـل	دیکھو کہ ان کے پاس بدلہ دینے کے
تجدون عندهم جزاءً[۱]	لئے کچھ ہے؟
خرج علینا رسول الله	ایک مرتبہ ہم لوگ دجال سے متعلق
صلی الله علیه وسلم ونحن	باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہؐ تشریف
نتذاکر المسیح الدجال فقال	لائے اور فرمایا کہ میرے نزدیک دجال
الا اخبرکم بما هو اخوف	سے بڑھ کر جو خوفناک ہے کیا میں تم
علیکم عندی من المسیح	کو اس کی خبر نہ دوں۔ ہم سب نے
الدجال قال قلنا بلی فقال	عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا وہ
الشرك الخفی ان یقوم	شرک خفی ہے کہ (مثلاً) کوئی شخص نماز
الرجل یصلی فیزین صلوته	پڑھ رہا ہے تو وہ نماز کو محض اس
لما یری من نظر رجل[۲]	لئے درست کر کے پڑھے کہ کوئی دوسرا
	شخص اس کو دیکھ رہا ہے۔
اتخوف علی امتی الشرك	مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ جس
والشهوة الخفیة قال	کا خوف ہے وہ شرک اور چھپی ہوئی شہوت
قلت یا رسول الله	ہے۔ میں نے (راوی) کہا یا رسول اللہؐ
اتشرك امتك من بعدك	کیا آپؐ کی امت آپ کے بعد شرک
قال نعم اما انهم	کرنے لگے گی؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں"
لایعبدون شمسا ولا	وہ سورج چاند پتھر اور بت کی پرستش
قمرا ولا حجرًا ولا وثنًا	نہ کرے گی لیکن اعمال دکھانے کیلئے

۱؎ مسند ابن حنبل ج ۵ حدیث محمود بن لبید۔ ۲؎ مشکوٰۃ باب الریاء والسمعۃ

Marfat.com

ولکن یراؤوت باعمالھم وَ | کرے گی۔ چھپی ہوئی شہوت یہ ہے کہ
الشھوۃ الخفیۃ ان یصبح احدھم | مثلاً: کوئی شخص صبح کے وقت روزہ دار
صائماً فتعرض لہٗ شھوۃ | ہوگا پھر اس کو شہوتِ نفس کا تقاضا
فیترك صومہ [1] | ہوگا اور روزہ توڑ دے گا۔

من صلی وھو یرائی فقد اشرك | جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس
ومن صام وھو یرائی فقد | نے شرک کیا جس نے دکھاوے کا روزہ
اشرك ومن تصدق وھو | رکھا اس نے شرک کیا جس نے دکھاوے
یرائی فقد اشرك [2] | کی خیرات کی اس نے شرک کیا۔

یہ اور اس قسم کی جتنی روائتیں ہیں وہ سب فسادِ نیت سے متعلق ہیں نہ کہ فسادِ عقیدہ سے شرک کا اطلاق ان پر مجازاً ہے نہ کہ حقیقۃً۔

نفاق سے محبت کی حس کند ہوجاتی اور کشش مضمحل ہوجاتی ہے

اس رشتہ کی طرف کشش فطری اور اس کی محبت ذاتی ہے جس طرح مقناطیس کی طرف لوہے کی کشش اس رشتہ کی طرف ہے لیکن بسا اوقات خاکی و مادی اخرات کے غلبہ کی وجہ سے قلب میں ایک بیماری پیدا ہوجاتی ہے جس کا اصطلاحی نام "نفاق" ہے۔ اس کی وجہ سے محبت کی حس کند ہوجاتی اور فطرت کی کشش مضمحل ہوجاتی ہے۔ جس طرح مخدرات (سست کرنے والی چیزیں) کے استعمال سے اعضاء کی حس ماؤف ہوجاتی ہے اور گرمی وسردی کا احساس باقی نہیں رہتا اسی طرح نفاق سے اس رشتہ کی حسِ نورانیت ماؤف ہوجاتی اور محبت کی کشش باقی نہیں رہتی۔

---

[1] مسند ابن حنبل ج ۴ حدیث شداد بن اوس۔ [2] مستدرک حاکم ج ۴ کتاب الرقاق۔

Marfat.com

نفاق کا تعلق قلب سے ہے

"نفاق" کا اصل تعلق قلب سے ہے جس کے بارے میں ہے:-

مثل نورہ فی قلب المؤمن کمشکوٰۃ فیہا مصباح [۱]	قلب مومن میں اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ طاق میں چراغ رکھا ہو۔

لیکن قلب چونکہ روح کا محافظ ہے اس لئے روح و عقل دونوں کی نورانی حقیقت نفاق سے متاثر ہوتی اور بعض صورتوں میں بالکلیہ ختم ہو جاتی ہے۔

نفاق سے متعلق آیتیں

قرآن حکیم میں ہے:-

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ [۲] ○	ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر اعمال کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے۔
وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ فَہُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ [۳] ○	ہم ان کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں پھر وہ نہیں سنتے ہیں۔

امام غزالی نے "رین" اور "طبع" کی یہ تفسیر کی ہے:-

واما الاٰثار المذمومة فانها مثل دخان مظلم یتصاعد الی مراٰة القلب ولا یزال یتراکم علیه مرة بعد اخریٰ الی ان یسود ویظلم ویصیر بالکلیة محجوبًا عن اللہ تعالیٰ وهو الطبع والرین [۴]	آثار مذمومہ مثل تاریک دھویں کے ہیں جو آئینۂ دل کی طرف چڑھتے اور تہ بتہ جمتے ہیں یہاں تک کہ آئینۂ دل تاریک ہو کر اللہ تعالیٰ سے بالکلیہ محجوب ہو جاتا ہے اسی کو قرآن حکیم نے رین اور طبع سے تعبیر کیا ہے۔

---

[۱] شیخ احمد سرہندی مکتوب جلد دص ۱۱۴۔ [۲] تطفیف ع ۱۔ [۳] اعراف ع ۱۲ [۴] امام غزالی۔ احیاء علوم الدین بیان جامع اوصاف القلب۔

Marfat.com

نفاق سے متعلق چند حدیثیں

"نفاق" پوشیدہ بیماری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی آیتوں سے معنویت حاصل کر کے اس کی علامتیں بیان فرمائیں اور شاخوں کی نشاندہی کی مثلاً :-

تجدون شر الناس یوم القیٰمۃ ذوالوجہین الذی یأتی ھٰؤلاء بوجہ وھٰؤلاء بوجہ[1]	قیامت کے دن بدترین شخص اس کو پاؤ گے جو دو رُخا ہو، اِن کے پاس آئے تو اِن کی سی باتیں کرے اور اُن کے پاس جائے تو اُن کی سی باتیں کرے۔
من مات ولم یغزو ولم یحدث بہ نفسہ مات علیٰ شعبۃ من النفاق[2]	جو شخص مرگیا اور اس نے اللہ کی راہ میں نہ کبھی جنگ کی اور نہ کبھی دل میں اس کا خیال گزرا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا۔
ان المنافق اذا مرض ثم عوفی کان کالبعیر عقلہ اھلہ ثم ارسلہ فلم یدر لم عقلہ ولم ارسلہ[3]	منافق جب بیمار ہو کر تندرست ہوجاتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی ہوتی ہے جس کو اس کے مالک نے باندھا اور پھر کھول دیا مگر وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ کیوں اس کو باندھا گیا اور پھر کھول دیا گیا۔
آیۃ المنافق ثلث اذا	منافق کی تین علامتیں ہیں (۱) جب

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم۔ [2] مسلم و مشکوٰۃ کتاب الجہاد۔
[3] ابوداؤد و مشکوٰۃ۔ باب، عیادت المریض وثواب المرض۔

Marfat.com

حدث کذب و اذا	وہ بات کرتا تو جھوٹ بولتا (۲) جب
وعد اخلف و اذا	وعدہ کرتا تو اس کے خلاف کرتا اور
اؤتمن خان[۱]	(۳) جب امانت رکھی جاتی تو خیانت کرتا ہے۔
اربع من کن فیہ کان	جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ
منافقا خالصا ومن	خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی
کانت فیہ خصلة	ایک ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک
من ھن کانت فیہ	خصلت پائی جائے گی یہاں تک
خصلة من النفاق	کہ اس کو چھوڑ دے وہ یہ ہیں (۱)
حتی یدعھا اذا اؤتمن	جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے
خان واذا حدث کذب	(۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے
واذا عاھد غدر واذا	(۳) جب عہد کرے تو بیوفائی کرے
خاصم فجر[۲]	(۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔
خصلتان لا تجتمعان	دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتی
فی منافق حسن سمت ولا	ہیں (۱) اچھی عادت اور (۲) دین
فقه فی الدین[۳]	کی سمجھ۔
تلك صلوۃ المنافق یجلس	یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ آفتاب
یرقب الشمس حتی اذا	کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب
اصفرت وکانت بین	وہ زرد ہو کر شیطان کی دو سینگوں کے

[۱، ۲] بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق۔ [۳] ترمذی و مشکوٰۃ کتاب العلم۔

Marfat.com

قرفی الشیطان فنقرا ربعا لا یذکر اللہ فیہا الا قلیلاً[1] | درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو کر چار چونچیں مار لیتا ہے اور اس میں اللہ کی یاد بہت کم ہوتی ہے۔

نفاق کا اعلیٰ درجہ کفر سے بدتر ہے

نفاق کے بے شمار درجے اور مرتبے ہیں لیکن بدترین درجہ عقیدہ میں نفاق کا ہے جو کفر اور شرک سے بھی بدتر ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ[2]

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ صرف اپنے کو دھوکہ دے رہے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ اللہ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا۔ ان کیلئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے۔

کفر اور شرک کی وجہ سے نورانی صلاحیتیں اتنی زیادہ بیکار نہیں ہوتیں جتنی نفاق کے اس درجہ میں ہوتی ہیں اور شر و فساد کا مظاہرہ اس قدر نہیں ہوتا جس قدر اس میں ہوتا ہے، اسی بنا پر قرآن حکیم میں ہے:-

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ | بے شک منافقین آگ کے نچلے

---

[1] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر۔ [2] البقرہ ع ۲۔

Marfat.com

الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ[1] درجہ میں ہوں گے۔

اس درجہ کے منافق کا پتہ لگانا بے حد مشکل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعورِ نبوت کے ذریعہ ان کی نشاندہی کی اور بعض کے نام بھی بتلائے اور بعض کے لئے فرمایا:۔

لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ[2] — وہ جنت میں نہ داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو۔

نفاق کا ادنیٰ درجہ فسق کے مساوی ہے

نفاق کا ادنیٰ درجہ ظاہری اعمال کے اعتبار سے فسق کے مساوی ہے جس کی بنا پر قرآن حکیم میں ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[3] — بے شک منافقین ہی فاسق ہیں۔

حضرت حذیفہؓ سے ایک اعرابی نے سوال کیا:۔

فما بال هؤلاء الذین ینقرون بیوتنا ویسرقون اعلاقنا۔ — ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے اور ہمارے نفیس مال کی چوری کرتے ہیں۔

جواب میں فرمایا:۔

اولئك الفساق[4] — یہ لوگ فاسق ہیں۔

---

[1] النساء ع ۲۱۔ [2] مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [3] التوبہ ع ۸۔ [4] بخاری کتاب التفسیر سورۃ توبہ۔

Marfat.com

فسق کا تعلق نفس امارہ سے ہے

فسق کا اصل تعلق نفسِ امّارہ سے ہے جس پر شیطان کا عمل دخل ہوتا ہے:۔

وَاما النفس الامارۃ فجعل الشیطان قرینہا۔ — نفس امارہ کا ہم نشین شیطان کو بنایا گیا ہے۔

لیکن بعض صورتوں میں دونوں کے اعمال کا مظاہرہ یکساں ہوتا ہے اور یہ پتہ لگانا دشوار ہوتا ہے کہ اس کا تعلق قلب کی بیماری سے ہے یا نفس امارہ سے ہے اس لئے نفاق کی تعبیر فسق سے کر دی جاتی ہے۔ نفاق سے جو عمل سرزد ہوتے ہیں ہماری زبان میں ان کی تعبیر فسادِ باطن ہے اور ”فسق“ سے جو ہوتے ہیں ان کی تعبیر فسادِ ظاہر سے زیادہ سمجھ میں آنے والی ہے۔

نفاق کے اسباب

شاہ ولی اللہؒ نے نفاق علی و نفاق اخلاقی کی جو تشریح کی ہے اس سے اسباب نفاق پر روشنی پڑتی ہے مثلاً:۔

(۱) ایمان کا ضعف یعنی قوت و مضبوطی کے ساتھ ایمان ذہن میں قرار نہ پکڑے۔

(۲) رسالت کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات اگرچہ بالکلیہ انکار کے درجہ تک نہ پہنچیں۔

(۳) قلب پر دنیائے دنی کی لذت و ہوس کا شدید غلبہ کہ اس میں اللہ و رسول کی محبت کے لئے جگہ نہ رہ جائے۔

(۴) قلب پر حرص، حسد، کینہ وغیرہ کا حملہ کہ مناجات کی حلاوت اور عبادت کی برکات ختم ہو جائیں۔

(۵) دنیوی امور کی طرف اتنی زیادہ مشغولیت کہ اخروی امور کی طرف اہتمام کی فرصت نہ رہے۔

Marfat.com

(۶) خاندان وقبیلہ اور اعزا واقربا کی محبت کا غلبہ کہ احکام خداوندی کی پرواہ نہ رہے۔[1]

اصل سبب اصل سبب پہلا ہے اور بقیہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ نفاق میں جس درجہ کا ضعف ہوتا ہے فسق میں اس درجہ کا نہیں ہوتا۔ کبھی فسق ترقی کر کے نفاق کے درجہ تک پہنچتا ہے جس طرح نفاق کا ادنیٰ درجہ فسق کے مساوی ہوتا ہے اس طرح ہر منافق فاسق ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر فاسق منافق بھی ہو۔

طہارت وپاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں طہارت وپاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً: جسم ولباس کو گندگی ومیل سے پاک وصاف رکھنا۔ قلب ودماغ کو ہر قسم کی آلودگیوں اور آلائشوں سے دور رکھنا، نفس وشرمگاہ کو کثافتوں وغلط کاریوں سے محفوظ رکھنا۔ زبان، آنکھ، کان وغیرہ کو غلط استعمال سے بچانا وغیرہ جیسا کہ ان آیتوں سے ثبوت ملتا ہے:۔

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا[2]	اگر تم جُنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ[3]	اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[4]	گندگی سے دُور رہو۔
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ[5]	بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔
لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ[6]	اللہ کو نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن دل کا تقویٰ پہنچتا ہے۔

---

[1] ولی اللہ۔ الفوز الکبیر [2] المائدہ ع ۲۔ [3،4] المدثر ع ۱۔ [5] البقرہ ع ۲۷ [6] الحج ع ۵۔

Marfat.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ [1]

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کی اللہ نے تقویٰ کے لئے آزمائش کی۔

بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ [2]

بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ [3]

اور اللہ ان لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو سوچتے نہیں ہیں۔

أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ [4]

اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا [5]

اس شخص نے فلاح پائی جس نے نفس کی صفائی حاصل کی۔

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي [6]

بیشک نفس برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جو میرا رب رحم کردے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ [7]

اے پیغمبرؐ! آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ [8]

اے پیغمبرؐ! آپ مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

---

[1] الحجرات ع ١۔ [2] التطفیف ع ١۔ [3] یونس ع ١٠۔ [4] البقرہ ع ٢١۔ [5] الشمس ع ١۔ [6] یوسف ع ١١۔ [7، 8] النور ع ٤۔

Marfat.com

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا [1]	بیشک کان، آنکھ اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی۔
اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ [2]	اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو نرم و دلکش لہجہ میں بات نہ کرو۔
اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ [3]	بیشک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے۔

طہارت و پاکی سے متعلق زندگی کے ہر شعبے میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

عبادت وطاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۳) عبادت وطاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً:۔

عبادت وطاعت کے ذریعہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ تعظیم کرنا۔ چہرہ اور دل اس کے سپرد کرنا۔ خالص اسی کی عبادت وطاعت کو اپنے اوپر فرض سمجھنا۔ شعائر (خاص اللہ کی یادگار) کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنا۔ عبادت و استعانت میں غیر کی شرکت حرام سمجھنا اور اسی کو نفع و ضرر کا مالک و مختار سمجھنا وغیرہ جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ [4]	اور تیرے رب نے حکم دیا کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ [5]	سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔

---

[1] بنی اسرائیل ع ۴۔ [2] الاحزاب ع ۴۔ [3] النور ع ۲۔ [4] بنی اسرائیل ع ۳
[5] العلق ع ۱۔

Marfat.com

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ؎۱

آپ کہہ دیجئے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ عبادت خالص اسی کے لئے کروں۔

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔ ؎۲

اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؎۳

حکم صرف اللہ کا ہے۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ؎۴

جو شخص اللہ کے "شعائر" کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؎۵

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؎۶

اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ؎۷

بیشک اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو نہیں بخشتا اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دیتا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ بڑی دور کی

؎۱ الزمر ع ۲۔ ؎۲ النساء ع ۶۔ ؎۳ الانعام ع ۶۔ ؎۴ الحج ع ۴۔ ؎۵ الانعام ع ۱۹۔
؎۶ الفاتحہ ع ۱۔ ؎۷ النساء ع ۱۸۔

Marfat.com

گمراہی میں جا پڑا۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا	اور اگر تجھ کو کوئی سختی پہنچے تو اللہ
كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ	کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا
یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ	نہیں اور اگر تجھ کو کوئی بھلائی پہنچے
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ [له]	تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عبادت وطاعت سے متعلق زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

نیکی و بدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۴) نیکی و بدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً: اصل نیکی دل کی پاکی وعمل کی سچائی ہے جس کے لئے محض ضابطہ کی خانہ پری کافی نہیں بلکہ اللہ سے مستقل ربط وتعلق ضروری ہے نیکی زندگی کے کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں بلکہ اس کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں سے ہے۔ کمال نیکی حاصل کرنے کے لئے اپنی پسندیدہ چیزوں کی قربانی لازمی ہے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے وغیرہ۔ جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے:۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ	نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ مشرق
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ	کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی
الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	یہ ہے کہ جو اللہ، آخرت کے دن،
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ	فرشتوں آسمانی کتابوں اور تمام نبیوں
وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی	پر ایمان لائے۔ اللہ کی محبت میں
وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ	اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں،

[له] الانعام ع ۲۔

Marfat.com

وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَہْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○[1]

مسافروں، سائلوں اور گردن چھڑانے میں دے۔ نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے۔ جب عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں، سختی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوں یہی لوگ سچے اور یہی لوگ متقی ہیں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○[2]

کمال نیکی ہرگز نہیں حاصل کر سکتے ہو یہاں تک کہ اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی[3]

نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

"نیکی" کے مقابل بدی ہے۔ قرآنِ حکیم میں اس کا استعمال بھی کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں کو شامل ہے۔

وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ[4] کھلے اور چھپے سارے گناہ چھوڑ دو۔

نیکی و بدی سے متعلق زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

پاکیزہ و گندی چیزوں سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۵) پاکیزہ و گندی چیزوں سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً:۔

پاکیزہ اور گندی چیزیں برابر نہیں ہیں۔ ایک دوسرے سے بدلنے کی اجازت

---

[1] البقرہ ع ۲۲۔ [2] آل عمران ع ۱۰۔ [3] المائدہ ع ۱۔ [4] الانعام ع ۱۴۔

Marfat.com

نہیں، گفتگو، تعلقات، روزی، زندگی اور اولاد وغیرہ ہر ایک میں پاکیزگی کو اختیار کرنا اور گندگی سے دور رہنا چاہئے۔ وغیرہ۔ درج ذیل آیتوں سے ثبوت ملتا ہے:۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ۔[۱]	آپ کہہ دیجئے کہ طیب (پاکیزہ) اور خبیث (گندی) برابر نہیں ہیں اگرچہ خبیث کی کثرت تجھ کو اچھی لگے۔
وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ۔[۲]	اور خبیث کو طیب سے نہ بدلو۔
وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ۔[۳]	وہ پاکیزہ بات کی ہدایت دیئے گئے ہیں۔
اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ۔[۴]	اللہ کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتے ہیں۔
اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ۔[۵]	گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہیں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔
كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا۔[۶]	زمین کی چیزوں میں سے حلال طیب کھاؤ۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ	جس مرد یا عورت نے عمل صالح کئے

---

[۱] المائدہ ع ۱۳۔ [۲] النساء ع ۱۔ [۳] الحج ع ۳۔ [۴] الفاطر ع ۲۔ [۵] النور ع ۳۔
[۶] البقرہ ع ۲۳۔

Marfat.com

اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً [1]

اور وہ مومن ہے تو ہم اس کو حیات طیبہ (پاکیزہ زندگی) عطا کریں گے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً [2]

اے میرے پروردگار اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

پاکیزگی اور گندگی سے متعلق زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں جن سے دین کی بنیادوں کا ثبوت ملتا ہے۔

قرآن حکیم میں اس حد تک ان کی تشریح بھی موجود ہے کہ دونوں کی روشنی میں تربیت کی عمارت تیار ہو سکے اور اخذ و استنباط کا سلسلہ جاری رہے شعور نبوت نے "بنیاد و تشریح" دونوں کی معنوی دلالت سے جوہر انسانیت کی تربیت کا پروگرام مرتب کیا اور اس کی عمارت تیار کی جس کی تفصیل حدیث کے مختلف ابواب میں مذکور ہے۔

تربیت کا اثر کس قسم کے خواص واثرات میں ظاہر ہوتا ہے

رہی یہ بات کہ تربیت کا اثر نفسی قوتوں کے کس قسم کے خواص واثرات میں ظاہر ہوتا ہے اس کے سمجھنے کے لئے خواص واثرات کو بحیثیت مجموعی دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:-

(۱) جبلی اور۔

(۲) غیر جبلی۔

جبلی وہ ہیں جن کا تعلق نفسیاتی بنیادوں کے خواص سے ہے۔ یہ انسان کی

---

[1] النحل ع ۱۳ - [2] آل عمران ع ۴ -

Marfat.com

سرشت اور خمیر میں داخل ہیں اور ان میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ تربیت کے ذریعہ ان کے استعمال کا رخ پھیرا جاتا اور ان کے مضر اثرات کو دور کیا جاتا ہے۔ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غیر جبلّی وہ ہیں جن کا تعلق نیکی و بدی کے تاروں کو غذا و قوت پہنچانے سے ہے۔ جس قسم کی اور جتنی غذا و قوت پہنچے گی اسی کے لحاظ سے ان کا صدور ہوگا۔ یہ بڑی حد تک انسان کے اختیار میں ہیں۔ تربیت کے ذریعہ ان ہی تبدیلی کی جاتی اور برائیوں کی جگہ اچھائیوں کی عادت ڈالی جاتی ہے اور بہت سے ایسے طریقوں کی مشق کرائی جاتی ہے کہ جن سے مستقل طور پر نیکی کے تار میں ابھار اور بدی کے تار میں دباؤ ہوتا رہتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ تربیت کا جو پروگرام اس وقت زیر بحث ہے اس کے ذریعہ نفسیاتی بنیادوں کی دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ان میں نکھار اور بانکپن پیدا ہوتا ہے کیونکہ قدرتی انتظام کے مطابق کسی قوت اور تار کو بھی اس انداز میں ابھارنے اور دبانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ دوسری قوتوں اور تاروں کی مطلوبہ کارکردگی متاثر ہو۔ ورنہ نظام عالم میں خلل پیدا ہوگا اور قدرت کے منشار کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس پروگرام میں تمام ان طریقوں کی سختی کے ساتھ ممانعت ہے جس میں دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی پر اثر پڑے مثلاً: کسی عضو کو کاٹ دینا، شل کر دینا اور ایسی ناقابل برداشت تکلیف پہنچانا اور اٹھانا کہ جس سے کوئی قوت یا عضو بیکار ہو جائے یا غذا و قوت میں ایسی کمی کہ اس قوت کی دوسری کارکردگی میں فرق آئے کیونکہ بدی کے تار کا تعلق جس قوت سے ہے اس سے نکلنے والے بہت سے تار ہیں جن کے سپرد

Marfat.com

دوسرے بہت سے کام ہیں اور غذا و قوت میں کمی سے وہ لازمی طور پر متاثر ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی میں فرق آتا ہے۔

نیکی و بدی کا دائرۂ کار

پھر نیکی و بدی کا دائرۂ کار بھی زندگی کے کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں سے ہے چنانچہ اس پروگرام میں نیکی و بدی سے متعلق جس قدر تصریحات و اشارات ہیں ان کے لحاظ سے درج ذیل قسم کے کام نیکی میں شمار ہوں گے۔

(۱) ہر وہ کام جو اللہ سے تعلق پیدا کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔

(۲) ہر وہ کام جس سے نیکی کے تار کو غذا و قوت پہنچے۔

(۳) ہر وہ جو زندگی میں اطاعت و انقیاد کی حالت پیدا کرے۔

(۴) ہر وہ جس سے مدنیت کو فروغ ہو اور نظم و انتظام برقرار رہے۔

(۵) ہر وہ جس کی دنیا یا آخرت میں اس کی جزا ملے۔

نیکی کے مقابل بدی ہے اس میں یہ کام شامل ہوں گے۔

(۱) ہر وہ کام جس کے ذریعہ شیطان سے تعلق پیدا ہو اور اس کی رضا حاصل کی جائے۔

(۲) ہر وہ جس سے بدی کے تار کو غذا اور قوت پہنچے۔

(۳) ہر وہ جو زندگی میں مخالفت و سرکشی کی حالت پیدا کر دے۔

(۴) ہر وہ جس سے مدنی زندگی میں خلل واقع ہو اور مدنیت پامال ہو۔

(۵) ہر وہ جس سے دنیا یا آخرت میں اس کی سزا ملے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ نیکی میں بہت سے وہ کام شامل ہیں جن کا تعلق

Marfat.com

دوسری قوتوں سے ہے اور بدی میں بہت سے وہ ہیں جن سے دوسری قوتیں متاثر ہوتی ہیں ایسی حالت میں تربیت کے ذریعہ نیکی کے تار کو ابھارنے اور بدی کے تار کو دبانے سے دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی میں فرق پڑنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس سے وہ قوتیں اور تار نمو و بالیدگی حاصل کریں گے اور لازمی طور سے ان کی کارکردگی میں نکھار و بانکپن پیدا ہوگا۔

Marfat.com

نقدِ حدیث

قرآنِ حکیم سے معنویت حاصل کر کے جوہرِ انسانیت کی تربیت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پروگرام مرتب کیا اور حدیث کے مختلف ابواب میں جس کی تفصیل موجود ہے فنی ماہرین نے اس کی صحت کو جانچنے کے لئے متن اور سند دونوں سے متعلق ایک معیار مقرر کیا ہے :-

"متن" اصل حدیث اور "سند" اُس کے پہنچنے کے ذریعہ اور راستہ کو کہتے ہیں "سند" اگرچہ اصل حدیث کا جزء نہیں ہے لیکن چونکہ اولاً حدیث کی صحت کا مدار سند ہی پر ہے، اس بنار پر محدثین کے نزدیک اس کی حیثیت کسی طرح "جزء" سے کم نہیں ہے۔ سند پر گفتگو کو ہم خارجی نقد اور متن پر گفتگو کو داخلی نقد کہیں گے۔

مذکورہ درایت کا زیادہ تعلق چونکہ متن حدیث سے ہے اس بنار پر سر دست اسی کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

داخلی نقدِ حدیث | ابن دقیق العید کہتے ہیں :-

کثیرا ما یحکمون بذالک	بسا اوقات حدیث کے وضعی (جعلی)
ای بالوضع باعتبار امور	ہونے کا حکم ان امور کی وجہ سے
ترجع الی المروی والفاظ	لگاتے ہیں جن کا تعلق مروی (متن

Marfat.com

الحدیث۔[1] | حدیث) اور الفاظ حدیث سے ہے۔

ابن صلاح کہتے ہیں:۔

وقد یفہمون الوضع من قرینة حال الراوی او المروی فقد وضعت احادیث طویلة یشہد بوضعہا رکاکة الفاظہا ومعانیہا۔[2]

کبھی حدیث کی وضعیت (جعلی ہونا) راوی یا مروی (متن) کی حالت سے سمجھی جاتی ہے، چنانچہ بہت سی طویل حدیثوں کے الفاظ و معانی کی رکاکت (سطحیت) خود وضعی ہونے کی شہادت دیتی ہے۔

ابو الحسن علی بن محمد کنانیؒ کہتے ہیں:۔

قرینة فی المروی المخالفة لمقتضی العقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق بہ مایدفعہ الحس والمشاہدة والعادة۔[3]

مروی (متن) میں وضعی ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ وہ مقتضائے عقل کے خلاف اس طرح ہو کہ کوئی تاویل نہ قبول کر سکے، اسی میں وہ بھی شامل ہے جو حس، مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو۔

مقدمہ المغنی میں ہے:۔

لم یقف العلماء عند نقد الحدیث | علماء نے نقدِ حدیث کے معاملہ میں

---

[1] شمس الدین محمد سخاوی۔ فتح المغیث شرح الفیة الحدیث، الموضوع [2] عثمان بن عبد الرحمٰن بن صلاح۔ علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح) النوع الحادی والعشرون۔ معرفة الموضوع

[3] ابو الحسنؒ علی بن محمد کنانی تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة فصل فی حقیقة الموضوع وامارات وحکمہ۔

Marfat.com

من حیث سندہ بل تعدوا الی النظر فی متنہ فقصوا علی کثیر من الاحادیث بالوضع وان کان سندا سالمًا اذا وجدوا فی متونھا عللاً تقضی بعدم قبولھا[1]

صرف سند پر اکتفا نہیں کیا بلکہ متن کی طرف بھی توجہ کی، چنانچہ بہت سی ایسی حدیثوں کے وضعی ہونے کا فیصلہ کیا جن کی سندیں اگرچہ درست تھیں لیکن ان کے "متن" میں خرابیاں پائی جاتی تھیں جن کی بناپر وہ قابلِ قبول نہ تھیں۔

ذیل میں داخلی نقدِ حدیث کی بنیاد قرآن حکیم، سنت نبویؐ اور صحابہؓ کے فرمودات سے ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن حکیم میں داخلی نقد کی بنیاد

قرآن حکیم میں داخلی نقد کی بنیاد یہ آیتیں ہیں:۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ[2]

عمر کا بڑا حصہ میں تمہارے اندر گذار چکا ہوں۔

آیت میں صحت کی ضمانت زندگی کے اس حصہ کے لیے پیش کی گئی ہے جو قبل نبوتؐ ہے تو بعد نبوتؐ کی زندگی اور اس کے فرمودات میں کیونکر ایسا نقص پایا جائے گا جس سے علم وعقل کی خلاف ورزی لازم آئے۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ[3]

جب ان کے پاس امن یا ڈر کی خبر آتی ہے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اگر اس کو رسولؐ اور اولوالامر تک پہنچا دیتے تو جو ان میں ملکہ استنباط رکھنے والے تھے وہ اس کو پوری طرح معلوم کر لیتے۔

---

[1] ابوحفص عمر بن بدر الموصلی الحنفی، المغنی عن الحفظ والکتاب مقدمہ ص ۱۔ [2] یونس رکوع ۲۔ [3] النساء رکوع ۱۱

"الامر" میں ہر بات و شرعی واقعہ شامل ہے:۔

لان الامن والخوف حاصل فی کل ما یتعلق بباب التکلیف[1]	کیونکہ امن اور خوف ہر اس چیز میں موجود ہے جس کا تعلق بابِ تکلیف سے ہے۔

"اولوالامر" سے مراد اہل علم و صاحب فقہ ہیں، اہل العلم والفقہ،[2] جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم و صاحب فقہ حدیث کی داخلی نقد تحقیق اور اس کی صحیح حیثیت متعین کرنے پر مامور ہیں پھر یستنبطونہ کے اضافہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نقد و تحقیق کے زیادہ مستحق وہ اہل علم و صاحبِ فقہ ہیں جو "ملکہ استنباط" رکھتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کی کئی آیتوں میں رسول اللہ ؐ کے کاموں کی تفصیل بیان کی گئی ہے جس میں اہم کام "تعلیم حکمت" ہے۔ اگر آپ کی طرف منسوب الفاظ کے معانی اور مفہوم میں کوئی نقص پایا گیا تو حکمت کی خلاف ورزی ہوگی جو شانِ نبوت کے منافی ہے۔

سنّتِ نبویؐ میں داخلی نقد کی بنیاد

سنّت نبویؐ میں داخلی نقد کی بنیاد یہ حدیثیں ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:۔

اذا سمعتم الحدیث تعرفه قلوبکم وتلین له اشعارکم وابشارکم وترون انه منکم قریب	جب کوئی ایسی حدیث تم سنو جس سے تمہارے دل کو انسیت ہو اور تمہارے بال وکھال اس سے متاثر ہوں اور اپنے سے اس کو قریب سمجھو

---

[1] رازی۔ تفسیر کبیر ج النساء [2] قرطبی۔ نساء رکوع ۱۱۔

Marfat.com

فانا اولاكم به واذا	تو میں اس کا تم سے زیادہ حقدار
سمعتم الحديث عنی	ہوں اور جب کوئی ایسی حدیث تم
تنكره قلوبكم وتنفر	سنو جس کو تمہارے دل قبول
منه اشعاركم وابشاركم	نہ کریں اور تمہارے بال وکھال
وترون انه منكم بعيدٌ	اس سے متوحش ہوں اور اپنے سے
فانا ابعدكم منه [1]	اس کو دور سمجھو تو میں تمہاری نسبت
	اس سے دور ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

ماحدثتم عن ما تنكرونه	تم سے ایسی حدیث بیان کی جائے
فلا تاخذوا به فانی لا	جس سے تمہارا دل نکیر کرے تو اس
اقول المنكر ولست من	کو مت قبول کرو کیونکہ میں نہ منکر کہتا
اهله [2]	ہوں اور نہ اس کا اہل ہوں۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ روایتوں میں حدیث کی شناخت سے متعلق رسول اللہؐ نے جو کچھ فرمایا اس کا تعلق متنِ حدیث یا داخلی نقدِ حدیث سے ہے جس کے لئے خاص مناسبت اور فنی ذوق کی ضرورت ہے۔

اوپر کہا گیا ہے کہ حدیث کا سرچشمہ شعورِ نبوت ہے جس کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا فہم وتدبر ضروری ہے۔ اسی بنا پر متعدد روایتوں میں فقہ وتفقہ (فہم و تدبر) سے کام لینے کا خاص طور سے ذکر ہے۔ اگر رسول اللہؐ کی طرف منسوب الفاظ معانی اور مفہوم میں کوئی نقص پایا جائے تو اس سے شعورِ نبوت مجروح ہوگا اور نبوت

---

[1] مسند احمد حدیث ابی اسید الساعدی [2] ابوالحسن علی بن محمد کنانی۔ تنزیہ الشریعہ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ۔ فصل فی حقیقۃ الموضوع۔

Marfat.com

کی ضمانت ختم ہو جائے گی۔

صحابہؓ کے فرمودات میں داخلی نقد کی بنیاد

صحابہؓ کے فرمودات میں داخلی نقد کی بنیاد حسبِ ذیل روایتیں ہیں (۱) حضرت ابوہریرہؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے جب یہ حدیث بیان کی کہ:-

الوضوء مما مست النار ولو من ثور اقط[۱]	جس چیز کو آگ چھوئے اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ پنیر کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

تو ابن عباسؓ نے فرمایا:-

انتوضأ من الدھن انتوضأ من الحمیم[۲]	کیا ہم چکناہٹ اور گرم پانی کے استعمال سے بھی وضو کریں۔

یہاں وضو سے مراد کلی کرنا ہے۔ یہ محل متعین کرنے کی ضرورت اسی بنا پر پیش آئی کہ حدیث کا ظاہری پہلو "درایت" کے خلاف تھا۔

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ نوحہ کرنے سے مُردہ پر عذاب ہوتا ہے، تو انہوں نے فرمایا:-

حسبکم القرآنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[۳]	قرآن کافی ہے جس میں مذکور ہے کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اس حدیث میں عذاب کو اس صورت پر محمول کیا گیا ہے جس میں مردہ نوحہ کرنے کا سبب بنے یعنی رونے کی وصیت کر جائے یا کسی کو مقرر کر جائے اس کے

---

[۱]، [۲] ابن ماجہ و ترمذی حدیث الوضوء مما غیرت النار۔ [۳] مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت۔

Marfat.com

بغیر قرآن سے ربط نہیں قائم ہو سکتا۔

محمود بن ربیع صحابیؓ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی :۔

فان اللہ قد حرم علی النار	جس شخص نے خالص اللہ کی رضا
من قال لا الٰہ الا اللہ یبتغی	کے لئے "لا الٰہ الا اللہ" کہا اللہ نے
بذالک وجہ اللہ [1]	اس پر آگ حرام کر دی۔

حضرت ابوایوبؓ انصاری نے سن کر فرمایا :۔

واللہ ما اظن رسول اللہ	خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ جو تم نے
قال ما قلت قط [2]	کہا رسول اللہ نے کبھی نہ فرمایا ہوگا۔

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے چونکہ عمل کی اہمیت گھٹتی ہے جو درایت کے خلاف ہے اس بنا پر ابتدائی مرحلہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کو اس کے قبول کرنے میں تامل ہوا لیکن حدیث کا محل متعین ہونے کے بعد تامل کی گنجائش نہیں رہتی، وہ یہ کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تقاضے پر عمل بھی کیا ہو جو خالص رضائے الٰہی کیلئے کہنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

محدثین نے داخلی نقد حدیث سے دریغ نہیں کیا

قرآن و حدیث اور صحابہؓ کے فرمودات میں چونکہ یہ بنیادیں موجود تھیں اس بنا پر محدثین نے حدیث کی تحقیق میں داخلی نقد سے کام لینے میں دریغ نہیں کیا جیسا کہ درج ذیل تصریحات سے ثابت ہوتا ہے۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں :۔

رأیت فی الجاهلیة قردا	میں نے زمانہ جاہلیت میں بندر کو
اجتمع علیہا قردۃ قد	دیکھا جس نے زنا کیا تھا اس پر بندر

[1، 2] بخاری ج ۱ باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ

Marfat.com

زنت فرجموها فرجمتها	نے جمع ہو کر اس کو سنگسار کیا چنانچہ
معهم[1]	میں نے بھی ان کے ساتھ سنگسار کیا۔

حافظ ابن عبد البر (مشہور محدث) نے اس واقعہ پر نکیر کرتے ہوئے کہا ہے۔

فیما اضافة الزنا الی غیر	اس میں غیر مکلف کی طرف زنا کی
مکلّف واقامة الحد علی	نسبت ہے اور جانوروں پر حد (سزا)
البهائم وهذا منکر	قائم کرنا ہے، جو اہل علم کے نزدیک
عند اهل العلم[2]	ناقابل قبول ہے۔

ایک روایت میں ہے:۔

خلق الله آدم وطوله ستون	اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو
ذراعا[3]	ان کا قد ساٹھ ذراع تھا۔

حافظ ابن حجر نے اس کی شرح میں لکھا ہے:۔

ویشکل علی هذا ما یوجد	اس میں یہ اشکال ہے کہ قدیم قوموں
الآن من آثار الامم السالفة	کے جو آثار پائے جاتے ہیں مثلاً:
کدیار ثمود فان مساکنهم	قوم ثمود کی بستیاں، ان کے مسکنوں
تدل علی ان قاماتهم لم	سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے قد حد
تکن مفرطة الطول علی حسب	سے زیادہ بڑے نہ تھے جیسا کہ ترتیب
مایقتضیه الترتیب السابق[4]	سابق سے ظاہر ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے:۔

---

[1] بخاری ج ٢ کتاب بنیان الکعبہ باب القسامۃ فی الجاہلیہ۔ [2] ابن حجر۔ فتح الباری ج ٧ باب القسامۃ فی الجاہلیۃ۔ [3] بخاری ج ٢ کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ۔ [4] ابن حجر فتح الباری۔ بدء الخلق۔

Marfat.com

من عشق فعف فمات فهو شہید[1] — جس شخص نے عشق کیا اور پاک دامن رہا وہ مرگیا تو شہید ہوا۔

دوسری جگہ ہے :۔

من عشق وکتم وعف وصبر غفر اللہ لہ وادخلہ الجنۃ[2] — جس شخص نے عشق کیا اور اس کو چھپایا اور پاک دامن رہا اور صبر کیا تو اللہ اس کی مغفرت کرے گا اور جنت میں اس کو داخل کرے گا۔

حافظ ابن قیمؒ اس کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :۔

فلو کان اسناد ھذا الحدیث کالشمس کان غلطا وھما[3] — اگر اس حدیث کی سند آفتاب کی طرح بھی ہوتی تو بھی یہ غلط اور وہم ہوگی۔

محدثین کی زیادہ توجہ جمع حدیث وخارجی نقدِ حدیث پر تھی اس میں شک نہیں کہ محدثین حدیث کی تحقیق میں سند کے علاوہ الفاظ ومعانی اور مفہوم پر بھی نقد کرتے تھے لیکن انہوں نے جمع حدیث اور خارجی نقد وتحقیق میں جس قدر شاندار کارنامے انجام دیئے داخلی نقد وتحقیق میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ "گولڈزیہر جیسے مستشرق نے بھی ان کے کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے :۔

"حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے محدثینؒ نے اسلامی دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارہ، اندلس سے وسط ایشیا تک، شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا پیدل سفر کیا تاکہ دوسروں تک منتقل کرسکیں، اس زمانہ میں حدیث

[1,2,3] ابن قیم زاد المعاد ج ۲ ذکر حدیث من عشق الخ۔

Marfat.com

جمع کرنے کی اس سے زیادہ معتبر اور قابل اعتماد صورت نہ تھی، رحال (بہت سفر کرنے والے) اور جوال (بہت سیر وسیاحت کرنے والے) کے قابل فخر القاب دراصل ان اونچے درجہ کے لوگوں سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ راہِ علم کے مسافروں کے لئے طواف الاقالیم (ملکوں کا طواف کرنے والے) نہ کسی استعارہ پر مبنی ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا مبالغہ ہے۔ ان لوگوں نے تمام ملکوں کا سفر محض سیر وسیاحت یا تجربہ حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کا مقصد صرف حدیث کے جاننے والوں سے ملنا اور ان سے حدیثیں حاصل کرنا تھا۔ حدیث کی طلب وجستجو میں ان کی مثال اس چڑیا کی سی تھی جو ہر درخت (اسکی ہر شاخ) پر اسکی پتیوں سے غذا حاصل کرنے اور لطف اندوز ہونے کے لئے بیٹھتی ہے۔[۱]

ڈاکٹر اسپرنگر نے الاصابہ کے مقدمہ میں لکھا ہے :-

"اگر مسلمانوں کے سوانحی ریکارڈ جمع کئے جائیں تو ہمیں پانچ لاکھ ممتاز شخصیتوں کے حالات میسر آجائیں گے اور یہ معلوم ہوگا کہ ان کی تاریخ میں کوئی "دہا" یا کوئی اہم مقام ایسا نہیں ہے کہ جس میں ان کی نمائندگی مفقود ہو۔"[۲]

فقہاء کی زیادہ توجہ داخلی نقد حدیث پر تھی

اسی طرح فقہاء نے داخلی نقد وتحقیق پر جس قدر شاندار کارنامہ انجام دیا ہے خارجی نقد وتحقیق میں اسکا ثبوت نہیں ملتا، طاہر بن صالح الجزائری کہتے ہیں:-

---

۱ھ MUSLIM STUDIES BY IGNAZ GOLDZIHER, ENGLISH TRANSLATION, VOL. II, PART VI, TALABUL HADITH P.P 165 - 66.

۲ھ ALISABAH, FORWARD BY A. SPRENGER.

Marfat.com

ان المحدثین قلما یحکمون علی الحدیث بالاضطراب اذا کان الاختلاف فیہ واقعاً فی نفس المتن لانّ ذلك لیس من شانهم من جهة کونهم محدثین وانما هو من شان المجتهدین[1]

حدیث پر محدثین اس صورت میں اضطراب کا حکم بہت کم لگاتے ہیں جب کہ نفسِ متن میں اختلاف ہو، کیونکہ بحیثیت محدث یہ ان کا کام نہیں ہے بلکہ یہ مجتہدین کا کام ہے۔

حضرت اعمشؒ کا قول اس سلسلہ میں زیادہ واضح ہے۔ انہوں نے فقہاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

انتم الاطباء ونحن الصیادلة۔[2] تم طبیب ہو اور ہم عطار ہیں۔

یعنی محدثین کا کام اچھی دوائیں جمع کرنا اور فقیہوں کا کام دوا کی جانچ پڑتال کر کے اس کو برمحل منطبق کرنا ہے۔

حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں کے تین گروہ

دراصل حدیث سے تعلق رکھنے والوں کو تین طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

(۱) جو حدیث کی نقل و روایت میں زیادہ مشہور ہیں۔

(۲) جو حدیث کی نقد و درایت دونوں میں مشہور ہیں۔

(۳) جو حدیث کی روایت و درایت دونوں میں مشہور ہیں۔

پہلے میں وہ محدثین ہیں جو فقہ میں ممتاز نہ تھے دوسرے میں وہ فقہاء ہیں جو حدیث میں ممتاز نہ تھے اور تیسرے میں وہ اہل علم ہیں جو حدیث و فقہ دونوں میں

---

[1] طاہر بن صالح بن احمد الجزائری۔ توجیہ النظر الی اصول الاثر مطلب فی امور ینبغی الانتباہ الخ۔

[2] ابن عبد البر۔ جامع بیان العلم وفضلہ۔ باب ذکر من ذم الاکثار فی الحدیث الخ۔

Marfat.com

ممتاز تھے۔

لم وبیش ہر گروہ کو درایت سے دلچسپی تھی

ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو "درایت" سے دلچسپی نہ ہو، کسی کو کم اور کسی کو زیادہ کیونکہ:۔

ان دراستنا لمتن الحدیث وعنایتها	ہمارا متن حدیث کا مطالعہ اور کتب
بحفظ کتب الروایة لیست شیئًا	روایت کی حفاظت کی طرف
ان لم تکن مقترنة بعلم الحدیث	انہماک کوئی معنی نہیں رکھتا اگر وہ
درایة [1]	درایتی علم حدیث پر مشتمل نہ ہو۔

ہر طبقہ کو درایت سے دلچسپی ہونے کا ہی کا نتیجہ ہے کہ حدیث کی شناخت کے لئے (اصول وضوابط کے علاوہ) علامت مقرر کی گئی ہے جس تک رسائی "درایت" کے بغیر نہیں ہو سکتی چنانچہ صحیح حدیثوں کے بارے میں "ربیع بن خثیم" کا قول ہے:۔

له ضوء کضوء النهار [2]	اس میں روشنی دن کی روشنی کی طرح ہوتی ہے۔

غلط حدیثوں کے بارے میں ہے:۔

لهٗ ظلمة کظلمة اللیل [3]	اس میں تاریکی رات کی تاریکی کی طرح ہوتی ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں:۔

والاحادیث الموضوعة علیها ظلمة	موضوع حدیثوں میں ایک خاص
ورکاکة ومجازفات باردة تنادی	قسم کی تاریکی، سطحیت اور بے تکاپن

---

[1] ڈاکٹر صبحی صالح۔ علوم الحدیث ومصطلحه الفصل الاول۔ علم الحدیث روایة و درایة ص ۱۲۲ [2] الحاکم۔ معرفة علوم الحدیث ص ۲۶۔

Marfat.com

علی وضعها واختلافها[1] ہوتا ہے جو اسکے جعلی ہونے کو پکار پکار کر کہتا ہے۔

حدیث کی شناخت کے لئے فنّی ذوق کی ضرورت ہے

حدیث میں روشنی اور تاریکی کی پہچان کے لئے "فنی ذوق" کی ضرورت ہے جس کیلئے درایت لازمی ہے۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں:۔

فحاصله' یرجع الی انه حصلت لهم لکثرة محاولة الفاظ النبی صلی اللہ علیه وسلم وهیئة نفسانیة وملکة قویة یعرفون بها ما یجوز ان یکون من الفاظ النبوة وما لا یجوز[2]	حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی بکثرت ممارست سے ایک خاص قسم کی نفسی کیفیت حاصل ہوتی اور ایسا مضبوط ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس کے ذریعہ نبوت کے الفاظ کی معرفت ہوتی ہے کہ وہ کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں۔

علامہ بلقینی نے فنی ذوق کو اس طرح سمجھایا ہے:۔

ان انسانا لو خدم انسانا سنین وعرف ما یحب وما یکرہ فادعی انسان انه کان یکرہ شیئا یعلم ذالك انه یحبه فیمجرد سماعه یبادر الی تکذیبه[3]	اگر ایک شخص کسی کی برسوں خدمت کرکے اس کی پسند و ناپسند سے واقفیت حاصل کرے اور پھر کوئی اس کی پسندیدہ شے کے بارے میں کہہ دے کہ وہ اس کو ناپسند کرتا ہے تو سننے کے ساتھ ہی اس کو جھوٹ قرار دیدیگا اور مزید تحقیق کی ضرورت نہ سمجھے گا۔

---

[1] ملا علی قاری۔ موضوعات کبیر، فصل ونحن ننبہ علی امور کلیة الخ۔ [2] علامہ سخاوی فتح المغیث الموضوع۔ [3] ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی۔ السنة ومکانتها فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

داخلی نقد حدیث کے اصول وضوابط

ذیل میں داخلی نقد حدیث کے اصول وضوابط بیان کیے جاتے ہیں۔ جن سے ایک طرف حدیث قبول کرنے کا بلند معیار سامنے آتا ہے اور دوسری طرف حدیث کی اصل دریافت کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ ہر اصول وضابطہ کے ساتھ مثالیں بھی ذکر کی جاتی ہیں تاکہ دوسری روایتوں کو ان پر قیاس کرنا آسان ہو۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں رکاکت پائی جاتی ہو

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں کسی قسم کی لفظی ومعنوی رکاکت (سطحیت) پائی جائے۔

زین الدین عراقی کہتے ہیں :۔

وربما یعرف بالرکاکۃ [1] — بسا اوقات حدیث کی وضعیت رکاکت سے معلوم کی جاتی ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں :۔

ومنھا رکاکۃ الفاظ الحدیث وسماجتھا بحیث یسمجھا السمع ویدفعھا الطبع [2] — وضعی ہونے کی پہچان حدیث کے الفاظ کی رکاکت اور خرابی ہے جو سننے والے کو ناگوار ہو اور طبیعت اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔

رکاکت کی دو قسمیں ہیں :۔

---

[1] ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی۔ السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن۔

[2] شمس الدین محمد سخاوی۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث۔ الموضوع۔

[3] ملا علی قاری۔ موضوعات کبیر۔ فصل ونحن ننبہ علی امور کلیۃ۔

Marfat.com

(الف) لفظی اور (ب) معنوی۔

لفظی رکاکت لفظی رکاکت یہ ہے کہ الفاظ و جملوں میں فصاحت و بلاغت کے معیار اور قواعدِ عربیہ کی خلاف ورزی ہو جس کو دیکھ کر:۔

یعلم العارف باللسان ان	عربی زبان کا ماہر جان لے کہ اس
مثله لا یصدر عن فصیح	قسم کا کلام کسی فصیح اللسان کا
اللسان فضلا من ان یکون	نہیں ہو سکتا، چہ جائے کہ رسول
کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]	اللہ کا کلام ہو، جو افصح ترین
	تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدث کہتے ہیں :۔

"رکاکت لفظ مثلاً لفظے روایت کند کہ در قواعدِ عربیہ درست نشود[2]"

ظاہر ہے کہ لفظی رکاکت کا تعلق ان ہی الفاظ سے ہو گا جن کے بارے میں صراحت ہو کہ یہ رسول اللہ کے الفاظ ہیں، اور ان کے نقل کرنے میں کسی قسم کا تصرف نہیں کیا گیا ہے:۔

لکنه فی اللفظ وحده مقید	لفظی رکاکت اس صورت کے ساتھ
بما اذا صرح بانه لفظ	مفید ہے کہ جس میں رسول اللہ کے
الشارع[3]	الفاظ ہونے کی صراحت ہو۔

معنوی رکاکت (ب) معنوی رکاکت یہ ہے کہ معنی و مفہوم میں نادانی و کم عقلی کی بات پائی جائے جو شانِ نبوت سے فروتر ہو اور کلام معیار نبوت سے گر جائے۔

---

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی۔ ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی۔ الموضوع۔ [2] شاہ عبدالعزیز عجالہ۔ خاتمہ
[3] فتح المغیث۔ الموضوع۔

Marfat.com

ان یکون مشتملا علی سخافات و سماجات یصان عنہا الفضلاء[1]

حدیث کم عقلی و بھونڈے پن پر مشتمل ہو کہ جس سے عقلاء محفوظ رہتے ہیں۔

ابن قیمؒ کہتے ہیں:-

ویسمج معناھا للفطن[2]

اور عقلمند کے لئے اس کے معنی ناگوار ہوں۔

شاہ عبدالعزیز کہتے ہیں:-

"رکاکتِ معنی کہ مناسب شانِ نبوت ووقار نباشد"[3]

رکاکت کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت یہ حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:-

الدیك الابیض صدیقی و صدیق صدیقی وعدو عدوی[4]

سفید مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست کا دوست ہے اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔

اربع لا یشبعن من اربع ارض من مطر وانثیٰ من ذکر وعین من نظر وعالم من علم[5]

چار کو چار سے شکم سیری نہیں ہوتی (۱) زمین کو بارش سے (۲) عورت کو مرد سے (۳) آنکھ کو دیکھنے سے اور (۴) عالم کو علم سے۔

---

[1] السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن

[2] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۳ ومن امارات الحدیث الخ۔

[3] شاہ عبدالعزیز عجالۂ نافعہ خاتمہ۔

[4] ملا علی قاری۔ موضوعات کبیر، باب العالی۔

[5] ایضاً باب الہمزہ۔

Marfat.com

لا تاكلوا القرعة حتى شذ بهرا ها[1]
"کدو" کو ذبح کیے بغیر نہ کھاؤ۔

انما الباذنجان شفاء من كل داء ولا داء فيه[2]
بیگن میں ہر بیماری کی شفا ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

عليكم بالعدس فانه مبارك وانه يرق له القلب ويكثر الدمعة وانه قد بارك فيه سبعون نبيًا[3]
"مسور" استعمال کرو، اس میں برکت دی گئی ہے، اس سے دل نرم ہوتا اور آنسو زیادہ ہوتے ہیں، اس کے لئے ستر نبیوں نے دعا کی ہے۔

اكرموا البقرة فانها سيدة البهائم ما رفعت طرفها الى السماء حياء منذ عبد العجل[4]
گائے کی عزت کرو، وہ جانوروں کی سردار ہے، جب سے بچھڑے کی پرستش کی گئی اس نے شرم کی وجہ سے اپنی آنکھ آسمان کی طرف نہیں اٹھائی۔

من فارق الدنيا وهو سكران دخل القبر سكران وبعث من قبره سكران وامر به الى النار سكران الى جبل يقال له
نشہ کی حالت میں جس کی موت ہوئی وہ قبر میں نشہ کی حالت میں داخل ہوگا۔ اسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اسی حالت میں آگ کی طرف لے جانے کا

---

[1] فتح المغیث الموضوع۔ [2] محمد طاہر پٹنی۔ تذکرۃ الموضوعات باب البقول۔ [3] ایضاً باب الحبوب من العدس۔ [4] ایضاً صنوف الحیوان،

Marfat.com

سکران [1]	حکم ہوگا، ایک پہاڑ کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا جس کا نام "سکران" ہے۔
ان للہ ملکا اسمہ عمارۃ علی فرس من حجارۃ الیاقوت طولہ مد بصرہ یدور فی البلدان ویقف فی الاسواق فینادی الا لیغل کذا وکذا الا لیرخص کذا وکذا۔ [2]	اللہ کے ایک فرشتہ کا نام "عمارہ" ہے جو یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے، منتہائے نظر تک اس کی لمبائی ہے شہروں میں وہ گھومتا ہے بازاروں میں وہ ٹھہرتا ہے اور پکار کر کہتا ہے کہ اس قدر گرانی کر دو اور اس قدر سستا کر دو۔

رکاکت سے متعلق درجہ ذیل اصول بھی ہیں۔

رسول اللہ کی طرف منسوب حدیث میں خوبصورت چہرہ کی تعریف مختلف انداز سے ہو،

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں خوبصورت چہرہ کی تعریف ان کی طرف دیکھنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کا حکم یا آگ کا عذاب ان کو نہ ہونے کی خبر ہو۔

ابن قیم کہتے ہیں:۔

کل حدیث فیہ مدح حسان الوجوہ والثناء علیہم اوالامر بالنظر الیہم والتماس الحوائج منہم اوان النار	ہر ایسی حدیث جس میں خوبصورت چہرہ کی تعریف وتوصیف ہو ان کی طرف دیکھنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کا حکم ہو یا آگ کا عذاب ان

---

[1] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۳ ومنہار کاکتہ ۱ لم۔ [2] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۳ ومنہار کاکتہ ۱ لم۔

Marfat.com

لا یسھم فکذب مختلق — کو نہ ہونے کی خبر دی گئی ہو تو یہ

و إفكٌ مفتریٌ [1] — حدیث گڑھا ہوا جھوٹ اور بہتان ہے۔

ملا علی قاریؒ نے بھی یہ اصول نقل کیا ہے[2] :۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس کے تحت درج ذیل حدیثیں قرار پاتی ہیں :۔

النظر الی الوجه الحسن یجلی البصر [3] — خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے۔

علیکم بالوجوه الملاح والحدق السود فان الله یستحي ان یعذب ملیحا بالنار [4] — حسین چہرے اور بڑی سیاہ آنکھ والے کی ہم نشینی اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حسین چہرہ کو آگ کا عذاب دینے سے شرماتا ہے۔

النظر الی الوجه الجمیل عبادة [5] — خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ثلاثة تزید فی البصر النظر الی الخضرة والماء الجاری والوجه الحسن [6] — تین چیزوں کی طرف دیکھنے سے نگاہ میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ (۱) سبزہ زار (۲) خوبصورت چہرہ (۳) آب رواں۔

اس کے تحت موضوع قرار پانے والی بہت سی حدیثیں ہیں، ان میں دو کی طرف سے زیادہ مدافعت کی جاتی ہے۔

---

[1] ابن قیم المنار المنیف فی الصحیح والضعیف فصل ۱۲۔ [2] ملا علی قاری موضوعات کبیر فصل و نحن ننبہ الخ۔ [3، 4] موضوعات کبیر ص ۱۱۲ مطبع محمدی [5، 6] ایضاً۔

Marfat.com

(۱) اذا بعثتم الیّ بریدًا فابعثوہ حسن الوجہ والاسم[1] — جب میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو اچھے نام اور خوبصورت چہرہ والے کو بھیجو۔

اس میں "عمر بن ارشد" ایک راوی ہے جس کو جمہور نے ضعیف قرار دیا اور ابن حبان نے واضعین حدیث میں شمار کیا ہے غالباً اسی وجہ سے ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ لیکن امام غزالی نے خوبصورتی سے سڈول جسم اور متناسب اعضاء مراد لئے ہیں، جس کی طرف دیکھنے سے طبیعت ابا نہ کرے، وہ خوبصورتی مراد نہیں ہے جس کو انسان دیکھتا ہے[2]۔

(۲) اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ[3] — خوبصورت لوگوں سے خیر و بھلائی (اپنی ضرورت) مانگو۔

بعض روایتوں میں، اطلبوا کی جگہ "ابتغوا" اور "التمسوا" آیا ہے۔ جلال الدین سیوطی وغیرہ بعض محدثین نے اس کو موضوع قرار نہ دینے پر اصرار کیا ہے۔ لیکن ابن عباس کی وضاحت سے بات صاف ہو جاتی ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ:۔

کم من رجل قبیح الوجہ قضاء للحوائج[3] — بہت سے بدصورت ضرورتیں پوری کرنے والے ہیں۔

تو انہوں نے جواب دیا:۔

انما یعنی حسن الوجہ عند الطلب[3] — مراد طلب کے وقت خندہ روئی سے پیش آنا ہے (نہ کہ خوبصورت چہرہ)

اس وضاحت کے بعد ظاہری خوبصورتی کے موقع پر اس قسم کی حدیثوں کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

---

[1] موضوعات کبیر ص ۱۱۴ مطبع محمدی۔ [2] عبد الفتاح ابوغدہ تعلیق المنار المنیف فصل ۱۲ ص ۱۳۔

[3] موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔ [4] العجلونی کشف الخفاء ج ۱ ص ۱۲۷، وتعلیق المنار المنیف فصل ۴۱۔

Marfat.com

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں مختلف پیشے اختیار کرنے والوں کی برائی ہو

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں مختلف پیشوں اور ان کے اختیار کرنے والوں کی برائی بیان کی گئی ہو۔

وحدیث ذم الحاکۃ و	پارچہ بافوں۔ موچیوں اور سناروں
الاساکفۃ والصواغین	یا مباح دستکاریوں سے کسی دستکاری
او صنعۃ من الصنائع	کی برائی کرنے والی حدیث رسول اللہؐ
المباحۃ کذب علی رسول	پر جھوٹ ہے۔ اللہ اور اس کا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول مباح دستکاریوں کی برائی
اذ لا یذم اللہ و رسولہ	نہیں کرتا۔
الصنائع المباحۃ[1]	

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

اکذب الناس الصباغ[2]	رنگریز سب سے زیادہ جھوٹا ہوتا ہے
اذا کان یوم القیمۃ نادیٰ	جب قیامت کے دن پکارنے والا
منادٍ این خونۃ اللہ فی	پکارے گا کہ زمین میں اللہ کی خیانت
الارض فیوتیٰ بالنحاسین	کرنے والے کہاں ہیں تو ٹھٹھیروں
والصیارفۃ والحاکۃ[3]	صرافوں اور کپڑا بننے والوں کو پیش کیا جائے گا۔
شرار امتی الصائغون و	میری امت کے بدترین لوگ

---

[1] ابن قیم۔ المنار المنیف فصل ۲۳ رکا کتہ ا ن۔ [2] کنز العمال کتاب البیوع الباب الرابع فی المکاسب المحظورہ۔ الاکمال۔ [3] ایضاً۔

Marfat.com

الصائغون [۱]	دستکار اور سنار ہیں ۔
ویل للصانع من غد وبعد غد ۔ بخلاء امتی الخیاطون [۲]	دستکار کے لئے خرابی ہے کل اور کل کے بعد ۔ میری امت کے بخیل درزی ہیں ۔
یحشر اللہ الخیاط الخائن وعلیہ قمیص ورداء مما خاط وخان فیہ [۳]	اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والے درزی کو اٹھائے گا تو اسکے اوپر وہ کپڑے قمیص اور چادریں ہوں گی جن میں اس نے خیانت کی ۔
شرار الناس التجار والزراع [۴]	تاجر اور کاشتکار بدترین لوگ ہیں ۔

ایسی بہت سی روایتیں ہیں جن میں مختلف پیشوں کی برائی ، پیشہ والوں کو سلام کرنے کی ممانعت ، ان کی روزی میں برکت نہ ہونے اور ان کی عقل سلب ہوجانے کی کی خبر اور دوسری خلافِ واقعہ باتوں کا ذکر ہے ۔ مثلاً :۔

من ادرک منکم زمانا تطلب فیہ الحاکۃ العلم فاھرب [۵]	جو شخص تم میں سے ایسا زمانہ پائے جس میں کپڑا بننے والے علم حاصل کریں تو اس سے دور بھاگو ۔
لاتستشیروا الحجامین والحاکۃ ولا تسلموا علیھم [۶]	سینگی لگانے والوں اور کپڑا بننے والوں سے نہ مشورہ لو اور نہ ان کو سلام کرو ۔

---

۱ کنز العمال کتاب البیوع بمتفرقات المکاسب المحظورۃ ۲ محمد طاہر پٹنی تذکرۃ الموضوعات ، باب اسبابہ وعقودہ المذمومۃ الخ ۳ ایضاً باب اسبابہ وعقودہ المذمومۃ ۔ ۴ ایضاً باب اسبابہ ، وعقودہ المحمودہ الخ ۔
۵ تذکرہ الموضوعات باب اسبابہ وعقودہ المذمومۃ ۔

Marfat.com

من اطلع فی طرز حائك خف	جو شخص کپڑا بننے والے کے گھر میں
دماغه ومن کلم حائکا	دیکھے گا اس کا دماغ ہلکا ہو جائے
بخرفمه ومن مشی مع	گا اور جوان سے بات کریگا اس کا
حائك ارتفع رزقهٔ هم	منہ گندہ ہو جائے گا اور جوان کے
الذین بالوا فی الکعبة	ساتھ چلے گا اسکا رزق اٹھ جائیگا۔ یہ وہ
وسرقوا غزل مریم	لوگ ہیں جنہوں نے کعبہ میں پیشاب کیا
وعمامة یحیی بن زکریا	تھا۔ حضرت مریم کا سوت اور حضرت یحیٰی
وسمکة عائشة من التنور	کا عمامہ چرایا تھا اور تنور سے حضرت
واستد لتهم مریم علی	عائشہؓ کی مچھلی چرائی تھی اور حضرت
الطریق فدلوها علی غیر	مریمؑ نے ان سے راستہ پوچھا تو غلط
الطریق ؎۱	راستہ بتایا تھا۔

اس حدیث میں معلم کا بھی ذکر ہے :۔

لا تستشیروا الحاکة ولا	کپڑا بننے والوں اور معلموں سے
المعلمین فان الله سلبهم	مشورہ طلب نہ کرو اللہ نے ان کی
عقولهم ونزع البرکة من	عقلیں سلب کر لی ہیں اور ان کی
کسبهم ؎۲	کمائی سے برکت اٹھالی ہے۔

رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب حدیث میں خاندان، قوم اور شہر کی بڑائی ہو،

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں خاندان، قوم یا شہر کی بڑائی ہو۔

ابن قیمؒ و ابن جوزیؒ کہتے ہیں :۔

؎۱ تذکرۃ الموضوعات باب النساجۃ وعقودۃ المذمومۃ۔ ؎۲ ایضاً۔

Marfat.com

احادیث ذم الحبشۃ والسودان کلہا کذب ومنہا احادیث ذم الترک واحادیث ذم الخصیان واحادیث ذم الممالیک[1]	حبشہ اور سوڈان کی برائی سے متعلق حدیثیں سب جھوٹ ہیں۔ اسی طرح ترک، خصی اور غلاموں کی برائی سے متعلق حدیثیں بھی جھوٹ ہیں۔

العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواھیۃ۔ میں شہروں کی فضیلت وبرائی پر ایک مستقل باب ہے۔ جس میں بہت سی موضوع حدیثیں ذکر کی گئی ہیں[2]۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

مذکورہ اصول کے تحت اس قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

الزیدیۃ مجوس ھذہٖ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم	"زیدی" اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ۔
زنجی اذا شبع زنی واذا جاع سرق[4]	حبشی جب شکم سیر ہوتا ہے تو زنا کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے۔
اتقوا الیھود والھنود ولو سبعین بطنا[5]	یہودیوں اور ہندوؤں سے بچو اگرچہ ستر پیٹ میں ہوں۔

---

[1] المنار المنیف فصل ۲۴ و ۲۵، موضوعات کبیر فصل ومنہا احادیث ذم الحبشۃ الخ ومنہا احادیث ذم الترک الخ۔ [2] ابن جوزی العلل المتناہیۃ (مخطوط) احادیث فی فصل بلدان وذم بلدان ص ۷۹۔ [3] محمد عبدالرحمن السخاوی۔ المقاصد الحسنۃ۔ حرف الزاء [4] تذکرۃ الموضوعات باب مدح العرب وذمھم الخ۔ [5] ایضاً۔

Marfat.com

یقول (النبطی) قتلۃ الانبیاء واعوان الظلمۃ فاذا اتخذوا الرباع وشیدوا البنیان فالھرب الھرب[1]	رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ نبطی قوم نبیوں کے قاتل اور ظالموں کے مددگار ہیں۔ جب وہ حویلی بنانے لگیں اور عمارت مضبوط کرنے لگیں تو ان سے بھاگو۔
اربع مدائن من مدن النار فی الدنیا القسطنطینیۃ والطبریۃ والطاکیۃ المحترقۃ وصنعاء[2]	چار شہر دوزخ کے شہروں میں سے ہیں (۱) قسطنطنیہ (۲) طبریہ (۳) جلا ہوا انطاکیہ اور (۴) صنعاء
لوعلم اللہ فی الخصیان خیرًا لاخرج من اصلابھم ذریۃ یعبدون اللہ[3]	اگر اللہ تعالیٰ خصی (ہیجڑا) میں خیر وبھلائی جانتا توان کی پشت سے ایسی اولاد نکالتا جو اللہ کی عبادت کرتے۔
شرالمال فی اخرالزمان الممالیک[4]	آخر زمانہ میں بدترین مال غلام ہونگے۔

(۵) رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب حدیث میں بے ڈھنگی اور اوٹ پٹانگ باتیں پائی جائیں

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث میں بے ڈھنگی اور اوٹ پٹانگ باتیں پائی جائیں جو رسول اللہ کی شان سے بعید ہوں۔

اشتمالہ علی امثال ھذہ المجازفات التی لایقول مثلھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[5]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ایسی بیڈھنگی باتوں پر مشتمل ہو جو آپ کی زبان سے نہیں نکل سکتی ہیں۔

---

[1] جلال الدین السیوطی، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، باب بقیۃ المناقب [2] ایضاً مناقب البلدان والایام [3] المنار المنیف فصل ۲۵ وموضوعات کبیر ص ۱۲۳ مطبع مجدی [5] المنار المنیف فصل ۷ وموضوعات کبیر ص ۱۱۰ مطبع مجدی۔

Marfat.com

عربی کا محاورہ ہے "جازف فی کلامہ" یعنی :-

تکلم من غیر قانون وبدون تبصر[۱]

قاعدہ قانون اور سمجھ بوجھ کا لحاظ کئے بغیر بات کہدی -

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع ہیں :-

من قال لا الٰہ الا اللّٰہ خلق اللّٰہ من تلک الکلمۃ طائرًا لہ سبعون الف لسان لکل لسان سبعون الف لغۃ یستغفرون اللّٰہ[۲]

جس شخص نے لاالٰہ الا اللہ کہا اللہ تعالیٰ اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کریگا جس کے ستر ہزار زبانیں ہونگی ہر زبان کی ستر ہزار لغات ہوں گی اور وہ استغفار کریں گی -

یا مثلاً جس شخص نے فلاں کام کیا اس کے لئے ستر ہزار شہر ہوں گے، ہر شہر میں ستر ہزار محل ہوں گے اور ہر محل میں ستر ہزار حوریں ہوں گی[۳]

من ترک الصلوٰۃ حتی مضی وقتہا ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنۃ والسنۃ ثلثمائۃ و ستون یوما کل یوم کان مقدارہ الف سنۃ[۴]

جس شخص نے نماز چھوڑدی یہاں تک کہ اس کا وقت گزر گیا پھر قضا کی تو اس کو ایک "حقب" آگ کا عذاب دیا جائے گا، "حقب" اسّی سال کا ہوتا ہے اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے اور (قیامت کے) ہر دن کی مقدار ایک ہزار سال کی ہے -

---

[۱] المنجد۔ [۲،۳] موضوعات کبیر ص ۱۱۰ [۴] مجالس الابرار المجلس الحادی والخمسون -

Marfat.com

اس لحاظ سے دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال کی سزا صرف ایک وقت کی نماز چھوڑ دینے سے ہوئی وہ بھی جس کی قضا پڑھ لی گئی ہو۔

رکعتان من العاقل افضل من سبعین رکعۃ من الجاھل ولو قلت سبعمائۃ رکعۃ لکان صوابا[1]	عاقل کی دو رکعتیں جاہل کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں اور اگر میں سات سو کہہ دوں تو وہ بھی درست ہے۔
اعتبروا عقل الرجل فی طول لحیتہ ونقش خاتمہ وکنیتہ[2]	ڈاڑھی کی لمبائی، انگوٹھی کے نقش اور کنیت سے آدمی کی عقل کا اندازہ کرو۔
من شم الورد ولم یصل علی فقد جفانی[3]	جس شخص نے گلاب کا پھول سونگھا اور میرے اوپر درود نہیں بھیجا اس نے میرے اوپر ظلم کیا۔
من قال فی کل یوم ثلاث مرات صلوات اللہ علی آدم غفر اللہ لہ الذنوب وان کانت اکثر من زبد البحر وکان فی الجنۃ رفیق ادم[4]	جس نے ہر دن تین مرتبہ صلوات اللہ علی آدم کہا تو اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور جنت میں وہ آدم کا رفیق ہوگا۔

رسول اللہ صلعم کیطرف منسوب حدیث میں لغویت اور تمسخر اور کم عقلی و بے وقوفی کی بات پائی جائے

جس حدیث میں ایسی لغویت و تمسخر اور کم عقلی و بے وقوفی کی بات پائی جائے جس سے ذمہ دار لوگ پرہیز کرتے ہیں:۔

سماجۃ الحدیث وکونہ — حدیث میں لغویت اور ایسی بات

[1,2] تذکرۃ الموضوعات باب العقل والبلادہ الخ۔ [3,4] ایضاً باب فضل الصلوٰۃ وکتابتہا۔

Marfat.com

مما یسخر منه[1] ہو کہ جس سے تمسخر کیا جاتا ہے۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں :۔

لوکان الارز رجلا لکان حلیما	اگر چاول مرد ہوتا تو وہ بردبار ہوتا۔
ما اکله جائع الا اشبعه[2]	جو بھوکا بھی اسکو کھاتا شکم سیر ہو جاتا۔
فضل دهن البنفسج علی الادهان کفضل اهل البیت علی سائر الخلق[3]	بنفشہ کے تیل کی فضیلت اور تیلوں پر ایسی ہے جیسی اہلبیت کی فضیلت تمام مخلوق پر ہے۔
نقطة من دواة عالم احب الی الله من عرق مائة اثواب شهید[4]	عالم کی دوات کا ایک نقطہ اللہ کو شہید کے سو کپڑوں کے پسینہ سے زیادہ محبوب ہے۔
لا تقولوا قوس قزح فان القزح هو الشیطان لکن قولوا قوس الله فهو امان لاهل الارض من الغرق[5]	قوس قزح نہ کہو کیوں کہ قزح شیطان ہے۔ قوس اللہ کہو کیونکہ اس کے ذریعہ غرق سے اہل زمین کی حفاظت ہوتی ہے۔
لا تضربوا اولادکم علی بکائهم فبکاء الصبی اربعة اشهر شهادة ان لا اله الا الله واربعة	اپنی اولاد کو رونے پر نہ مارو، چار مہینے تک بچہ کے رونے میں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہوتی ہے اور چار مہینے

---

[1] المنار المنیف فصل ۸ موضوعات کبیر ص ۱۱۱ - [2] تذکرۃ الموضوعات باب المحبوب من العدس [3] المنار المنیف فصل ۹ [4] تذکرۃ الموضوعات باب فی من ادعی الصحبۃ [5] محمد بن شوکانی۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ۔ خاتمہ فی احادیث متفرقہ۔

Marfat.com

اشھر الصّلوٰۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واربعۃ اشھر دعاء لوالدیہ[۱]

تک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور چار مہینے تک والدین کے لئے دعا کرتا ہے۔

انّ لابراھیم الخلیل وابی بکر الصدیق لحیۃ فی الجنۃ[۲]

جنّت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ابوبکر صدیق کی ڈاڑھی ہو گی۔

نباتت الشعرفی الانف امان من الجذام[۳]

ناک میں بال اگنا جذام سے امن کی علامت ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا بلغہ عن احدمن اصحابہ شدۃ عبادۃ یسأل کیف عقلہ فان قالوا حسن قال ارجوہ و اذا قالوا غیر ذلک قال لو یبلغ صاحبک حیث تظنون[۴]

رسول اللہ کو جب آپ کے صحابیوں میں سے کسی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ بہت عبادت کرتا ہے تو اس کی عقل کے بارے میں معلوم کرتے اگر کہا جاتا کہ عقل ٹھیک ہے تو فرماتے کہ میں خیر کی امید کرتا ہوں اور اگر کہا جاتا کہ ٹھیک نہیں ہے تو فرماتے کہ کاش تمہارا ساتھی تمہارے گمان کے مطابق ہو جائے۔

ان للقلب فرحۃ اکل اللحم[۵]

گوشت کھانے کے وقت قلب کو فرحت ہوتی ہے۔

۱؎ محمد بن شوکانی: الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ- خاتمہ فی احادیث متفرقہ ۲؎ علامہ سخاوی المقاصد الحسنۃ حرف الہمزۃ ۳؎ محمد بن شوکانی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ خاتمہ فی ذکر احادیث متفرقہ ۴؎ ایضاً ۵؎ المنار المنیف فصل ۸۔

Marfat.com

ذرۃ من اعمال الباطن خیر من الجبال الرواسی من اعمال الظاھر [۱]	باطنی اعمال کا ایک ذرہ ظاہری اعمال کے اونچے اور مضبوط پہاڑ سے بہتر ہے۔
علیکم بالملح فانہ شفاء من کل داء [۲]	نمک ضرور کھاؤ اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔

مذکورہ مجازفات (بے ڈھنگاپن) اور سماعت (لغویت) کے تحت یہ بھی آتا ہے کہ:۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش — رسول اللہ کی پیدائش کے واقعہ میں شانِ نبوت پر حرف آئے اور معیار نبوت برقرار نہ رہے

کے واقعہ کی تشریح اس انداز سے ہو کہ نبوت پر حرف آئے اور معیار نبوت برقرار نہ رہے جیسا کہ حضرت آمنہ سے منقول ہے:۔

"جس وقت میں حاملہ ہوئی تو پیدائش کے وقت تک میں کسی قسم کی تکلیف (جو دوسری عورتوں کو ہوتی ہے) میں مبتلا نہیں ہوئی۔"

"پیدائش کے بعد آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا۔ میں نے اس کے ذریعہ شام کے محلات دیکھے یہاں تک کہ بصریٰ میں اونٹوں کو سر اٹھائے ہوئے دیکھا۔[۳]"

"مجھے بشارت دی گئی کہ تو خیر العلمین کے ساتھ حاملہ ہے اور پیدائش کے بعد اس کا نام محمد رکھنا۔"

"مجھے سفید شربت پیش کیا گیا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔"

---

[۱] تذکرۃ الموضوعات باب خرقۃ الصوفیۃ الخ۔ [۲] المنار المنیف فصل ۸۔ [۳] ابن عساکر الشافعی تاریخ ابن عساکر باب ذکر مولد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

Marfat.com

"پرندوں کے ایک جھنڈ نے میرے حجرے کو ڈھک لیا جس کی "زمرد" کی چونچ تھی اور "یاقوت" کے پر تھے، پھر ایک سفید بادل آیا اور ندا آئی کہ اس کو مشرق و مغرب کی سیر کرادو تاکہ سب لوگ پہچان لیں"۔

"پیدائش کے وقت ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے، آتش فارس بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہ بجھی تھی اور بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا وغیرہ"[1]

اس قسم کی روایتیں تاریخ و سیر کی کتابوں میں ملتی ہیں مگر حدیث کی مستند کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ہے اور یہ مسلّم ہے کہ تاریخ و سیر کی کتابوں میں داخلی نقدِ حدیث کے اصول بالعموم نظر انداز کر دیئے گئے ہیں، پھر رسول اللہؐ کی پیدائش کے وقت کوئی صحابی موجود نہیں تھا جس کی روایت قابل قبول ہو۔ ایسی حالت میں یہ روایتیں یا عوامی شہرت کی بنا پر ہونگی، یا رسول اللہؐ نے خود اس کی وضاحت فرمائی ہو گی۔ اگر ان واقعات کی شہرت اس طرح ہوتی جیسی ان روایتوں سے ظاہر ہوتی ہے تو بعد میں رسول اللہؐ کو تبلیغ رسالت میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں وہ نہ پیش آتیں، اور ہر شخص ان واقعات کی شہرت کی بنا پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا اور اگر رسول اللہؐ نے بہ نفس نفیس ان کی وضاحت فرمائی ہوتی تو اتنے اہم واقعات کا تذکرہ حدیث کے مستند ذخیروں میں ضرور ہوتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ کی پیدائش کے وقت کے ان دلائلِ نبوت کو محدثین نظر انداز کر دیتے۔

پھر تاریخ و سیر کی کتابوں میں ان واقعات کا جس انداز سے ذکر ہے ایک معمولی آدمی بھی اپنی پیدائش کے واقعات اس طرح بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔

---

[1] محمد بن عبدالباقی الزرقانی، شرح المواہب اللدنیہ ج ۱، المقصد الاول باب فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

Marfat.com

چہ جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ذات اس سے ارفع واعلیٰ تھی۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث کلامِ انبیاء کے مشابہ نہ ہو

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کلام انبیاء کے مشابہ نہ ہو، چہ جائیکہ رسول اللہؐ کا کلام جس کو مختلف وجوہ سے فوقیت حاصل ہے۔

ان یکون کلامہ لایشبہ کلام	آپ کی طرف منسوب کلام نبیوں
الانبیاء فضلا عن کلام رسول	کے کلام کے مشابہ نہ ہو چہ جائیکہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]	رسولؐ کا کلام؛

آدمؑ کے قبولِ توبہ کا ایک موضوع واقعہ

مثلاً آدمؑ کے قبولِ توبہ کا واقعہ:-

لما اقترف آدم الخطیئة	جب حضرت آدمؑ سے غلطی سرزد
قال یا ربّ اسألك بحق	ہوگئی تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ میں
محمد لما غفرت لی قال	آپ کو محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ
وکیف عرفت محمداً قال	آپ میری خطا معاف فرمادیں، اللہ نے
لانك خلقتنی بیدك و	فرمایا کہ تم نے محمدؐ کو کیسے جانا حضرت آدمؑ
نفخت فیّ من روحك رفعت	نے جواب دیا کہ جب آپ نے مجھ کو پیدا کیا
رأسی فرأیت علی قوائم	اور مجھ میں اپنی روح سے کچھ پھونکدیا تو میں
العرش مکتوبا لا اله الا	نے سر اٹھا کر عرش کے پایوں پر نظر ڈالی
الله محمد رّسول الله فعلمت	تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا
انك لم تضف الی اسمك	اس سے میں نے سمجھ لیا کہ آپ نے اپنے نام
الا احب الخلق الیك	کیساتھ جس کا نام شامل کیا ہے وہ
قال صدقت یا آدم ولولا	یقیناً آپ کو سب سے زیادہ محبوب

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۳ و موضوعات کبیر ص ۱۱۴

Marfat.com

محمد ما خلقتك[1]	ہوگا، اللہ نے فرمایا، آدم تم نے سچ کہا، اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

حاکم نے اس حدیث کو "صحیح" قرار دیا ہے لیکن اس میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم راوی بالاتفاق ضعیف ہے۔ غالباً اسی بنا پر ابن تیمیہؒ نے حدیث نقل کرنے کے بعد کہا ہے:۔

واما تصحیح الحاکم مثل هذا الحدیث وامثاله فهذا مما انکر علیه ائمة العلم بالحدیث فقالوا ان الحاکم یصحح احادیث وهی موضوعة مکذوبة عند اهل المعرفة بالحدیث[2]	حاکم کے اس قسم کی حدیثوں کو صحیح کہنے پر ائمۂ حدیث نے نکیر کی ہے اور کہا ہے کہ حاکم بہت سی ایسی حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں جو ماہرین حدیث کے نزدیک موضوع اور جھوٹی ہوتی ہیں۔

اسی طرح حضرت آدمؑ کے رونے سے متعلق روایتیں کہ تمام آدمیوں کا رونا جمع کیا جائے تو بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا یا ان کے آنسوؤں کو اولادِ آدم کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو آدمؑ کے آنسو کا پلہ جھک جائے وغیرہ۔

عرش معلی پر جانے کی روایت موضوع ہے

یا معراج کے واقعہ میں یہ حدیث کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور عرش معلی تک پہنچے تو آپؐ نے نعلین مبارک اتارنے کا ارادہ کیا (جیسا کہ حضرت آدم موسیٰ علیہ السلام وادی مقدس

---

[1] حاکم مستدرک باب استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] ابن تیمیہ، کتاب التوسل۔ سوال آدم بحق محمدؐ۔

Marfat.com

طوبیٰ میں اتارے تھے) تو ندا آئی :۔

یا محمد لا تخلع نعلیك	اے محمد! آپ نعلین نہ اتاریئے عرش
فان العرش یتشرف بقدومك	آپ کے نعلین پہن کر آنے سے شرف
متنعلا [1]	حاصل کرے گا۔

احمد مغربی مالکی نے اپنی کتاب "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" میں اس پورے قصہ کو موضوع قرار دیا ہے، کیونکہ معراج کی کسی مستند روایت سے نہ عرش پر جانا ثابت ہے اور نہ جوتا پہن کر تشریف لے جانا [2]۔

علم وحسن سے متعلق بعض موضوع روایتیں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وحسن سے متعلق بعض روایتیں کہ آپ کو پیدائش ہی کے وقت سے پورے قرآن کا علم تھا حضرت جبریلؑ کے جواب میں آپ کے "مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ" (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) فرمانے کا مطلب یہ تھا :۔

لا اقرأ بامرك فانی عالم	میں آپ کے حکم سے نہ پڑھوں گا
به وقارئ من قبل [3]	کیوں کہ میں پہلے ہی سے عالم و
	قاری ہوں۔

اسی طرح یہ واقعہ کہ

انه فی لیلة من اللیالی سقطت	ایک رات حضرت عائشہؓ کے ہاتھ
من ید عائشة ابرتها ففقدت	سے سوئی گر گئی اور تلاش کرنے کے
فالتمستها ولم تجد فضحك النبی	باوجود نہ مل سکی، اس پر رسول اللہؐ

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی۔ الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۲۶۷۔ [2] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۲۲۷ [3] ایضاً ص ۲۶۹۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم وخرجت لمعة اسنانه فاضاءت الحجرة ورأت عائشة بذالك الضوء ابرتها[1]

کو ہنسی آئی اور آپؐ کے دانتوں کی چمک سے حجرہ اتنا روشن ہو گیا کہ سوئی مل گئی۔

اس قسم کی اور روایتیں بھی ہیں جن کو واعظ اور میلاد خواں بیان کرتے ہیں، اگرچہ ان کا تذکرہ تاریخ وسیر کی کتابوں میں ہے لیکن روایۃً ودرایۃً وہ موضوع ہیں[2]

خرقہ صوفیہ کی نسبت رسول اللہؐ کی طرف صحیح نہیں ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خرقہ صوفیہ کی نسبت ہو۔ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی کہتے ہیں:۔

انه ليس فى شيئ من طرقها ما يثبت ولم يرو فى خبر صحيح ولا حسن ولا ضعيف ان النبى صلى الله عليه وسلم البس الخرقة على الصّور المتعارفة بين الصّوفية لاحد من اصحابه ولا امر احداً من اصحابه بفعل ذالك و كل ما يروى فى ذالك صريحا فباطل[3]

صوفیہ میں خرقہ پہنانے کی جو صورتیں متعارف ہیں ان کے مطابق رسول اللہؐ کا کسی صحابی کو خرقہ پہنانا، ان کو ایسا کرنے کا حکم دینا کسی صحیح، حسن اور ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہے۔ جو کچھ اس سلسلہ میں روایت کیا جاتا ہے وہ سب صراحۃً باطل ہے۔

حضرت علیؓ کا حضرت حسن بصریؒ کو خرقہ پہنانا ثابت نہیں ہے

اسی طرح حضرت علیؓ کا حضرت حسن بصریؒ کو خرقہ پہنانا بھی ثابت نہیں ہے:

فان ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن من علىؓ سماعا فضلا عن

ائمہ حدیث کے نزدیک حضرت علیؓ سے حضرت حسن بصری کا سماع

---

[1] الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعہ ص ۵۷ [2] ایضاً [3] محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی المقاصد الحسنۃ۔

Marfat.com

ان یلبسه[۱] (ملاقات) بھی ثابت نہیں ہے خرقہ پہنانا تو دور کی بات ہے۔

فقراء صوفیہ سے متعلق بعض موضوع روایتیں

اسی طرح فقراء صوفیاء سے متعلق یہ حدیثیں بھی موضوع ہیں:۔

حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسا للفقراء ورقص حتی شق قمیصہ[۲]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کی مجلس میں تشریف لے گئے اور رقص کیا یہاں تک کہ اپنی قمیض پھاڑ ڈالی۔
اتخذوا مع الفقراء ایادی فان لهم دولة یوم القیمة[۳]	فقراء کے ساتھ احسان کرو، قیامت کے دن ان کے پاس دولت ہوگی۔
من اکل مع مغفور له، غفر له[۴]	جس شخص نے اس کے ساتھ کھایا جس کی مغفرت کی گئی تو اسکی بھی مغفرت کردی جائے گی۔
من سره ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اهل الصوف۔[۵]	جو شخص اللہ کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتا ہے اسکو صوفیوں کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے۔

رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب حدیث فی نفسہ باطل ہو

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث ایسی کھلی ہوئی باطل ہو کہ اس کا بطلان خود دلالت کرتا ہو کہ یہ اللہ کے رسول ؐ کا کلام نہیں ہو سکتا۔

---

[۱] محمد بن عبدالرحمن سخاوی: المقاصد الحسنہ۔ [۲،۳،۴] المنار المنیف فصل ۴۹۔

[۵] تذکرۃ الموضوعات باب اللباس الخ۔

Marfat.com

ان یکون الحدیث باطلا فی نفسه	حدیث فی نفسہ ایسی باطل ہو جس
فیدل بطلانه علی انه لیس من	کا بطلان دلالت کرتا ہو کہ یہ رسول اللہ
کلام الرسول صلی الله علیه وسلم[1]	کا کلام نہیں ہو سکتا۔

اس اصول کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

ابغض الکلام الی الله تعالیٰ	اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ
الفارسیة وکلام الشیطٰن الخوزیة	کلام فارسی ہے اور شیطان کا کلام
وکلام اهل النار البخاریة[1]	خوزیوں (ایک قبیلہ) کا کلام ہے اور
	دوزخیوں کا کلام بخاریوں کا کلام ہے۔
ان الله تعالیٰ اذا رضی انزل	اللہ جب خوش ہوتا ہے تو عربی زبان
الوحی بالعربیة واذا غضب	میں وحی اتارتا ہے اور جب ناراض ہوتا ہے
انزل الوحی بالفارسیة[1]	تو فارسی زبان میں وحی اتارتا ہے۔
من تکلم بالفارسیة زادت	جو فارسی زبان میں گفتگو کرتا ہے
فی خسته ونقصت من مروءته[1]	اس کی دنارت میں اضافہ ہوتا ہے
	اور اسکی شرافت میں کمی آجاتی ہے۔
ست خصال تورث النسیان	چھ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں (۱)
اکل سور الفار والقاء القمل	چوہے کا جھوٹا کھانا (۲) آگ میں زندہ
فی النار وهی حیة والبول فی	جوں ڈالنا (۳) ٹھہرے ہوئے پانی میں
الماء الراکد وقطع القطار	پیشاب کرنا (۴) اونٹ کی قطار کے

---

[1] ملا علی قاری موضوعات کبیر ص ۱۱۳، وابن قیم المنار المنیف فصل ۱۱ ۔ ۱۲۳ تا ۱۲۴ سے محمد طاہر پٹنی: تذکرہ الموضوعات باب مدح العرب ولغتہم۔

Marfat.com

ومضغ العلك واكل التفاح الحامض[1]	درمیان سے نکلنا (۵) گوند چبانا۔ (۶) کھٹا سیب کھانا۔
الحجامہ علی القفا تورث النسیان[2]	گدی پر پچھنا لگانا نسیان پیدا کرتا ہے۔
یاحمیرا لا تغتسلی بالماء الشمس فانہ یورث البرص۔[3]	اے عائشہؓ سورج سے گرم پانی سے غسل نہ کیا کرو اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔
الیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد ا ومحمد[4]	میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔
من ولد لہ مولود فسماہ محمدا تبرکا بہ کان ھو والوالد فی الجنۃ[5]	جس شخص کے لڑکا پیدا ہوا اور اس نے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمدؐ رکھا تو لڑکا اور باپ دونوں جنت میں جائیں گے۔
ما من مسلم دنا من زوجتہ وھو ینوی ان حبلت منہ ان یسمیہ محمدا الا رزقہ ولدا ذکرا[6]	جو مسلمان اپنی بیوی کے پاس اس نیت سے گیا کہ اس سے جو حمل ہوگا اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا عطا کرے گا۔
ما من عبد یبکی یوم قتل	اللہ کا جو بندہ شہادت حسین کے

---

[1] العجلونی کشف الخفاء ص ۴۴۷ والمنار المنیف فصل ۱۱ [2] ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۳
[3] ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۳ [4] ایضاً [5] ایضاً [6] ایضاً۔

Marfat.com

حسین الا کان یوم القیٰمۃ مع اولی العزم من الرّسل[1]
دن روئے گا قیامت کے دن اس کا حشر اولوالعزم رسولوں کے ساتھ ہوگا۔

لواحسن احدکم ظنہ بحجر لنفعہ[2]
تم میں سے جو شخص پتھر کے ساتھ بھی حسن ظن رکھے گا۔ تو وہ اس کو نفع دے گا۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث محسوس، عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث محسوس عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو، ابوالحسن علی ابن محمد کنانی کہتے ہیں:۔

ویلتحق بہ ما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او العادۃ[3]
رکاکت میں وہ حدیثیں بھی آتی ہیں جو حس، مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہوں۔

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں:۔

او یکون ما یدفع الحسّ والمشاھدۃ[4]
یا ایسی حدیثیں ہوں جن کو حس اور مشاہدہ قبول نہ کرے۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

السواک یزید الرّجل فصاحۃ[5] مسواک سے فصاحت میں زیادتی ہوتی ہے۔

---

[1] تذکرۃ الموضوعات من ادعی الصحبۃ کذبا۔ [2] المنار المنیف فصل ۴۹۔ [3] ابوالحسن علی کنانی: تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ فصل فی امارات الموضوع الخ۔ [4] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث الموضوع۔ [5] محمد طاہر پٹنی: تذکرۃ الموضوعات باب خصال الوضوء الخ۔

Marfat.com

اذا عطس الرجل عند الحدیث فھو صدق [1] — جب بات کے وقت آدمی چھینکے تو وہ سچا ہے۔

من قارف ذنبا فارقه عقل لم یعد الیه [2] — جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی عقل اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ پھر نہیں لوٹتی ہے۔

ایک شخص نے اولاد کم ہونے کی شکایت کی تو رسول اللہؐ نے اس کو پیاز اور انڈا کھانے کا حکم دیا۔ اس نے پوچھا کس کے انڈے کھاتے جائیں، آپؐ نے جواب میں فرمایا:۔

کل بیض ولو بیض النمل [3] — ہر انڈا خواہ چیونٹیوں کا ہی کیوں نہ ہو۔

النطفة التی تخلق منھا الولد ترعد لھا الاعضاء و العروق کلھا اذا اخرجت ووقعت فی الرحم [4] — جس نطفہ سے لڑکا پیدا ہوتا ہے جب وہ نکل کر رحم میں گرتا ہے تو تمام اعضاء اور عروق میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے۔

ان یمن المراۃ تبکیرھا بالانثی [5] — عورت کی برکت پہلے لڑکی جننا ہے۔

اشربوا علی الطعام تَشْبَعُوْا [6] — کھانے پر پانی پی لیا کرو، سیراب ہو جاؤ گے۔

لا یفعلن احدکم امرا حتی — تم میں سے کوئی شخص کوئی کام مشورہ

---

[1] موضوعات کبیر فصل ونحن ننبہ الخ۔ [2] تذکرہ الموضوعات باب خصال الوضوء الخ۔
[3] ایضاً فصل السعی فی الاولاد [4] تذکرۃ الموضوعات فصل السعی فی الاولاد۔ [5] موضوعات کبیر ص ۱۱۔ [6] ایضاً۔

Marfat.com

یستشیر فان لم یجد من یستشیرہ فیستشیر امرأۃ ثم یخالفھا فان فی خلافھا البرکۃ [۱]	کئے بغیر نہ کرے، اگر مشورہ دینے والا نہ ملے تو عورت سے مشورہ کرے پھر اس کے خلاف کرے، کیوں کہ عورت کے خلاف کرنے میں برکت ہے۔
شرارکم عوازبکم [۲]	تم میں بدترین غیر شادی شدہ لوگ ہیں۔
رکعتان فی المتزوج افضل من سبعین رکعۃ من الاعزب [۳]	شادی شدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شدہ کی ستّر رکعتوں سے افضل ہیں۔

اسی طرح غیر شادی شدہ لوگوں کی فضیلت سے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں سب موضوع ہیں[۴]۔

رسول اللہ ص کیطرف منسوب حدیث عقل عام سے خلاف ہو

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث عقل عام کے خلاف ہو یعنی فرد واحد یا کسی خاص طبقہ کی عقل کے خلاف نہیں، بلکہ عام طور پر لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں:۔

کل حدیث رأیتہ یخالف المعقول	ہر وہ حدیث جس کو تم معقول (عقل) کے مخالف ....
فاعلم انہ موضوع فلا	دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ موضوع ہے،

[۱] تذکرۃ الموضوعات باب تادیب النساء الخ۔ [۲،۳] ایضاً فضل النکاح الخ۔ [۴] المنار المنیف ۴۲۔

Marfat.com

تتکلف اعتبارہ [1] | اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

مختلف محدثین نے ابن جوزیؒ ہی کے حوالے سے یہ اصول نقل کیا ہے۔

علامہ سخاوی اس کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :۔

ای لا تعتبر رواتہ ولا تنظر فی جرحھم [2] | یعنی ایسی حدیث کے راویوں کا نہ اعتبار ہوگا اور نہ ان کی جرح میں نظر کی جائے گی (اس کے بغیر ہی وہ رد ہو جائے گی)۔

اس کی مزید وضاحت ابن جوزی کی اس عبارت سے ہوتی ہے :۔

الا تری انہ لو اجتمع خلق من الثقات فاخبروا ان الجمل قد دخل فی سم الخیاط لما نفعتنا ثقتھم ولا اثرت فی خبرھم لانھم اخبروا المستحیل [3] | کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر ثقہ لوگوں کی ایک پوری جماعت خبر دے کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو گیا تو نہ ان کی ثقاہت ہمیں نفع دے گی اور نہ ان کی خبر ہی اثر کریگی کیوں کہ انہوں نے امر محال کی خبر دی ہے۔

اس اصول کے تحت وہ حدیثیں موضوع قرار پائیں گی جو عقل کی عمومی سطح کے خلاف ہوں۔ خصوصی سطح کا نہ کوئی معیار ہے اور نہ اس کی بنیاد پر حدیث کے بارے میں فیصلہ ممکن ہے۔ چنانچہ :۔

---

[1] عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی، کتاب الموضوعات، کتاب التوحید باب فی اللہ عزو جل قدیم۔ [2] فتح المغیث۔ الموضوع۔ [3] ابن جوزی۔ کتاب الموضوعات، کتاب التوحید۔

Marfat.com

ان یکون الحدیث مخالفا لبدیہیات العقول من غیر ان یمکن تاویلہ[1] — حدیث عقل کی بدیہیات کے خلاف ہو جس کی تاویل ممکن نہ ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع ہوں گی۔

ان سفینۃ نوح طافت بالبیت سبعا وصلت عند المقام رکعتین[2] — حضرت نوحؑ کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔

طول اللحیۃ دلیل قلۃ العقل[3] — ڈاڑھی کی درازی کم عقلی کی دلیل ہے۔

ان الورد خلق من عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم او من عرق البراق[4] — گلاب کا پھول رسول اللہؐ یا براق کے پسینہ سے پیدا کیا گیا۔

الورد الابیض خلق من عرقی لیلۃ المعراج والورد الاحمر خلق من عرق جبریل و الورد الاصفر من عرق البراق[5] — سفید گلاب معراج کی رات میں میرے پسینہ سے پیدا کیا گیا، سرخ گلاب جبریلؑ کے پسینہ سے اور زرد گلاب براق کے پسینہ سے پیدا کیا گیا۔

---

[1] مصطفی سباعی۔ السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن [2] المقاصد الحسنۃ حرف الطاء۔ [3] ایضاً حرف الہمزہ۔ [4] المنار المنیف فصل ۸۔

Marfat.com

الجوز دواء والجبن داء فاذا صار فی الجوز صار شفاء[1]	اخروٹ دوا ہے پنیر بیماری ہے۔ جب وہ اخروٹ میں جاتا ہے تو شفا بن جاتا ہے۔
من لم یکن لہ مال یتصدق بہ فلیلعن الیہود والنصٰرٰی[2]	جس شخص کے پاس مال خیرات کرنے کے لئے نہ ہو تو اس کو یہود و نصارٰی پر لعنت کرنی چاہئے!
من اخذ لقمۃ اوکسرۃ من مجری الغائط او البول فاماط عنہا الاذی وغسلہا غسلا نقیا ثم اکلہا لم یستقر فی بطنہ حتی یغفر لہ[3]	جس شخص نے ایک لقمہ یا ٹکڑا پائخانہ یا پیشاب کی نالی سے اٹھایا اور اس سے گندگی دور کر کے خوب دھویا پھر کھالیا تو پیٹ میں جانے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔
لا تقطعوا اللحم بالسکین فان ذلک من صنیع الاعاجم[4]	گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔
من طول شاربہ فی الدنیا طول اللہ ندامتہ یوم القیٰمۃ وسلط علیہ بکل شعرۃ علی شاربہ سبعین شیطانا فان مات علی ذلک الحال	جس شخص نے دنیا میں اپنی مونچھیں بڑھائیں، اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کی ندامت کو بڑھاتے گا اور مونچھوں کے ہر بال پر ستر شیطان مسلط کر دے گا۔ اگر اسی حالت میں

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۱۔ [2] ایضاً۔ [3] قاضی شوکانی۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب الاطعمۃ والاشربۃ [4] ایضاً۔

Marfat.com

لا یستجاب لہ دعوۃ ولا ینزل علیہ رحمۃ [1] | مرگیا تو نہ اس کی دُعا قبول ہو گی اور نہ اس پر رحمت نازل ہو گی۔

من قص اظفارہ مخالفا لم یر فی عینیہ رمدا [2] | جس شخص نے اپنے ناخن مخالف سمت سے کاٹے وہ آشوب چشم سے محفوظ رہے گا۔

رسول اللہ ص کی طرف منسوب حدیث حکمت واخلاق کے اصول کے خلاف ہو

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث حکمت واخلاق کے عام اصول کے خلاف ہو۔

ان یکون مخالفا للقواعد العامۃ فی الحکم والاخلاق [3] | حدیث حکمت واخلاق کے عام قواعد کے خلاف ہو۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں :۔

او ینا قض الاصول [4] | یا حدیث اصول کو توڑنے والی ہو۔

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پاتی ہیں :۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

افضل الناس اعقل الناس [5] | لوگوں میں سب سے افضل وہ لوگ ہیں جو عقل میں افضل ہیں۔

انما یرتفع العباد غدا فی الدرجات | بندے کل (آخرت میں) اللہ کا قرب اور

---

[1] الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ باب الخضاب والطیب الخ۔ [2] المنار المنیف فصل ۴۹۔ [3] مصطفیٰ اسباعی۔ السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن [4] ابن جوزی کتاب الموضوعات کتاب التوحید باب فی ان اللہ عزوجل قدیم [5] موضوعات کبیر فصل عقل وما یلحق بہ الخ ص ۱۰۵۔

Marfat.com

وينالون الزلفى من ربهم على قدر عقولهم[1]	بلند درجات اپنی عقل کی مقدار سے حاصل کریں گے۔
شراركم معلموصبيانكم اقلهم رحمة على اليتيم واغلظهم على المساكين[2]	بچوں کے معلم تم میں زیادہ برے ہیں۔ یتیموں پر بہت کم مہربان اور مسکینوں پر زیادہ سخت ہیں۔
النظرة الى المرءة الحسناء يزيد فى البصر[3]	خوبصورت عورت کی طرف دیکھنے سے بصارت بڑھتی ہے۔
لا يصح المكر والخديعة الا فى النكاح[4]	مکر اور دھوکا نکاح کے علاوہ اور کسی میں درست نہیں ہے۔
لواغتسل اللوطى بماء البحر لم يجئ يوم القيمة الاجنبا[5]	(فعل قوم لوط کرنے والا) اگر سمندر کے پانی سے بھی غسل کرے جب بھی وہ قیامت کے دن ناپاک ہی آئے گا۔
الكريم حبيب الله ولو كان فاسقا والبخيل عدو الله ولو كان راهبا[6]	سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو اور بخیل اللہ کا دشمن ہے۔ اگرچہ عابد وزاہد ہی ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

كانت عندى امرأة تسمعنى فدخل صلى الله عليه وسلم	میرے پاس ایک عورت (گانا) سنا رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ موضوعات کبیر فصل عقل وما یلحق بہ ص ۱۰۵ ۔ ۲؎ ایضاً حرف الشین ۔ ۳؎ قاضی شوکانی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب الادب والزہد ا/ ۷ ۔ ۴؎ ایضاً کتاب النکاح ۔
۵؎ علامہ سخاوی ۔ المقاصد الحسنۃ حرف اللام ۔ ۶؎ موضوعات کبیر حرف الکاف ۔

Marfat.com

وهي على تلك ثم دخل عمر ففرت فضحك صلى الله عليه وسلم فقال ما يضحكك يا رسول الله فحدثه فقال والله لا اخرج حتى اسمع ما سمع صلى الله عليه وسلم فاسمعته [1]

تشریف لائے۔ وہ بدستور سناتی رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو وہ بھاگ گئی، اس پر رسول اللہؐ کو ہنسی آگئی، حضرت عمرؓ نے ہنسی کی وجہ پوچھی آپؐ نے عورت کے گانا سنانے اور بھاگنے کا واقعہ سنایا تو حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک میں وہی نہ سن لوں جو رسول اللہ صلعم کو سنا رہی تھی، پھر عورت نے حضرت عمرؓ کو سنایا۔

رتن ہندی سے منقول ہے:۔

كنت فى زفاف فاطمة على علىّ فى جماعة من الصحابة فكان ثمة من يغنى فطابت قلوبنا و رقصنا فلمّا كان الغد سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلتنا فلم ينكر علينا ودعا لنا [2]

میں صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت فاطمہ کی شب زفاف میں موجود تھا، اس موقع پر ایک گانے والا موجود تھا اور ہمارے دل اس قدر مسرور تھے کہ ہم لوگوں نے رقص کیا، دوسرے دن رسول اللہؐ نے گزشتہ رات کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے کوئی نکیر نہیں کی اور ہمارے لئے دعا کی۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث شہوت وفساد کی داعی ہو

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث شہوت وفساد کی رغبت دلاتی ہو۔

[1] محمد طاہر پٹنی، تذکرۃ الموضوعات باب السماع والشوق۔ [2] ایضاً باب فیمن ادعی الصحبۃ کذبا الخ۔

Marfat.com

او داعیا الی الشھوۃ و المفسدۃ۔[1] یا حدیث شہوت و فساد کی داعی ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع ہوں گی :۔

شھوۃ النساء تضاعف علی شھوۃ الرّجال[2]	عورتوں کی شہوت مردوں کی شہوت سے کئی گناہ زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول بھی نقل کیا جاتا ہے :۔

فضلت المرءۃ علی الرجل تسعۃ وتسعین من اللذۃ و لکنّ اللہ القی علیھن الحیاء[3]	عورتوں کو مردوں پر لذّت میں ننانوے درجہ فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ نے ان پر حیا کا پردہ ڈال دیا ہے۔
عقولھن فی فروجھن[4]	عورتوں کی عقلیں ان کی شرمگاہوں میں ہوتی ہیں۔
شکوت الی جبریل ضعفی من الوقاع فامرنی باکل الھریسۃ[5]	میں نے جبریلؑ سے ضعفِ باہ کی شکایت کی تو انہوں نے حریرہ کھانے کا حکم دیا۔
قال معاذ ھل اتیت من الجنۃ بطعام قال نعم اتیت بھریسۃ فاکلتھا۔	معاذؓ نے کہا کہ کیا آپؐ جنت سے کوئی کھانا لائے ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں حریرہ لایا ہوں میں نے اس کو کھایا

---

[1] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن [2] تذکرۃ الموضوعات فصل تادیب النساء الخ۔ [3][4] المقاصد الحسنۃ باب العین [5] تذکرۃ الموضوعات فصل الادام کاللحم والھریسۃ۔

Marfat.com

فزادت فی قوتی قوۃ اربعین	تو میری قوت میں چالیس مردوں کی قوت
وفی نکاحی نکاح اربعین و	کا اضافہ اور میری شہوت میں چالیس عورتوں
کان معاذ لا یعمل طعامًا الا	کی شہوت کا اضافہ ہوا۔ معاذؓ ہر کھانے
بدأ بالھریسۃ [1]	سے پہلے حریرہ استعمال کرتے تھے۔
ان الرجل لیجامع فیکتب	انسان اپنی عورت سے جماع کرتا ہے تو
لہ اجر ولد ذکر قاتل فی	اسکو ایسے لڑکے کا اجر ملتا ہے جس نے اللہ
سبیل اللہ فقتل [2]	کی راہ میں جہاد کیا پھر شہید ہو گیا۔
ما من رجل من المسلمین	کوئی مسلمان نفسانی تقاضے کے تحت
یاخذ بید امرأتہ یراودھا	اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو اس کو
الا کتب اللہ لہ عشر حسنات	دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جب معانقہ
فاذا عانقھا فعشرون	کرتا ہے تو بیس ملتی ہیں۔ جب
حسنۃ فاذا قبلھا فعشرون	بوسہ لیتا ہے تو ایک سو بیس اور
ومائۃ حسنۃ فاذا جامعھا	جب جماع کرتا اور اس کے بعد
ثم قام الی مغتسلہ لم	غسل کرتا ہے تو اس کے بدن کے
یمر الماء علی شعرۃ	جس بال سے بھی پانی گزرتا ہے
من جسدہ الا کتب لہ بھا	اس کے بدلہ میں دس نیکیاں
عشر حسنات وحط عنہ	ملتی ہیں اور دس گناہ دور کئے
عشر سیئات وان اللہ	جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں
عزوجل یباھی بہ الملائکۃ	سے فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ

[1] تذکرہ الموضوعات فصل الادام کاللحم والہریسۃ۔ [2] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب النکاح۔

Marfat.com

فیقول انظروا الی عبدی	میرے بندے کو دیکھو کہ سردی
قام فی ھٰذہٖ اللیلۃ الشدیدۃ	کی رات میں اس نے غسل جنابت
بردھا فاغتسلھا من الجنابۃ	کیا اور ایمان کے ساتھ اپنے رب
مومنا الی ربہ انی اشھدکم	کے حضور حاضر ہوا تو تم گواہ رہو
قد غفرت لہ[1]	کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

رسول اللہؐ کیطرف منسوب حدیث قواعد طب کے خلاف ہو،

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث قواعد طب کے خلاف ہو۔

او یکون مخالفا للقواعد الطب	یا حدیث طب کے متفقہ قواعد کے
المتفق علیھا[2]	خلاف ہو۔

ابن قیم اور ملا علی قاری نے زیادہ وسعت سے کام لے کر یہ تعبیر اختیار کی ہے:-

ان یکون الحدیث بوصف	حدیث اطباء اور چٹکلا بازوں کے
الاطباء والطرقیۃ اشبہ والیق[3]	بیان کے زیادہ مشابہ اور لائق ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی :-

---

[1] جلال الدین السیوطی : اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ۔ کتاب النکاح ج ۲ ص ۹۳

[2] مصطفےٰ سباعی :۔ السنتہ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامت الوضع فی المتن ۔

[3] المنار المنیف فصل ۴۳ اور موضوعات کبیر ص ۱۱۵ ۔

Marfat.com

الباذنجان شفاء من کل داء[1]	بیگن میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔
فضل الکراث علی البقول کفضل الخبز علی سائر الاشیاء[2]	"گندنا" کی فضیلت سبزیوں پر ایسی ہی ہے جیسی روٹی کی فضیلت تمام چیزوں پر ہے۔
یا علی علیك بالملح فانه شفاء من سبعین داء الجذام والبرص والجنون[3]	اے علی! نمک استعمال کرو، اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے جذام برص اور جنون۔
من اکل القثاء بلحم وقی الجذام۔[4]	جس شخص نے ککڑی گوشت کے ساتھ کھائی وہ جذام سے محفوظ رہا۔
اللحم ینبت اللحم من ترك اللحم اربعین یوما ساء خلقه[5]	گوشت گوشت اگاتا ہے جس نے چالیس دن گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کے اخلاق و عادات خراب ہو گئے۔
الشرب من فضل وضوء المؤمن فیه شفاء سبعین داء[6]	مومن کے وضو کا بچا ہوا پانی پینے سے ستر بیماریوں کی شفاء ہوتی ہے۔

قواعد طب کے موافق حدیثوں کی حیثیت

طب سے متعلق جو روایتیں قواعد طب کے خلاف

---

[1] علامہ سخاوی المقاصد الحسنہ حرف الباء۔ [2،3] جلال الدین السیوطی: اللآلی المصنوعۃ فی احادیث الموضوعہ کتاب الاطعمۃ۔ [4] تذکرہ الموضوعات باب الادام کا للحم۔ [5] جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعۃ فی احادیث الموضوعۃ کتاب الاطعمۃ۔ [6] قاضی شوکانی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعہ۔ کتاب الاطعمۃ۔

Marfat.com

نہیں ہیں، ان کا سرچشمہ نہ شعورِ نبوت ہے اور نہ وہ رسالت کے فرائضِ منصبی میں داخل ہیں، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایسی روایتوں کو دوسری قسم کی روایتوں میں شمار کیا ہے۔

وثانیھا ما لیس من باب تبلیغ الرسالۃ فمنہ الطب [1]	دوسری وہ روایتیں ہیں جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہیں ہے، ان ہی میں طب ہے۔

اس قسم کی روایتوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے:۔

انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من دینکم فخذ وا بہ واذا امرتکم بشیٔ من رأیی فانما انا بشر [2]	میں صرف ایک بشر ہوں، جب تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو سمجھو کہ میں بشر ہوں۔

غالباً اسی بنا پر ابن قیم اور ملا علی قاری نے ان کو حدیث میں شامل کرنا پسند نہیں کیا۔

رسول اللہ کیطرف منسوب حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو۔

مخالفۃ لحقائق التاریخ المعروفۃ فی عصر النبی	یا حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں

[1] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ ج ا باب اقسام علوم النبی صلعم۔ [2] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ ا ج ا باب اقسام علوم النبی صلعم۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم[1] مشہور تھے۔

ابن قیمؒ کہتے ہیں :۔

ومنہا ما یقترن بالحدیث من القرائن التی یعلم انہ باطل[2]

حدیث میں تاریخی قرائن ایسے پائے جائیں جس سے معلوم ہو جائے کہ وہ باطل ہے۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

ان النبی وضع الجزیۃ علی اھل خیبر ورفع عنہم الکلفۃ والسخرۃ بشہادۃ سعد بن معاذ وکتابۃ معاویۃ[3]

رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے جزیہ معاف کر دیا۔ کلفہ اور بیگار کو بھی معاف کر دیا، اس کے شاہد سعد بن معاذ اور کاتب معاویہ ہیں۔

یہ روایت ان وجوہ سے باطل ہے :۔

(۱) جس وقت اہل خیبر (سنہ ۷ھ) سے معاہدہ ہوا، اس وقت تک جزیہ کا حکم نہیں نازل ہوا تھا، قرآن حکیم میں جزیہ کا حکم غزوۂ تبوک (سنہ ۹ھ) کے بعد نازل ہوا۔

(۲) اس میں سعد بن معاذؓ کی گواہی ہے حالانکہ ان کی وفات غزوۂ خندق (سنہ ۵ھ) کے ایک ماہ بعد ہو چکی تھی۔

(۳) اس کے کاتب حضرت معاویہؓ ہیں، حالانکہ اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے بعد وہ اسلام لائے۔

---

[1] مصطفیٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔ [2] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۶۔ [3] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

(۴) اس میں بطور نشان کلہ (سر پر باندھنے کی پٹی) اور بیگار کا ذکر ہے حالانکہ اس زمانہ میں نہ یہ نشان تھا اور نہ بیگار لیا جاتا تھا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:۔

دخلت الحمام فرأیت رسول	میں حمام میں گیا تو رسول اللہؐ کو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا	اس میں تہبند باندھے ہوئے بیٹھا
وعلیہ مئزر فھممت ان اکلمہ	پایا، میں نے آپؐ سے گفتگو کا ارادہ
فقال یا انس حرمت دخول	کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے انس میں
الحمام بغیر مئزر من اجل	نے اسی وجہ سے بغیر تہبند کے حمام
ھذا [1]	میں داخل ہونے کو حرام کیا ہے۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ حمام تشریف لے جانا ثابت ہے اور نہ اس وقت حمام کے رواج کا ثبوت ملتا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ ابن اُبی کے ساتھیوں اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ کے درمیان جھگڑا ہوگیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی [2]

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں
اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا [3]	لڑ جائیں تو ان میں صلح کرا دو۔

حالانکہ جس وقت آیت نازل ہوئی ہے اس وقت تک عبداللہ اور اس کا گروہ ظاہر میں بھی مسلمان نہ تھا۔ جب کہ قرآن میں مومنوں کے دو گروہ کا ذکر ہے۔ اس بناء پر آیت کا شانِ نزول یہ واقعہ نہیں ہو سکتا۔

---

[1] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علاماتِ الوضع فی المتن۔ [2] زمخشری: تفسیر کشاف سورۂ حجرات۔ [3] القرآن: حجرات رکوع ۱۔

Marfat.com

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کے خلاف

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث کے خلاف۔ صحیح شواہد موجود ہوں۔

صحیح شواہد ایسے موجود ہوں جن سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہوتا ہے :۔

ان یکون الحدیث مما تقوم الشواھد الصحیحہ علی بطلانہ [1]

حدیث ایسی ہو کہ اس کے بطلان پر صحیح شواہد موجود ہوں۔

ملا علی قاری کی بھی یہی عبارت ہے [2]

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی۔

عوج بن عنق کے بارے میں ہے :۔

ان طولہ ثلاثۃ آلاف ذراع وثلاث مائۃ وثلاثۃ وثلثین وثلثا [3]

عوج بن عنق (جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا) کا قد تین ہزار تین سو تینتیس اور ثلث ذراع تھا۔

حضرت آدمؑ کے بارے میں ہے کہ :۔

خلق اللہ آدم طولہ ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص بعد [4]

اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو ان کا قد ستر ذراع تھا۔ پھر اس کے بعد اولاد آدم کا قد اب تک کم ہوتا رہا۔

کوہ قاف کے بارے میں ہے :۔

---

[1] ابن قیم : المنار المنیف فصل ۱۷ [2] موضوعات کبیر ص ۱۱۶ ۔ [3] المنار المنیف فصل ۱۷ و موضوعات کبیر ص ۱۱۷ ۔ [4] ایضاً فصل ۱۶ و ۱۷ ۔

Marfat.com

ان قاف جبل من زبرجدة	کوہ قاف سبز زمرد کا ہے جو دنیا
خضراء تحیط بالدنیا کاحاطة	کو ایسے ہی محیط ہے جیسے چہار
الحائط فی البستان والسماء	دیواری باغ کو محیط ہوتی ہے اور
واضعة اکنافها علیه	آسمان اپنے کناروں کو اس پر رکھے
فزرقتها منه[۱]	ہوتے ہے۔ آسمان کی نیلگونی اسی
	وجہ سے ہے۔

زمین کے استقرار کے بارے میں ہے :۔

ان الارض علی صخرة و	زمین چٹان پر ہے اور چٹان بیل
الصخرة علی قرن ثور فاذا	کے سینگ پر جب بیل اپنے سینگ کو
حرك الثور قرنه تحرکت	حرکت دیتا ہے تو چٹان کو حرکت
الصخرة فتحرکت الارض	ہوتی ہے، پھر زمین کو حرکت ہوتی
وھی الزلزلة[۲]	ہے، اسی کا نام زلزلہ ہے۔

رتن ہندی کے بارے میں ہے :۔

عاش ست مائة سنة	کہ وہ چھ سو تیس سال تک
وثلاثین سنة[۳]	زندہ رہا۔

رتن ہندی سے بہت سی نہایت لغو قسم کی روایتیں مروی ہیں، وہ سب موضوع ہیں۔[۴]

ابن عمرؓ کہتے ہیں :۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱، ۲ ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۸۔ ۳ تذکرہ الموضوعات باب فمن ادعی الصحبة کذبا۔ ۴ ایضاً۔

Marfat.com

علیہ وسلم یقول ان بعض ومیاء عیسیٰؑ بن مریم حی بالعراق فاذا انت رأیته فاقرئه منی السلام[1]

کو فرماتے سنا کہ عیسیٰؑ ابن مریم کے بعض "وصی" عراق میں زندہ ہیں۔ جب ان کو دیکھو میرا سلام کہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض حواریین کی زندگی اور ان سے ملاقات کے بارے میں مختلف روایتیں آتی ہیں لیکن وہ سب موضوع اور باطل ہیں[2]۔

مذکورہ ساری باتیں اللہ کی عادت (سنۃ اللہ) وحقیقت کے خلاف ہیں۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث اللہ کی تنزیہ وکمال کے خلاف ہو

(۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث اللہ تعالےٰ کی تنزیہ وکمال کے خلاف ہو۔

او مخالفا لما یوجبه العقل لله من تنزیه وکمال[3]

"عقل" اللہ کے لئے جو تنزیہ و کمال واجب کرتی ہے حدیث اس کے خلاف ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

ان الله خلق الفرس فاجراها فعرقت فخلق نفسه منها[4]

اللہ نے گھوڑا پیدا کیا، اس کو دوڑایا، وہ پسینہ پسینہ ہوگیا اس سے اپنی ذات کو پیدا کیا۔

---

[1] جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ۔ کتاب الانبیاء والقدماء۔ [2] ایضاً
[3] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔ [4] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

دوسری روایت میں لوگوں نے آپؐ سے یہ سوال کیا:-

ممّا ربنا قال من ماء	ہمارا رب کس چیز سے پیدا کیا گیا۔
مرور لا من ارض ولا	آپؐ نے فرمایا گزرتے ہوئے پانی سے
سماء خلق خیلا	نہ زمین سے نہ آسمان سے گھوڑے
فاجراها فعرقت	کو پیدا کیا، اس کو دوڑایا، وہ پسینہ
فخلق نفسه من ذالك	پسینہ ہوگیا۔ اس پسینہ سے اپنی
العرق [1]	ذات کو پیدا کیا۔

العیاذ باللہ کس قدر مہمل یہ روایتیں ہیں:-

ان بین الله و بین الخلق	اللہ اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار
سبعین الف حجاب واقرب الحجب	پردے ہیں، پردوں میں زیادہ قریب
الی الله تعالیٰ جبریل ومیکائیل	جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔
واسرافیل وان بینهم وبینه	ان کے اور اللہ کے درمیان
اربعة حجب، حجاب من نار وحجاب	چار پردے ہیں (۱) آگ کا پردہ۔
من ظلمة وحجاب من غمام و	(۲) تاریکی کا پردہ (۳) ابر کا پردہ
حجاب من الماء [2]	(۴) پانی کا پردہ۔
کنت کنزاً مخفیا لا اعرف	میں پوشیدہ خزانہ تھا جس کو کوئی
فاحببت ان اعرف فخلقت	پہچانتا نہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا
خلقا فعرفتهم بی فعرفونی [3]	جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا۔ میں نے
	ان کو اپنی نسبت سے پہچانا، انہوں

---

[1] ابن عراقی الموضوعات (مخطوط) کتاب التوحید۔ [2] ابن جوزی: العلل المتناهیه فی الاحادیث الموضوعه (مخطوط) باب ذکر الصورة۔ [3] تذکرة الموضوعات کتاب التوحید۔ [4] السیوطی: اللآلی المصنوعة کتاب التوحید۔

Marfat.com

نے مجھ کو پہچانا۔

ان اللہ عزوجل یجلس یوم القیمۃ علی القنطرۃ الوسطی بین الجنۃ والنار[1]

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بیچ کے پل پر بیٹھے گا جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

ان اللہ عزوجل ینزل فی کل لیلۃ جمعۃ الی دار الدنیا فی ستمائۃ الف ملک فیجلس علی کرسی من نور وبین یدیہ لوح من یاقوت حمراء فیہ اسماء من یثبت الرؤیۃ والکیفیۃ والصورۃ من امۃ محمد فیباھی بھم الملائکۃ ویقول تبارک وتعالیٰ ھؤلاء عبیدی الذین لم یجحدوا فی واقاموا سنۃ نبی ولم یخافوا فی اللہ لومۃ لائم اشھدکم یا ملائکتی وعزتی وجلالی لادخلنھم الجنۃ بغیر حساب۔[2]

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جمعہ کی رات دار دنیا کی طرف چھ ہزار فرشتوں کے درمیان نزول اجلال فرماتا ہے نور کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکے آگے یاقوت کی تختی ہوتی ہے جس میں امت محمدیہ کے ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں جن کی رویت، صورت اور کیفیت ثابت ہے اور فرشتوں سے فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں جنہوں نے میرا انکار نہیں کیا اور میرے نبیؐ کی سنت قائم کی۔ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کی، اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میری عزت وجلال کی قسم میں ان کو جنت میں بغیر حساب داخل کروں گا۔

---

[1] السیوطی: اللآلی المصنوعۃ کتاب التوحید [2] اللآلی المصنوعۃ کتاب التوحید۔

Marfat.com

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث صراحتِ قرآن کے خلاف ہو

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث صراحتِ قرآن کے خلاف ہو۔

مخالفۃ الحدیث صریح القرآن۔[۱]	حدیث صریح قرآن کے خلاف ہو۔
مخالفتہ لصریح القرآن بحیث لا یقبل التاویل۔[۲]	حدیث کی مخالفت صریح قرآن کے خلاف اس طرح ہو کہ تاویل نہ قبول کرے۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس حدیث کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی۔

لا یدخل الجنۃ ولد الزنا ولا بشیئ من نسلہ الی سبعۃ اٰباء الجنۃ۔[۳]	ولدالزنا اور اسکی نسل سے سات پشت تک کوئی شخص جنت میں نہ جائیگا۔
یحشرا ولا د الزنا فی صورۃ القردۃ والخنازیر۔[۴]	قیامت کے دن ولدالزنا، بندر اور خنزیر کی شکل میں جمع کئے جائیں گے۔

ایسی روایتیں قرآنِ حکیم کی اس آیت کے خلاف ہیں:۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[۵] کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

دنیا کی عمر کے بارے میں ہے:۔

---

[۱] المنار المنیف فصل ۱۸ [۲] مصطفٰے اسباعی: السنتہ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن ۲۷۳ [۳]

محمد طاہر پٹنی، تذکرہ الموضوعات حدود الردۃ والزنا الخ۔ [۵] القرآن: سورۃ الانعام رکوع ۲۰۔

Marfat.com

انها سبعة الاف سنة ونحن في الالف السابعة [1]	دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار سال میں ہیں۔

یہ قرآن حکیم کی ان آیتوں کے خلاف ہے جن میں کہا گیا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے مثلاً :۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ [2]	لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اس (قیامت) کا وقوع کب ہوگا آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم میرے ربّ کے پاس ہے، وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔

دوسری جگہ ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ [3]	بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔

زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں ہے :۔

خلق الله عزوجل التربة يوم السبت وخلق فيها الجبال يوم الاحد وخلق الشجر يوم الاثنين وخلق المكروه يوم الثلاثاء خلق النور	اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن پہاڑ کو اتوار کے دن، درخت کو دوشنبہ کے دن، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن، نور بدھ کے دن پیدا کیا جانوروں کو اس میں جمعرات کے

---

[1] ملا علی قاری: موضوعات کبیر فصل ومنہا مخالفۃ الحدیث الخ [2] الاعراف رکوع ۲۳۔ [3] سورہ لقمان رکوع ۴۔

Marfat.com

یوم الاربعاء وبث فیہا الدواب	دن پھیلایا اور آدم علیہ السلام
یوم الخمیس وخلق آدم علیہ	کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا
السلام بعد العصر من	کیا، آدم کی پیدائش آخری تھی وہ
یوم الجمعۃ فی آخر الخلق فی	جمعہ کے دن آخری ساعت میں
آخر ساعۃ من ساعات الجمعۃ	عصر و مغرب کے درمیان ہوئی۔
فیما بین العصر الی اللیل [1]	

اس میں پیدائش کی مدت سات دن ہے، جب کہ قرآنِ حکیم میں مدت تخلیق چھ ۶ دن (دور) بیان کی گئی ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ	اللہ نے آسمان و زمین کو چھ دن
سِتَّۃِ اَیَّامٍ [2]	(دور) میں پیدا کیا۔

پھر اس میں آسمان کی پیدائش کا ذکر نہیں ہے، صرف زمین اور اس کی چیزوں کو سات دن میں پیدا کرنے کا ذکر ہے جب کہ قرآنِ حکیم میں ہے کہ زمین اور اس کی چیزیں چار دن (دور) اور آسمان دو دن (دور) میں پیدا کئے گئے ہیں [3]۔

یہ دراصل کعب احبار کا قول ہے، جس کو غلطی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے [4]۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث سنتِ صریحہ کو توڑنے والی ہو	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث سنت صریحہ کو

کھلم کھلا توڑنے والی ہو۔

---

[1] مسلم: کتاب صفات المنافقین باب ابتداء خلق [2] الاعراف۔ ۷ [3] حٰم سجدہ ۲۔
[4] بخاری تاریخ کبیر و موضوعات کبیر ص۔ ۱۲۰۔

Marfat.com

مناقضة الحديث لماجاءت به السنة الصريحة مناقضة بيّنة[1]	حدیث ان باتوں کو کھلم کھلا توڑنے والی ہو جو سنّت صریحہ سے ثابت ہوں۔

اس اصول کے تحت درج ذیل دو قسم کی حدیثیں موضوع قرار پائیں گی۔

(۱) وہ جو فساد، ظلم، فعل عبث، باطل کی تعریف اور حق کی برائی پر مشتمل ہوں۔

(۲) وہ جن میں نام و القاب کی اس قدر اہمیت بیان کی گئی ہو کہ اس سے ایمان و عمل صالح کی اہمیت مجروح ہوتی ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

چند روایتیں یہ ہیں:۔

لو یربی احدکم بعد الستین ومائة جرو کلب خير له من ان يربی ولدًا[2]	ایک سو ساٹھ سال کے بعد کوئی کتے کے پلّے کی پرورش کرے اس سے بہتر ہے کہ وہ اولاد کی پرورش کرے۔!
لا يولد بعد ست مائة مولود ولله فيه حاجة[3]	چھ سو سال کے بعد کوئی بچہ نہ پیدا ہوگا کہ اللہ کی اس میں حاجت باقی رہے۔
ان النّاس يوم القيٰمة يدعون بامهاتهم لا بأبائهم[4]	لوگ قیامت کے دن اپنی ماؤں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے باپ کے نام کے ساتھ نہیں۔
اذا دعت احدکم امه وهو فی الصّلٰوة فليجب واذا دعاه ابوه فلا	اگر کسی کی ماں اس وقت بلائے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے پاس جائے اور باپ بلائے

---

[1] ابن قیم: النار المنیف فصل ۹۔ [2] موضوعات کبیر ص ۱۲۶۔ [3] ایضاً۔ [4] النار المنیف فصل ۴۸۔

Marfat.com

یجب۔[1]	تو نہ جلتے۔
اذا اتت من امتی ثلاث مائۃ	جب میری امت پر تین سو اسی سال
وثمانون سنۃ فقد حلت	گزر جائیں تو ان کے لئے مجرد رہنا اور
لھم العزبۃ والترھب علی	پہاڑوں کی چوٹی پر رہبانیت اختیار
رؤوس الجبال[2]	کرنا حلال ہے۔
ان الصلوٰۃ فیہ بخمسین	بیت المقدس میں نماز پچاس ہزار
الف صلوٰۃ[3]	نماز کے برابر ہے۔

نام والقاب سے متعلق فضیلت کی حدیثیں کہ جس سے عمل کی اہمیت مجروح ہوتی ہے۔ اصول ۹ میں گزر چکی ہے، یہ سب سنتِ صریحہ کے خلاف ہیں۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث قرآن وسنّت کے قواعد کے خلاف ہو

(۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث ان عام قواعد کے خلاف ہو جو قرآن وسنّت سے مستنبط کئے گئے ہیں:۔

او یکون مخالفا للقواعد	یا حدیث قواعد عامہ کے مخالف ہو جو
العامۃ الماخوذۃ من القرآن والسنۃ۔[4]	قرآن وسنّت سے نکالے گئے ہیں۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی۔

ان الرجل لیکون من اھل	انسان نمازی ہوتا ہے اور جہاد کرتا
الصلوٰۃ والجھاد وما	ہے لیکن بدلہ اس کو عقل کی

---

[1] المنار المنیف فصل ۴۹۔ [2] ایضاً ۴۲۔ [3] ایضاً ۲۰۔ [4] مصطفیٰ اسباعی: السنۃ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

یجزئی الا قدر عقلہ[1]	مقدار پر ملے گا۔
لا صلوٰۃ لمن علیہ صلوٰۃ۔[2]	اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس کی کوئی نماز رہ گئی ہو۔
من قضٰی صلوات من الفرائض فی اٰخر جمعۃ من رمضان کان ذالك جابرًا لکل صلوٰۃ فاتتہ فی عمرہ الی سبعین سنۃ[3]	رمضان کے آخری جمعہ میں جس نے چند قضا فرائض ادا کر لئے تو اس سے پچھلے ستر سال کی قضا نمازوں کی تلافی ہو جائے گی۔
الصلوٰۃ علی النبی افضل من عتق الرّقاب[4]	رسول اللہؐ پر درود بھیجنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں :۔

سئلت النبی علیہ السلام عن علم الباطن ماھو فقال سئلت جبریل عنہ فقال عن اللہ ھو سر بینی و بین احبائی واولیائی و اصفیائی اودعتہ فی قلوبھم لا یطلع علیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل۔	میں نے رسول اللہؐ سے علم باطن کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت جبریلؑ سے پوچھا تھا، انہوں نے اللہ کی طرف سے جواب دیا کہ وہ میرے میرے احباب، میرے اولیاء واصفیاء کے درمیان ایک راز ہے جسکو ان کے دل میں ودلعیت کیا گیا ہے۔ اسکی اطلاع نہ کسی مقرب فرشتہ کو

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۵۔ [2] ایضاً فصل ۴۰۔ [3] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔ [4] موضوعات کبیر ص ۵۴۔

Marfat.com

ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو ہے۔

اذا جلس المتعلم بین یدی العالم فتح اللہ علیہ سبعین بابا من الرحمۃ ولا یقوم من عندہ الا کیوم ولدتہ امہٗ واعطاہ اللہ بکل حرف ثواب ستین شہر او کتب اللہ بکل حدیث عبادۃ سنۃ [2]	جب کوئی طالب علم عالم کے سامنے بیٹھتا ہے تو اللہ اس پر رحمت کے ستّر دروازے کھول دیتا ہے اور وہ اس کے پاس سے اسقدر گناہوں سے پاک وصاف ہو کر اٹھتا ہے کہ گویا اس کی ماں نے اب جنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے ساٹھ ماہ کا ثواب دیتا ہے اور ہر حدیث کے بدلے اس کے لئے ایک سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔
الصلوٰۃ خلف العالم باربعۃ الاف واربعمائۃ واربعین صلوٰۃ [2]	عالم کے پیچھے نماز چار ہزار چار سو چالیس نمازوں کے برابر ہے۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں پیشین گوئی ماہ اور سن کے تعین کے ساتھ ہو

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں آئندہ واقعات کی ایسی پیش گوئی جو ماہ اور سن کے تعین کے ساتھ ہو۔

ان یکون فی الحدیث تاریخ کذا وکذا [3]	حدیث میں فلاں فلاں تاریخ ہو۔

---

[1] موضوعات کبیر ص ۵۷۔ [2] تذکرۃ الموضوعات فضل العالم العامل۔

[3] المنار المنیف فصل ۱۳۔

Marfat.com

دوسری جگہ ہے:۔

ومنها احادیث التواریخ المستقبلة[1] — یعنی جن حدیثوں میں مستقبل کی تاریخیں متعین ہوں۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

اذا انکسف القمر فی المحرم کان الغلاء والقتال وشغل السلطان واذا انکسف فی صفر کان کذا وکذا[2] يكون فی رمضان هدة توقظ النائم وتقعد القائم وتخرج العواتق من خدورها وفی شوال همهمة وفی ذی القعدة تمییز القبائل بعضها من بعض وفی ذی الحجة تراق الدماء وفی المحرم امر عظیم وهو عند انقطاع ملك هؤلاء قالوا یا رسول الله من قال الذین

جب محرم میں چاند گہن ہو تو گرانی ہو گی قتل وقتال ہوگا اور بادشاہ (حکومت) پریشان رہے گا اور جب صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا اور ایسا ہوگا۔ رمضان میں "چیخ" ہوگی جو سونے والے کو دبکا دے گی، کھڑے ہونے والے کو بٹھا دے گی اور کنواریوں کو خلوت گاہ سے نکال دے گی۔ شوال میں (رگلے اور ہاتھی) وغیرہ کی چنگھاڑ ہوگی، ذیقعدہ میں قبائل کی باہمی تمیز ہوگی، ذی الحجہ میں خون بہایا جائے گا اور محرم میں بڑا حادثہ ان لوگوں کی حکومت کے خاتمہ پر ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا اے اللہ

---

[1] موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔ [2] موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔

Marfat.com

يكونون فى ذلك الزمان[1]	کے رسول! کون لوگ، آپ نے فرمایا جو اس زمانہ میں ہوں گے۔
عند رأس مأة يبعث الله ريحا باردة يقبض الله فيها روح كل مؤمن[2]	سو سال پر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جس میں ہر مومن کی روح کو قبض کر لے گا۔
اذا كانت سنة ستين و مأة كان الغرباء اربعة قرآن فى جوف ظالم ومصحف فى بيت قوم لا يقرءون فيه و مسجد فى نادى قوم لا يصلون ورجل صالح بين قوم سوء[3]	سنہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) میں چار چیزیں اجنبی ہو جائیں گی (۱) قرآن ظالم کے پیٹ میں (۲) مصحف قوم کے گھر میں کہ اس میں پڑھا نہ جائے گا، (۳) مسجد قوم کی مجلس میں کہ وہ نماز نہ پڑھیں گے اور (۴) صالح آدمی برے لوگوں میں۔
اصحابى اهل ايمان وعمل الى اربعين واهل بر وتقوى الى الثمانين واهل تواصل وتراحم الى العشرين ومائة واهل التقاطع وتدابر الى الستين ومائة ثم الهرج الهرج[4]	میرے صحاب چالیس سال تک ایمان و عمل والے ہونگے اسی سال تک باہمی صلہ رحمی و محبت والے ہوں گے اور ایک سو ساٹھ سال تک قطع تعلق و نفرت والے، پھر اضطراب و بے چینی ہو گی۔

اس طرح اور بھی باتیں ہیں۔ مثلاً:-

---

[1] جلال الدین سیوطی، اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ کتاب الفتن [2] ایضاً کتاب الفتن۔

[3] ابن جوزی کتاب الموضوعات ج ۳ کتاب الفتن ص ۱۹۶۔ [4] سیوطی، اللآلی المصنوعہ کتاب الفتن۔

Marfat.com

اذا کان سنۃ کذا وکذا وقع کیت وکیت واذا کان شھر کذا وکذا وقع کیت وکیت[1] | جب فلاں فلاں سنہ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا اور فلاں فلاں مہینہ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹے کام پر بڑے بھاری ثواب کی بشارت ہو

(۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹے کام پر بڑے بھاری ثواب کی بشارت ہو۔

اشتمال الحدیث علی افراط فی الثواب العظیم علی الفعل الصغیر[2] | حدیث میں چھوٹے کام پر ثواب عظیم کی افراط ہو۔

علامہ سخاوی کہتے ہیں:۔

یتضمن الافراط بالوعد العظیم علی الفعل الیسیر[3] | حدیث معمولی کام پر بڑے وعدہ کی افراط پر مشتمل ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

من اغتسل یوم الجمعۃ بنیۃ وحسبۃ کتب اللہ لہ بکل شعرۃ نوراً یوم القیٰمۃ ورفع اللہ لہٗ بکل قطرۃ درجۃ فی الجنۃ من الدر والیاقوت والزبرجد | جس نے جمعہ کے دن طلب ثواب کی نیت سے غسل کیا، اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے قیامت کے دن "نور" لکھے گا اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں موتی یاقوت اور زمرد کے درجات بلند

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۳۔ [2] مصطفیٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

[3] علامہ سخاوی: فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث الموضوع۔

Marfat.com

بین کل درجتین مسیرۃ مائۃ عام[1]

کرے گا، جس کے ہر دو درجہ کے درمیان سو سال کی مسافت ہوگی۔

من صلی الضحی کذا وکذا رکعۃ اعطی ثواب سبعین نبیا[2]

جس شخص نے چاشت کی اتنی اتنی رکعتیں پڑھیں اس کو ستر نبیوں کا ثواب دیا جائے گا۔

من تعلم القرآن وحفظہ ادخلہ الجنۃ وشفعہ فی عشرۃ من اہل بیتہ کل قد اوجب النار[3]

جس شخص نے قرآن سیکھا اور اس کو یاد رکھا اللہ اس کو جنت میں داخل کریگا اور ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائیگی جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہے۔

لو یعلم الامیر ما لہ فی ذکر اللہ لترک امارتہ ولو یعلم التاجر ما لہ فی ذکر اللہ لترک تجارتہ ولو انّ ثواب تسبیحۃ قسم علی اہل الارض لاصاب کل واحد منہم عشرۃ اضعاف الدنیا[4]

اگر امیر جانتا کہ اللہ کے ذکر میں کس قدر ثواب ہے تو وہ اپنی امارت چھوڑ دیتا، اگر تاجر جانتا کہ ذکر میں کس قدر ثواب ہے تو وہ اپنی تجارت چھوڑ دیتا۔ اگر اس کی ایک تسبیح کا ثواب زمین والوں پر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کو ان میں سے دنیا کے دس گنے کے برابر پہنچے۔

من صلی الفجر فی جماعۃ فکانما حج خمسین حجۃ مع آدم[5]

جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو اس نے گویا حضرت آدمؑ کے ساتھ پچاس حج کیے۔

۱؎ ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۰۔ ۲؎ ایضاً۔ ۳؎ قاضی شوکانی: الفوائد المجموعہ کتاب فضائل القرآن۔ ۴؎ محمد طاہر پٹنی: تذکرۃ الموضوعات فصل الذکر الخ۔ ۵؎ ایضاً کتاب الصلوٰۃ۔

Marfat.com

من قال لا الٰہ الا اللہ ومدھا	جس نے مد کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ
ھدمت لہ اربعۃ آلاف ذنب	کہا اس کے چار ہزار کبائر گناہ معاف
من الکبائر[1]	کیے جاتے ہیں۔

یہ اور اس قسم کی بہت سی روایتیں صوفیاء و واعظین نقل کرتے رہتے ہیں جو خارجی نقد (روایتی) کے لحاظ سے بھی موضوع ہیں۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹی بات پر سخت وعید کا مبالغہ ہو

(۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹی بات پر سخت وعید کا مبالغہ ہو۔

اشتمال الحدیث علی المبالغۃ بالوعید	حدیث امر حقیر پر مبالغہ آمیز سخت
الشدید علی الامر الحقیر[2]	وعید پر مشتمل ہو۔

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں:۔

یتضمن الافراط بالوعید الشدید	حدیث میں چھوٹے کام پر سخت
علی الامر الیسیر[3]	وعید کی افراط ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

من نظر الی عورۃ اخیہ المسلم	جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی
متعمداً لم یقبل اللہ صلوٰتہ	کی شرمگاہ کی طرف قصداً دیکھا تو
اربعین یوماً[4]	اللہ چالیس دن تک اس کی

---

[1] تذکرۃ الموضوعات فصل الذکر [2] مصطفٰی اسباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن [3] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث الموضوع [4] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعۃ۔ کتاب الحدود۔

Marfat.com

نماز نہ قبول کرے گا۔

ما من رجل یدخل بصرہ فی منزل قوم إلا قال الملك الموکل به اف لك اذیت وعصیت ثم یوقد النار علیه الی یوم القیمة [1]

کوئی شخص کسی کے گھر میں دیکھتا ہے تو اس کا متعینہ فرشتہ کہتا ہے کہ تجھ پر اُف ہے تو نے تکلیف دی، اور نافرمانی کی، پھر قیامت تک اس پر آگ بھڑکائی جاتی رہے گی،

من قرض بیت شعر بعد العشاء الاٰخرة لم تقبل له صلوٰة تلك اللیلة [2]

جس شخص نے عشاء کے بعد کوئی شعر کہا تو اس کی اس رات کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔

سب اصحابی ذنبٌ لایغفر [3]

میرے اصحاب کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں ہے۔

من تکلّم بکلام الدنیا فی المسجد احبط الله اعماله اربعین سنة [4]

جس شخص نے مسجد میں دنیوی بات کی تو اُس کے چالیس سال کے اعمال ضائع ہو جائیں گے، جس

من تواضع لغنی لاجل غناہ ذھب ثلثا دینه [5]

نے مالدار کے مال کی وجہ سے اس کے سامنے خاکساری

---

[1] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعة کتاب الحدود۔ [2] جلال الدین السیوطی: اللاٰلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعة کتاب العلم۔ [3] موضوعات کبیر حرف العین۔ [4] و [5] موضوعات کبیر حرف المیم۔

Marfat.com

دکھائی تو اس کا دو ثلث دین
رخصت ہو گیا۔

جو شطرنج کھیلے اور جو اس کی طرف دیکھے وہ خنزیر کھانے والے کے مثل ہے۔	من لعب بالشطرنج والناظر الیھا کالاٰکل لحم الخنزیر[۱]

اس باب میں بھی بہت سی روایتیں واعظین وصوفیار نقل کرتے رہتے ہیں، جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے، بعض روایتیں تو اس قدر مضحکہ خیز ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت پر شک ہونے لگتا ہے، اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ بھی ظالم فرمانروا کی طرح معمولی قصور پر سخت قسم کی سزا دیتا ہے۔

رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب حدیث میں مفاد عصبیت اور اختلاف کو دخل ہو

حدیث روایت کرنے میں مفاد، گروہی عصبیت دین و مسلک کے اختلاف کو دخل ہو۔ اس کا ثبوت درج ذیل عبارتوں سے مستنبط ہوتا ہے:۔

کوئی ذاتی محرک راوی کو روایت پر ابھارنے والا نہ ہو۔	الا یکون ناشیا عن باعث نفسی حمل الراوی علی روایتہ۔[۲]
حدیث راوی کے مسلک کے موافق ہو اور وہ اپنے مسلک میں انتہائی درجہ کا متعصب ہو۔	موافقۃ الحدیث لمذھب الراوی وھو متعصب مغال فی تعصبہ[۳]
حدیث میں کسی بڑے کام کی خبر ہو	ان یکون الحدیث خبرًا

---

[۱] موضوعات کبیر حرف المیم [۲] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی قواعد النقد فی السند والمتن
[۳] ایضاً علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

عن امر جسیم تتوفر الدواعی علی نقلہ بحضرۃ الجمّ الغفیر ثم لاینقلہ الّا واحد منھم [1] | جس کے نقل کرنے کے دواعی زیادہ ہوں اور جم غفیر کے سامنے بیان ہوئی ہو، لیکن ان میں سے صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو۔

او انفرادہ بشیٔ مع کونہ فیما یلزم المکلّفین علمہ وقطع العذر فیہ [2] | راوی کسی ایسی شئے کے بیان میں منفرد ہو جس کا علم ہر مکلف کے لئے لازم ہو اور اس میں کسی عذر کی گنجائش نہ ہو۔

بما صرّح بتکذیبہ فیہ جمع کثیر فی العادۃ تواطؤھم علی الکذب وتقلید بعضھم بعضًا [3] | حدیث میں ایسی بات مذکور ہو جس کے جھوٹ ہونے کی ایک بڑی جماعت نے تصریح کی ہو، جس کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا، اور ایک دوسرے کی تقلید کرتے رہنا عادۃً ممتنع ہو۔

مفاد کے تحت چند موضوع روایتیں

(الف) مفاد کے تحت اس قسم کی روایتیں آتی ہیں۔ مثلاً:۔

الھریسۃ تشد الظھر [4] | حریرہ کمر کو مضبوط کرتا ہے:۔

---

[1] علی بن محمد کنانی تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعہ، امارات۔

[2] علامہ سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث الموضوع ص۵۳ ایضاً۔

[3] موضوعات کبیر ص ۱۱۵، السنۃ ومکانتھا الخ قواعد النقد فی السند والمتن۔

Marfat.com

اس کا راوی حریرہ کی تجارت کیا کرتا تھا، جس کے فروغ کے لئے یہ حدیث وضع کی گئی۔

معلموصبیانکم شرارکم[1] تمہارے بچوں کے معلم تم میں بدترین ہیں۔

یہ اس وقت وضع کی گئی، جب راوی کا بچہ روتا ہوا آیا کہ معلم نے اس کو مارا ہے۔

انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یطیر الحمام[2] کبوتر اڑایا کرتے تھے۔

یہ اس وقت وضع کی گئی جب کہ ہارون رشید کبوتر اڑایا کرتا تھا۔ بعض روایتوں میں اسی طرح کا ایک واقعہ خلیفہ مہدی کی طرف منسوب ہے، جس میں اس کی خوشنودی کے لئے اگلی روایت میں لفظ جناح کا اضافہ ہے:۔

لا سبق إلا فی خف او نصل بازی صرف اونٹ، تیر، گھوڑے
او حافر او جناح[3] اور پرندہ میں جائز ہے۔

واعظین اور صوفیاء نے اپنے موقف کی تائید، محفل آرائی اور عزت و شہرت بڑھانے کے لئے بھی بہت سی روایتیں وضع کیں اور کئی مواعظ رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کردیئے ہیں، جو موضوعات کی کتابوں میں درج ہیں[4]۔

---

[1] موضوعات کبیر ص ۱۱۵۔ السنتہ ومکانتہا الخ فوائد السند والمتن۔ [2] جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ کتاب الاطعمہ۔ [3] شاہ عبدالعزیز، عجالہ نافعہ خاتمہ۔ [4] ملاحظہ ہو: جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعہ کتاب المواعظ والوصایا وکتاب الادب والزہد وتذکرۃ الموضوعات باب القصص والمواعظ وغیرہ۔

Marfat.com

گروہی عصبیت کے تحت چند موضوع روایتیں

(ب) گروہی عصبیت کے تحت اس قسم کی روایتیں آتی ہیں مثلاً :-

امام ابوحنیفہؒ کی تعریف میں :-

ابو حنیفة سراج امتی [1]	ابوحنیفہؒ میری امت کا چراغ ہے،

امام شافعیؒ کی مذمت میں :-

سیکون فی امتی رجل یقال له محمد بن ادریس هو اضر علی امتی من ابلیس۔	میری امت میں ایک آدمی ہوگا جس کا نام محمد بن ادریس ہے، وہ میری امت کے لئے ابلیس سے زیادہ ضرر رساں ہے۔

(معاذاللہ)

کسی امام کی تعریف یا مذمت میں جس قدر حدیثیں رسول اللہؐ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، وہ سب موضوع ہیں [2]۔

اسی طرح قبیلہ، خاندان، قرابت پروری، شہر، زبان وغیرہ سے متعلق جو روایتیں اوپر گزر چکی ہیں، وہ سب گروہی عصبیت سے وضع کی گئی ہیں۔

اختلافِ دین کے تحت چند موضوع روایتیں

(ج) دین کا اختلاف، ملحد و بے دینوں نے اسلام و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے اور ان کا مذاق اڑانے کے لئے درج ذیل قسم کی روایتیں وضع کیں۔

ینزل ربنا عشیة عرفة علی جمل اورق یصافح	عرفہ کی شام کو اللہ رب العزت خاکستری رنگ کے اونٹ پر نزول

---

[1] موضوعات کبیر حرف الهمزة، [2] اللآلی المصنوعة فوائد متفرقة، [3] المنار المنیف فصل ۳۶۔

Marfat.com

الرکبان ویعانق المشاة[1] — اجلال فرماتا ہے، اور سواروں سے مصافحہ اور پاپیادہ سے معانقہ کرتا ہے۔

خلق اللہ الملائکۃ من شعر ذراعیہ وصدرہ[2] — اللہ نے فرشتوں کو اپنے بازو اور سینہ کے بال سے پیدا کیا۔

ان اللہ اشتکت عیناہ فعادتہ ملائکتہ[3] — اللہ کی آنکھیں دُکھنے آئیں تو فرشتوں نے عیادت کی۔

ان اللہ لما خلق الحروف سجدت الباء ووقفت الالف[4] — اللہ نے حروف پیدا کئے تو بار نے سجدہ کیا، اور الف کھڑا رہا۔

اختلافِ مسلک کے تحت چند موضوع روایتیں

(د) مسلک کا اختلاف جس میں کلامی، فقہی اور سیاسی وغیرہ سب ہی قسم کے اختلاف شامل ہیں۔ مثلاً۔

من زعم ان الایمان یزید و ینقص فزیادتہ نفاق و نقصانہ کفر فان تابوا فیھا والا فاضربوا اعناقھم بالسیف اولئک اعداء الرحمٰن فارقوا دین اللہ تعالیٰ و استحلوا الکفر وخاصموا اللہ — جنہوں نے کہا کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے تو اس کی زیادتی نفاق اور کمی کفر ہے، اگر توبہ کر لیں تو خیر، ورنہ اُن کی گردن تلوار سے مار دو۔ یہ لوگ رحمٰن کے دشمن ہیں۔ انہوں نے اللہ کے دین میں تفریق کی کفر کو حلال کیا اور

---

[1] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی۔ البواعث التی ادّت الی الوضع الخ۔ [2] ایضاً۔
[3] ایضاً۔

Marfat.com

طهّرا الله الارض منهم الا فلا زکوٰة لهم الا فلاصوم لهم الافلاج لهم الافلادين لهم هم براء من رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله بریٔ منهم[1]	اللہ سے جھگڑا کیا۔ اللہ ان سے زمین کو پاک کرے۔ اُن کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کوئی قبول نہیں۔ اُن کا کوئی دین نہیں۔ اللہ کا رسولؐ اُن سے بری اور یہ اللہ کے رسول سے بری ہیں۔
القرآن کلام الله غیر مخلوق فمن قال بغیر هٰذا فقد کفر[2]	قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے جس نے اس کے خلاف کہا وہ کافر ہے۔
من رفع یدیه فی الصلوٰة فلا صلوٰة له[3]	جس شخص نے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہ ہو گی۔
امّنی جبریل عند الکعبة فجهر بسم الله الرحمٰن الرحیم[4]	حضرت جبریلؑ نے خانہ کعبہ کے پاس میری امامت کی اور انہوں نے بسم اللہ زور سے پڑھی۔

یا مثلاً :۔

---

[1] جلال الدین سیوطی، اللآلی المصنوعۃ کتاب الایمان۔ [2] ملا علی قاری: موضوعات کبیر حرف القاف۔ [3] تذکرۃ الموضوعات باب الصلوٰۃ۔ [4] السنۃ ومکانتہا الخ البواعث التی ادت الی وضعہا۔

Marfat.com

وقد امرنی جبریل عن	حضرت جبرئیلؑ نے مجھ کو میرے
ربی ان اقوم فی هٰذه	رب کی طرف سے حکم دیا ہے کہ
المشهد وَاُعلِمُ کلّ	میں اس مجمع میں کھڑے ہو کر ہر
ابیض واسودان علی بن	سیاہ وسفید کو بتادوں کہ
ابی طالب اخی ووصی و	علیؓ بن ابی طالب میرے بھائی
خلیفتی والامام بعدی[1]	میرے وصی میرے خلیفہ اور
	میرے بعد امام ہوں گے۔

غدیر خُم کے مقام پر حضرت علیؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا جو واقعہ مشہور ہے اس پر ابن تیمیہ وابن حزم وغیرہ نے بڑی سخت تنقید کی اور اس کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے لیکن شیعہ حضرات نے اس کو حد تواتر تک پہنچانے کی کوشش کی ہے[2]، ابن ابی الحدید حسینی شرح نہج البلاغہ میں کہتے ہیں :-

واعلم ان الاثار فی هذا	اس باب میں آثار بہت زیادہ
الباب کثیرة جدًا ومن تاملها	ہیں جو شخص انصاف کے ساتھ
وانصف علم انه لم یکن	غور کریگا وہ جان لے گا، کہ اس
هناك نصّ صریح ومقطوع	بارہ میں کوئی ایسی صریح اور یقینی
به لاتختلجه الشکوك و	نص نہیں ہے جس سے شکوک
لا تتطرق الیه الاحتمالات	واحتمالات نہ پیدا ہوں، لیکن
کما تزعم الامامیة فانهم	امامیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

---

[1] احمد الامینی : الغدیر ج ۱ - الغدیر فی الکتاب الغدیر۔ [2] ایضاً والوافی (محسن فیض) طبقات الانوار (حامد حسین)

Marfat.com

يقولون ان الرّسول صلى الله عليه و	نے حضرت علی کی خلافت کی کھلی
آلہٖ وسلم نصّ على خلافة امير المؤمنين	تصریح کی ہے۔ الخ
عليه السلام نصًّا صريحاً جليا[1]	

اس کے بعد کہتے ہیں :۔

ولا ريب ان المنصف اذا سمع	اس میں کوئی شک نہیں کہ جب
ماجرى لهم بعد وفاة	کوئی منصف مزاج رسول اللہؐ
رسول الله صلى الله عليه	کی وفات کے بعد جو واقعات پیش
وسلم يعلم قطعاً انّه لم	آئے اُن کو سُنے گا تو یقین کرلیگا کہ
يكن هٰذا النص[2]	اس باب میں کوئی صریح نص نہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی اور روایتیں بھی ہیں جن کو محققین نے موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ کے بارے میں ہے:۔

الأُمناء ثلاثة انا وجبريل	"امین" تین ہیں، میں جبرئیلؑ، اور
ومعاوية انت منى يامعاوية	معاویہؓ، اے معاویہؓ! تو
وانا منك۔	مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔
لا افتقد فى الجنة الا	میں جنّت میں صرف معاویہؓ
معاوية فياتى آنفا	کو تلاش کروں گا۔ پھر وہ لمبے
بعد وقت طويل	وقفہ کے بعد اسی ساعت

---

[1] ابن ابی الحدید حسینی۔ شرح نہج البلاغۃ ج ۳ م نص صریح علیٰ خلافتہ والجواب "تمسک بہ الشیعہ من النصوص۔ [2] شرح نہج البلاغۃ ص ۱۳۵۔

Marfat.com

فاقول من این یا معاویة فیقول من عند ربی۔ یناجینی واناجیه فیقول هذا بما نیل من عرضك فی الدنیا۔	آجائیں گے، میں ان سے پوچھوں گا کہ معاویہؓ تم کہاں تھے، وہ جواب دیں گے، میں اپنے رب کے پاس سرگوشی کر رہا تھا اور وہ مجھ سے کر رہا تھا، پھر کہے گا یہ اس کے بدلے میں ہے جو دنیا میں تمہاری بے عزتی کی گئی ۔

حضرت عباسؓ کے بارے میں ہے :-

العباس وصیی ووارثی۔	عباسؓ میرے وصی اور میرے وارث ہیں ۔
انّ النبی صلی اللہ علیه وسلم قال للعباس اذا کان سنة خمس و ثلاثین و مائة فهی لك ولولدك السفاح والمنصور والمهدیؐ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب سنہ ایک سو پینتیس ۱۳۵ ہوگا تو وہ تیرے بعد اور تیری اولاد سفاح منصور اور مہدی کے لئے ہوگا۔

※

اسی طرح ان بزرگوں کی برائی سے متعلق جس قدر روایتیں رسول اللہؐ

۱؎ السنة ومکانتها ا ۱۸ - البواعث التی ادت الی الوضع - ابن قیم - المنار المنیف فصل ۳۴-۳۵-۳۷-

Marfat.com

کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ سب موضوع ہیں۔

داخلی نقدِ حدیث کے یہ چند اصول ہیں، جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اہل علم نے حدیثوں کے جانچنے کے لئے کس قدر بلند معیار قائم کیا ہے[1]۔ ان کے علاوہ انہی محدثین نے کچھ کلی قواعد ذکر کئے ہیں، جن میں الابواب کے تحت روایتوں کو موضوع قرار دیا گیا ہے[2]۔ طوالت کے خیال سے قصداً اُن کو نہیں ذکر کیا جارہا ہے۔

خارجی نقد کے بعض اصول داخلی نقد کے ساتھ خاص ہیں

داخلی نقدِ حدیث کے ان مستقل اصول و قواعد کے علاوہ خارجی نقد کے جو اصول مقرر ہیں ان کا تعلق بھی داخلی نقد سے ہے:۔

فعلم مصطلح الحدیث	اصطلاح حدیث کا علم اپنی طبیعت
بطبیعته تعزیفه لا یقتصر	کے لحاظ سے "سند" کے مباحث
علی مباحث الاسناد بل یجاوزها	کے لئے خاص نہیں ہے، بلکہ متن
الی المسائل المتعلقة بالمتن	سے متعلق جو مباحث ہیں وہ بھی
ایضاً[3]	اس میں شامل ہیں۔

بعض "اصول" داخلی نقدِ حدیث کے لئے خاص ہیں۔ مثلاً:۔

مرفوع:۔

هو ما ينتهى الى النبى صلى	وہ حدیث (متن) جسکی سند کی انتہا
الله عليه وسلم غاية الاسناد[4]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔

---

[1] المنار المنیف فصل ۲۳-۲۵-۲۷-[5] ملاحظہ ہو رسالہ امام صغانی المنار و موضوعات کبیر وغیرہ

[3] ڈاکٹر صبحی الصالح: علوم الحدیث و مصطلحہ الفصل السابع [4] ابن حجر عسقلانی: نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر۔ المرفوع۔

Marfat.com

صحابیؓ اس قسم کے الفاظ استعمال کرے۔

(۱) میں نے رسول اللہؐ سے فلاں بات سنی (۲) رسول اللہؐ نے ہم سے فلاں حدیث بیان کی (۳) رسول اللہؐ نے یہ فرمایا (۴) رسول اللہؐ سے یہ روایت ہے (۵) میں نے رسول اللہؐ کو فلاں کام کرتے دیکھا۔ (۶) رسول اللہؐ فلاں کام کرتے تھے۔ (۷) میں نے رسول اللہؐ کی موجودگی میں فلاں کام کیا (۸) رسول اللہؐ کی موجودگی میں فلاں کام کیا گیا۔ آخر کی دونوں صورتوں میں راوی (صحابی) جب رسول اللہؐ کا انکار نہ ذکر کرے۔

موقوف:۔

ھو ماینتھی الی الصحابی غایۃ الاسناد[1]	وہ حدیث (متن) جس کی سند کی انتہا صحابی تک پہنچے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے:۔

من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ[2]	نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنّت ہے۔

مقطوع:۔

ھو ماینتھی الی التابعی[3]	وہ حدیث جس کی سند کی انتہا تابعی تک پہنچے۔

جیسے کہا جائے کہ عطا ریا طاؤس (تابعی) پر فلاں فلاں شخص نے فلاں فلاں حدیث کو موقوف کیا۔[4]

مختلف الحدیث:۔

---

[1] ابن حجر عسقلانی: نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر۔ المرفوع۔ [2] فتح المغیث ا: فروع ص ۴۳۔ [3] ابن صلاح: مقدمہ ابن صلاح النوع السابع معرفۃ الموقوف [4] ایضاً۔

Marfat.com

الحدیث الـذی عارضہ حدیث وقد امکن الجمع بین مدلولیہما من غیر تعسف[1]	وہ حدیث جس کی دوسری حدیث معارض ہو اور کسی دشواری کے بغیر دونوں کے مفہوم کو جمع کرنا ممکن ہو۔

ایک حدیث میں ہے:۔

لاعدوٰی ولاطیرۃ فی الاسلام[2]	اسلام میں چھوت لگنے کا اور بدشگونی کا عقیدہ نہیں ہے۔

دوسری میں ہے:۔

فرمن المجذوم فرارک من الاسد[3]	جذامی (کوڑھی) سے ایسے ہی بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

دونوں حدیثوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی مرض اپنی خاصیت کے لحاظ سے دوسرے کو چھوت سے نہیں لگتا، ورنہ ہر پاس اٹھنے بیٹھنے والے کو لگ جایا کرتا، بلکہ جب اللہ چاہے تو دوسرے کو لگ سکتا ہے، چونکہ مرض لگنا اللہ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے اور انسان ان کو بیماری کی خاصیت سمجھ لیتا ہے۔ اس بنار پر دوسری حدیث میں ممانعت کر دی گئی اور پہلی میں عقیدہ کی اصلاح کی گئی۔

ناسخ ومنسوخ:۔

ان لم یمکن الجمع فلا یخلوا ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت	اگر دو معارض حدیثوں میں جمع ممکن نہ ہو تو دونوں کی تاریخ کو دیکھا جائے گا۔ اگر تاریخ کے لحاظ سے

---

[1] نزہتہ الخواطر۔ مختلف الحدیث۔ [2] ایضاً حاشیہ۔ [3] ایضاً حاشیہ۔

Marfat.com

المتاخر به فهو الناسخ والاٰخر المنسوخ[1]	ایک مقدم اور دوسری مؤخر ہے تو پہلی منسوخ اور دوسری ناسخ ہوگی۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا پھر س کی اجازت دی۔

کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تذکر الآخرۃ[2]	میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ اب زیارت کیا کرو یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

خارجی نقد کے بعض اصول دونوں میں مشترک ہیں

بعض اصول داخلی وخارجی دونوں میں مشترک ہیں، مثلاً حدیث کی پہلی تقسیم صحیح، حسن اور ضعیف کی طرف کی جاتی ہے اور حدیث صحیح کی درج ذیل شرط داخلی نقد سے متعلق ہے:۔

ولا یکون شاذا ولا معللا[3]	وہ حدیث جو شاذ اور معلل نہ ہو۔

شاذ:۔

ما یخالف الراوی الثقۃ فیہ بالزیادۃ او النقص فی السند او فی المتن الملأ ای الجماعۃ الثقات من الناس بحیث لایمکن الجمع بینھما۔[4]	الفاظ حدیث کی زیادتی یا کمی میں ثقہ راوی ثقہ جماعت کی مخالفت کرے اور دونوں کے درمیان جمع ممکن نہ ہو۔ یہ مخالفت کبھی سند اور کبھی متن میں ہوتی ہے۔

---

[1] نزہۃ النظر ناسخ ومنسوخ۔ [2] ایضاً۔ [3] ابن صلاح، مقدمۃ ابن صلاح۔ النوع الاول معرفۃ الصحیح۔ [4] فتح المغیث بشرح الفیۃ۔ الحدیث الشاذ۔

Marfat.com

"متن" میں شاذ کی مثال موسیٰ بن علی رباح سے مروی وہ روایت ہے جس میں ایام تشریق کی تعداد میں یوم عرفہ کو بھی شامل کیا گیا ہے، جب کہ دوسری تمام روایتوں میں عرفہ شامل نہیں ہے۔[1]

معلل:۔

هو الحديث الذى اطلع فيه علة تقدح فى صحته مع ان الظاهر السلامة منها[2]	وہ حدیث جس میں کسی علت کی وجہ سے اس کی صحت مجروح ہو جائے حالانکہ ظاہر میں کوئی خرابی نہ معلوم ہو۔

"علت" سے مراد وہ خفی اور باریک اسباب ہیں جو حدیث میں خرابی پیدا کر دیں۔ مثلاً: منقطع کو متصل اور موقوف کو مرفوع بنا دیں یا کسی حدیث کو دوسری میں داخل کر دیں یا اس کے مثل جو بھی تبدیلی حدیث کی صحت کو مجروح کر دے، وہ علت میں داخل ہو گی۔[3]

"علت" سند اور متن دونوں میں پائی جاتی ہے "متن" میں علت کی مثال وہ روایت ہے کہ جس میں حضرت انسؓ سے نماز کے شروع میں بسم اللہ الخ پڑھنے کی نفی اور قرأت کی ابتدا الحمد للہ الخ سے ثابت ہوتی ہے، جب کہ دوسری روایتوں میں بسم اللہ الخ کا ثبوت موجود ہے۔[4]

منکر:۔

انه الحديث الذى ينفرد	وہ حدیث جس کا راوی تنہا ہو۔

---

[1] فتح المغیث بشرح الفیۃ۔ الحدیث الشاذ۔ [2] مقدمۃ ابن صلاح النوع الثامن عشر، معرفۃ الحدیث المعلل۔ [3] ایضاً و شیخ عبدالعزیز خولی: تاریخ فنون الحدیث او مفتاح السنۃ، علل الحدیث۔ [4] فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث المعلل۔

Marfat.com

به الرّجل ولا یعرف متنه من — اور اس شخص کی روایت کے علاوہ
غیر روایته لا من الوجه الذی — نہ اس طریق سے اور نہ دوسرے
رواہ منه ولا من وجه اخر[1] — طریق سے حدیث کے متن کا پتہ چل سکے۔

مثلاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو انگوٹھی نکال دیتے تھے۔ ابو داؤد نے اس کو "منکر" اور نسائی نے اس کو "غیر محفوظ" کہا ہے، مزید تفصیل مقدمہ ابن صلاح کی شرح "التقیید والایضاح" میں دیکھنی چاہیئے[2]

مضطرب :-

ھوالذی یختلف الروایة فیه فیرویه بعضهم علی وجه و بعضهم علی وجه اخر مخالف له[3]۔ — وہ حدیث جس میں روایت کے الفاظ مختلف ہوں، کوئی راوی کسی طرح روایت کرے اور کوئی اس کے مخالف طریقہ سے روایت کرے۔

مثلاً: ایک روایت میں ہے :-

ان فی المال حقا سوی الزکوٰة[4]۔ — مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے۔

دوسری روایت میں ہے :-

لیس فی المال حق سوی الزکوٰة[5]۔ — مال میں زکوٰۃ کے سوا اور کوئی حق نہیں ہے۔

مصحف :-

ھو تغییر لفظا و معنی اما — لفظاً یا معنی کو بدل دینا سننے کی غلطی

---

[1] مقدمہ ابن صلاح معرفۃ المضطرب۔ [2] التقیید والایضاح معرفۃ المنکر [3] محمد بن محمد علی فارسی جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول۔ المضطرب۔ [4] حاشیہ نزہۃ النظر ص ۶۵۔ [5] ایضاً۔

Marfat.com

تصحیف سمع او بصر[1] سے ہو یا دیکھنے کی غلطی سے ہو۔

مثلاً: روایتوں میں ہے:۔

من صام رمضان و اتبعہ	جس نے رمضان کے روزے رکھے
ستا الخ	اور اسکے ساتھ چھ شوال کے روزے رکھے الخ

ابو بکر صولی نے ستاً (چھ) کو شیئاً (کچھ) روایت کیا ہے[2]۔

مقلوب:۔

ھو الحدیث الذی انقلب	وہ حدیث جس میں کسی روای سے
فیہ علی احد الرواۃ لفظ	متن میں کوئی لفظ الٹ جائے یا
فی المتن او اسم رجل	سند میں کسی راوی کا نام یا نسب الٹ
او نسبہ فی الاسناد فقدم	جائے یعنی جسکو مقدم ہونا چاہیئے
ما حقہ التاخیر او اخر	وہ مؤخر ہو جائے اور جس کو مؤخر ہونا
ما حقہ التقدیم او وضع	چاہیئے وہ مقدم ہو جائے، یا کسی
شیئ مکان شیئ[3]	نام و لفظ کی جگہ کوئی دوسرا نام و لفظ رکھ دیا جائے۔

متن کی مثال وہ روایت ہے جس میں اس حد تک مخفی طریقہ سے صدقہ کرنے کا ذکر ہے۔ کہ "بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے" بعض روایت میں دایاں کی جگہ بایاں کر دیا گیا ہے۔

مدرج:۔

المدرج ھو الحدیث الذی   وہ حدیث ہے جس کے متن یا سند

---

[1] جواہر الاصول۔ المصحف۔ [2] ڈاکٹر صبحی صالح علوم الحدیث ومصطلحہ الفصل الخامس۔

[3] علوم الحدیث ومصطلحہ الفصل السابع۔ المقلوب۔

Marfat.com

اطلع فی متنہ او اسنادہ علی زیادۃ لیست منہ[1]	میں ایسی زیادتی کا پتہ چلے جو اس کا جز نہیں ہے۔

مثلاً: حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا:۔

اسبغوا الوضوء فان ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للاعقاب من النار[2]	پورا وضو کیا کرو کیوں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے، افسوس وہ ایڑیاں جو دوزخ میں جائیں گی (یعنی خشک رہ جانے کی وجہ سے)۔

"اسبغوا الوضوء" حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے جو حدیث میں داخل ہے۔

خارجی نقد کے اور بھی بعض اصول ہیں جو دونوں میں مشترک کہے جاتے ہیں، جس کی بنا پر محدثین نے درایت کی ایسی تعریف کی ہے جو دونوں پر صادق آتی ہے، جیسا کہ درایت کی عام اصطلاحی تعریف میں تفصیل گزر چکی۔

اکثر و بیشتر خارجی و داخلی نقد میں ٹکراؤ نہیں ہوتا

اسی اشتراک کی وجہ سے اکثر و بیشتر خارجی و داخلی نقد میں ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ بلکہ خارجی نقد (سند) کے لحاظ سے جو حدیث صحیح ہوتی وہ داخلی (متن) کے لحاظ سے بھی صحیح ہوتی ہے۔ اسی طرح داخلی نقد کے لحاظ سے جو صحیح ہوتی وہ خارجی لحاظ سے بھی صحیح ہوتی ہے۔

فالغالب علی السند الصحیح ان ینتھی بالمتن الصحیح والغالب علی المتن المعقول المنطقی الذی لایخالف الحس ان یرد عن طریق سند صحیح[3]	اکثر سند صحیح متن صحیح پر منتہی ہوتی ہے اور اکثر متن صحیح معقول جو حس کے مخالف نہ ہو سند صحیح کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

---

[1] علوم الحدیث ومصطلحہ۔ الفصل السابع۔ المدرج۔ [2] حاشیۂ جواہر المدرج۔
[3] ڈاکٹر صبحی صالح، علوم الحدیث ومصطلحہ الفصل السابع۔

Marfat.com

لیکن سند و متن کی صحت کے درمیان تلازم نہیں ہے، یعنی جب ایک صحیح ہو لازمی طور پر دوسرا بھی صحیح ہو، یا ایک حسن و ضعیف ہو تو لازمی طور سے دوسرا بھی حسن و ضعیف ہو:۔

لا تلازم بین السند والمتن فی الصحة وغیرها[1]	سند اور متن کے درمیان صحت و حسن وغیرہ میں تلازم نہیں ہے۔
ولا یختص ذلك بالصحیح او الحسن بل یجری فی الضعیف ایضاً[2]	یہ بات صحیح یا حسن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ضعیف میں بھی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ محدثین جب "سند" کی صحت وغیرہ کا حکم لگاتے ہیں تو وہ "متن" کے لئے لازم نہیں ہوتا، اسی طرح جب "متن" کے بارے میں کوئی حکم لگاتے ہیں تو وہ "سند" کے لئے لازم نہیں ہوتا[3]

ٹکراؤ کی پہلی صورت

(۱) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خارجی نقد (سند) کے لحاظ سے حدیث صحیح ہوتی لیکن داخلی نقد کے لحاظ سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے۔

قد یصح السند او یحسن لاتصاله وثقة رواته و ضبطهم دون المتن لشذوذ او علة[4]	کبھی سند، اتصال، راویوں کے ثقہ اور ان کے ضبط کی وجہ سے صحیح ہوتی ہے لیکن "متن" شذوذ اور علت کی وجہ سے ایسا نہیں ہوتا۔

---

[1] حسن محمد المشاط: رفع الاستار عن محیا مخدرات طلعة الانوار شرح الراجی الفوز علی الصراط تنبیہ لا تلازم بین السند والمتن فی الصحة وغیرہا۔ [2] حسن محمد المشاط: رفع الاستار عن محیا مخدرات طلعة الانوار شرح الراجی الفوز علی الصراط، تنبیہ لا تلازم بین السند والمتن فی الصحة وغیرہا [3] [4] ایضاً۔

Marfat.com

محدث ابن جوزیؒ کہتے ہیں :۔

وقد یکون الاسناد کلہ ثقات	کبھی کل سندیں ثقہ ہوتی ہیں پھر
ویکون الحدیث موضوعا او	بھی حدیث موضوع یا مقلوب
مقلوبا[1]	ہوتی ہے۔

اس کی دو شکلیں اس کی عموماً دو شکلیں ہوتی ہیں :۔

(الف) بعض بددین اور جھوٹے راوی کسی موضوع حدیث کو ثقہ راویوں کی حدیث میں داخل کر دیتے، پھر یہ داخل شدہ حدیث ثقہ راوی کی حدیث سمجھ کر روایت کی جاتی، مثلاً ابن ابی العوجار جو حماد بن سلمہ کا ربیب (سوتیلا لڑکا) تھا، وہ ثقہ راوی کی حدیث میں یہ حرکت کیا کرتا تھا۔ یا عبداللہ بن صالح کا ایک پڑوسی تھا، جس کو عبداللہ سے عداوت تھی۔ وہ حدیثیں وضع کر کے عبداللہ کے شیخ کی طرف منسوب کر دیتا یا اس کے خط کے مشابہ لکھ کر اس کے گھر پھینک دیتا اور عبداللہ اس کو غلطی سے اپنا خط سمجھ کر اس حدیث کو روایت کرتا تھا، جس کی وجہ سے اس کی حدیثوں میں بعض منکر حدیثیں شامل ہو گئی ہیں، حالاں کہ عبداللہ لیث کا کاتب اور سچا آدمی تھا۔ اوپر موضوعات میں یہ حدیث گزر چکی ہے جو اسی قبیل کی ہے :۔

ان سفینۃ نوح طافت	نوح علیہ السلام کی کشتی نے
بالبیت سبعا وصلت	بیت اللہ کے سات چکر لگائے
خلف المقام رکعتین۔	اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔

[1] ابن جوزی کتاب الموضوعات ج ۱ الباب الثالث فی الام باتنقاد الرجال والتحذیر۔

Marfat.com

(ب) کوئی راوی جھوٹے اور ضعیف لوگوں سے حدیث سنتا جس کو یہ لوگ اپنے شیخ سے روایت کرتے تھے۔ لیکن روایت حدیث میں حرص کی وجہ سے یہ راوی درمیان سے جھوٹے اور ضعیف لوگوں کے نام نکال کر براہ راست شیخ سے روایت کرنے لگتا تھا، جس سے حدیث مقلوب ہو جاتی تھی۔ مثلاً بقیہ بن ولید کے شاگرد درمیان سے جھوٹے اور ضعیف راویوں کو ساقط کر کے اس کی حدیثیں بگاڑ دیتے تھے۔ یا عبداللہ بن عطار، عقبہ بن عامر سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں:۔

من توضأ فاحسن الوضوء	جس شخص نے ٹھیک ٹھیک
دخل من ای ابواب الجنة	وضو کیا تو جنّت کے جس دروازے
شاء۔	سے چاہے داخل ہوگا۔

ایک شخص نے عبداللہ سے پوچھا کہ تم سے کس نے یہ حدیث بیان کی۔ کہا عقبہ نے پھر پوچھا کیا تم نے خود عقبہ سے سنا ہے۔ کہا نہیں، مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کی، سعد سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھ سے زیاد بن مخراق نے بیان کی، زیاد سے پوچھا گیا تو کہا کہ شہر بن حوشب نے بیان کی اور انہوں نے ابوریحانہ سے روایت کی ہے۔ اس طرح مذکورہ حدیث میں درمیان سے کئی راویوں کو نکال کر حدیث کو مجروح کیا گیا۔

اسی طرح حدیث میں یہ سند "معمر عن محمد بن واسع عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ" اس میں شخصی طور پر یہ سب ثقہ ہیں، لیکن معمر کا سماع، ابن واسع سے اور ابن واسع کا سماع ابوصالح سے ثابت نہیں ہے[1]۔

---

[1] ابن جوزی: کتاب الموضوعات ج۱ الباب الثالث فی الامر بانتقاد الرجال والتحذیر۔

Marfat.com

ٹکراؤ کی دوسری صورت (۲) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ داخلی نقد کے لحاظ سے حدیث صحیح ہوتی لیکن "خارجی" کے لحاظ سے وہ اس درجہ کی نہیں ہوتی:۔

وکذالک قد یصح المتن — کبھی متن صحیح یا حسن ہوتا ہے لیکن
اویحسن دون السند[1] — سند ایسی نہیں ہوتی۔

اس کی ایک شکل اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ:۔

بان یجیئ المتن من طریق — "متن" دوسرے طریق سے بھی
اخر سالم مما فی ھذا — مروی ہو جس میں اس طریق والی
الطریق[2] — خرابی نہ پائی جائے۔

مثلاً:۔

اطلبوا العلم ولو بالصین[3] — علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو۔

محدثین نے کئی طریق نقل کر کے سند کے لحاظ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے[4]۔ لیکن عراقی نے کہا ہے:۔

قد صحح بعض الائمۃ — بعض اماموں نے اس کے بعض
بعض طرقہ[5] — طریق کی تصحیح کی ہے۔

"مزی" نے کہا:۔

ان طرقہ تبلغ بہ مرتبۃ — اس کی کئی سندیں اس کو "حسن"
الحسن[6] — کے درجہ پر پہنچا دیتی ہیں۔

حدیث کا مفہوم اپنی جگہ صحیح ہے کیوں کہ عرب و چین کے درمیان بعد المشرقین

۱،۲ حسن محمد المشاط، رفع الاستار، تنبیہ لاتلازم بین السند والمتن الخ۔ ۳ ابن عبدالبر جامع بیان العلم۔ ۴ جلال الدین السیوطی اللآلی المصنوعہ کتاب العلم ۵ سخاوی: المقاصد الحسنۃ حرف الطاء ۶ ایضاً۔

Marfat.com

ہے، اور عرب کی بندرگاہوں میں چینی جہاز کی آمد و رفت رہتی تھی اور بعض شہروں میں چینی مال فروخت ہوتا تھا۔[1]

حدیث کا مفہوم سمجھنے میں اس لئے دشواری پیش آئی کہ حدیث میں علم سے دینی علم مراد لیا گیا، جو چین میں موجود نہ تھا، حالانکہ اس سے "کائناتی علم" مراد ہے اور حدیث کا مقصد اس کی تحصیل کی ترغیب اور راہ کی مشقتوں کو برداشت کرنے پر آمادہ کرنا ہے، جیسا کہ بیہقی نے "مدخل" میں کہا ہے:۔

العلم العام الذی لایسع البالغ العاقل جهله[2]	وہ عام علم جس سے کسی عاقل بالغ کو جاہل رہنے کی گنجائش نہ ہو۔
علم ما یطرأ له خاصة[3]	وہ علم جس کی خاص طور سے ضرورت پیش آئے۔

ٹکراؤ کی دوسری صورت کی پہچان زیادہ مشکل نہیں ہے، البتہ پہلی صورت کی پہچان زیادہ مشکل ہے۔

هٰذا اصعب الاحوال[4]	یہ (پہلی صورت) سب سے زیادہ دشوار صورت ہے۔

ٹکراؤ پر نقدِ حدیث کا ماہر ہی قابو پا سکتا ہے، اس کو ماہر فن ہی پہچان سکتا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو مسعودی، مروج الذہب ومعادن الجواہر الباب الخامس عشر ذکر ملوک الصین والترک : تفرق، نیز ابن حبیب، المنجد اسواق العرب المشہورۃ فی الجاہلیۃ ومبایعتہم فیہا۔ [2]،[3] سخاوی : المقاصد الحسنہ حرف الطاء۔ [4] ابن جوزی کتاب موضوعات، الباب الثالث۔

Marfat.com

ولا یعرف ذٰلك الّا النقاد[1] اس کی معرفت نقدِ حدیث کے ماہر ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

ولیس لہ دواء الا اتقان اس کا علاج اس کے سوا اور کوئی هٰذا الفن والرسوخ نہیں کہ فنی مہارت اور علمی رسوخ فیہ[2] حاصل ہو۔

سہولت کے لئے خارجی و داخلی نقد کے ٹکراؤ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) غیر مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ۔

(۲) مستند کتبِ حدیث کی روایت میں ٹکراؤ۔

غیر مستند کتبِ حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ

اگر غیر مستند کتبِ حدیث کی روایت میں ٹکراؤ ہے تو پہلے مستند کتب کی طرف رجوع کیا جائیگا۔ اگر ان میں نظیر موجود ہے تو روایت کی حیثیت متعین کرنے میں زیادہ دشواری نہ ہوگی اور اگر کوئی نظیر نہیں ہے تو بالعموم خارجی نقد کے ذریعہ حدیث کی تحقیق ہوجائے گی۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں:۔

متی رأیت حدیثا خارجاً جب تم کسی حدیث کو اسلام کے عن دواوین الاسلام دواوین مؤطا، مسند احمد، بخاری کالمؤطا و مسند احمد و مسلم، سنن ابوداؤد اور اس کے الصّحیحین وسنن ابی داؤد مثل کتابوں سے خارج دیکھو اور

---

[1] ابن جوزی: کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔ [2] محمد جمال الدین قاسمی: قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث بیان ضرر الموضوعات۔

Marfat.com

ونحوها فان كان لـه	اس کی نظیر صحیح وحسن حدیثوں میں
نظير من الصحاح والحسان	موجود ہو تو اس کے بارے میں
قرب امره وان ارتبت فيـه	فیصلہ کرنا آسان ہے اور اگر
ورأيتـه بان الاصول	تمہیں شک ہو نیز وہ حدیث "اصول"
فتأمل رجال اسناده	کے خلاف ہو تو سند اور راویوں
واعتبر احوالهم من	کے حالات پر غور کرو۔ ہماری کتاب
كتابنا المسمى بالضعفاء	جس کا نام "کتاب الضعفار و
والمتروكين فانك تعرف	المتروکین" ہے اس سے راویوں کا
وجه القدح فيه [1]	حال معلوم ہو جائے گا اور حدیث
	میں خرابی کا پتہ چل جائے گا۔

بعض نے یہاں تک کہا ہے:۔

"کلی قواعد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ احادیث نبویہ مسائل فقہیہ اور تفاسیر قرآنی انہیں کتابوں سے نقل کی جائیں جو متداول ہیں، کیونکہ یہ کتابیں محفوظ ہیں اور ان کے علاوہ دوسری کتابوں میں زندیقوں اور ملحدوں نے موضوع حدیثیں شامل کر دی ہیں، جس کی بنا پر وہ قابل اعتماد نہیں ہیں [2]۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحیح حدیثیں صرف ان ہی کتابوں میں ہیں، ان کے علاوہ اور کہیں ان کا وجود نہیں ہے۔ امیر یمانی کی کتاب "توضیح الافکار

---

[1] ابن جوزی: کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔ [2] محمد صباغ: مقدمۃ الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ (موضوعات کبیر کا اصل نام) بحث لایجوز نقل الاحادیث الامن الکتب المتداولۃ۔

Marfat.com

تنقیح الانظار فی اصول الحدیث" میں ایک مستقل باب" عدم انحصار الصحیح فی کتب الحدیث" کے نام سے ہے، جس میں اس خیال کی تردید کی گئی ہے[1]۔

مطلب یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی صحت و شہرت کے لحاظ سے جو درجہ ان کتابوں کو حاصل ہے وہ دوسری کتابوں کو حاصل نہیں ہے۔

کتبِ حدیث کی تقسیم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے صحت و شہرت کے لحاظ سے کتبِ حدیث کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے جس سے ان کے درجے متعین کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

(۱) پہلے طبقہ میں موطأ، صحیح بخاری و صحیح مسلم ہیں۔

(۲) دوسرے میں ابوداؤد۔ جامع ترمذی، مسند احمد و نسائی ہیں، یہ کتابیں اگرچہ پہلے کے درجات تک نہیں پہنچتیں لیکن ان کے قریب ہیں۔

(۳) تیسرے میں مسند ابن ابی شیبہ۔ مسند ابویعلی۔ مسند طیالسی، مسند عبد بن حمید مصنف عبدالرزاق اور بیہقی۔ طبرانی و طحاوی کی کتابیں۔ ان میں صحیح و غلط ہر قسم کی روایتیں شامل ہیں۔

(۴) چوتھے میں ابن حبان و کامل عدی کی کتاب الضعفاء، خطیب ابونعیم، جوزقانی ابن عساکر، ابن نجار اور دیلمی کی کتابیں نیز ابن مردویہ۔ ابن شاہین، ابوالشیخ کی کتابیں اور مسند خوارزمی وغیرہ جو بعد میں مرتب ہوئیں، اور جن میں واعظ، صوفیاء، اہل ہوا اور ضعفاء کی روایتیں، اسرائیلیات و حکماء کے اقوال وغیرہ خلط ملط کر کے سب کو

---

[1] امیر یمانی، توضیح الافکار۔ الموضوع۔

Marfat.com

شامل کر دیا گیا، "موضوعات" کا زیادہ ذخیرہ ان ہی کتابوں سے لیا گیا ہے۔

(۵) پانچویں میں وہ روایتیں ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مورخین وغیرہ کی زبان زد ہیں اور مذکورہ چار طبقوں میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ان میں بہت سی وہ روایتیں بھی ہیں جن کو ملحدوں اور بد دینوں نے قوی سند وضع کر کے روایت کیا، جس سے اسلام کی اصل صورت مسخ ہوئی اور فتنہ و فساد برپا ہوا۔[1]

حضرت شاہ صاحبؒ مذکورہ طبقات کی حدیثوں کا حکم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

"پہلے اور دوسرے طبقہ کی حدیثیں محدثین کی معتمد علیہ اور ان کی توجہات کا مرکز ہیں، تیسرے طبقہ کی حدیثوں کو نقل کرنا اور قابل عمل ٹھہرانا ان محققین و ماہرین کا کام ہے جو اسماء رجال اور علل حدیث سے واقف ہیں۔ بسا اوقات ان سے متابعات و شواہد کا کام لیا جاتا ہے۔ چوتھے طبقے کی حدیثوں کی جمع اور ان سے استنباط میں مشغول ہونا متاخرین کا ایک قسم کا غلو ہے۔[2]"

اس لحاظ سے مستند کتب حدیث میں پہلے اور دوسرے طبقہ کی کتابیں شامل ہوں گی تیسرے طبقہ کی حدیثوں میں ماہرین کی رائے و تحقیق ضروری ہے۔

مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ

داخلی و خارجی نقد کا ٹکراؤ اگر مستند کتب حدیث کی روایت میں ہے اور

---

[1] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغۃ باب طبقات کتب الحدیث۔ [2] شاہ ولی اللہؒ: حجۃ اللہ البالغۃ باب طبقات کتب الحدیث۔

Marfat.com

خارجی نقد کے لحاظ سے وہ صحیح ہے تو پہلے کلامِ نبوّت کی حیثیت سے اس کا محل متعین کرنے کی کوشش کی جائے گی، اگر اس سے ٹکراؤ دور نہ ہو تو پھر داخلی نقد کو بنیاد بنا کر اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اس کے دلائل یہ ہیں:۔

داخلی نقد کی فوقیت کے دلائل

(۱) قرآن حکیم میں ہے:۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ	جب ان کے پاس امن یا ڈر کی کوئی
الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ	خبر آتی ہے تو اس کو مشہور
وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ	کر دیتے ہیں، اگر اس کو رسول اور
وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ	اولوالامر تک پہنچا دیتے تو جو
لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ	ان میں ملکۂ استنباط رکھنے والے
مِنْهُمْ [۱]	ہیں، وہ اس کو پوری طرح معلوم کر لیتے۔

اس آیت میں خبر کی حیثیت متعین کرنے کی جس انداز میں تاکید ہے، اس سے ظاہر ہے کہ صرف راوی کی ثقاہت ہر خبر پر اعتماد کے لئے کافی نہیں ہے، پھر جس خبر سے شانِ نبوت پر حرف آتے یا معیارِ نبوت برقرار نہ رہ سکے، اس میں راوی کی ثقاہت کو بدرجۂ اولیٰ ناکافی قرار دے کر اصل زور نفسِ خبر (داخلی نقد) پر ہو گا، جس کو بنیاد بنا کر فیصلہ کیا جائے گا۔

۲- اس صورت میں داخلی نقد کو بنیاد بنانے کی ایک بڑی وجہ اس کا تقدم ہے کیوں کہ علوم حدیث میں سب سے پہلے داخلی نقد کا وجود ہوا جیسا کہ

---

[۱] نساء - ۸۳

Marfat.com

دورِ صحابہؓ کی بعض مثالیں گزر چکی ہیں، خارجی نقد کا وجود بہت بعد میں ہوا، اب اگر کسی صرف خارجی کو قابلِ اعتماد ٹھہرانے سے "حدیث پر زد پڑتی ہے تو لامحالہ داخلی نقد کو فوقیت حاصل ہوگی۔

۳- محدثین کی درج ذیل صراحت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے:-

کل ما خالف الادلّة	ظنّی حدیث کے متن یا معنی میں جو
القاطعة العلمية من	چیز بھی علمی قطعی دلائل کے خلاف
الاحاديث الظنّية فى متنها	ہو تو بالاتفاق قطعی پر عمل واجب
او معناها وجب العمل بالقطعى	ہے ظنّی پر نہیں۔
دون الظنى اجماعًا [1]	

اسی بنار پر کہا گیا ہے:-

هذه مزية حسنة وانّما	یہ عمدہ فضیلت اور ان لوگوں پر
لا بلغ ردّ على اولئك الّذين	بہترین رد ہے، جو کہتے ہیں کہ
يدعون علماء الحديث لم	علمائے حدیث کو متن کے نقد کی
يَعْرِفُوا نقد المتن ابدًا [2]	معرفت نہیں حاصل ہے،

(۴) قاضی حسن بن عبدالرحمٰن الرامہرمزی (۲۶۵- ۳۶۰) کی کتاب المحدث الفاصل بین الراوی والواعی عام خیال کے مطابق اصول حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے، اس میں ابو عباس حرّانی کے حوالے سے ابو عاصم نبیل کا یہ قول منقول ہے:-

---

[1] محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی۔ الروض الباسم فی الذب عن سنة ابی القاسم کلّ ما خالف الادلة الخ۔ [2] محمد صباغ: مقدمة الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة (موضوعات کبیر کا اصل نام یہی ہے) حواشی محمد صباغ کی تحقیق و تعلیق کے [illegible]

Marfat.com

الریاسة فی الحدیث بلا — درایت کے بغیر حدیث میں سرداری
درایة ریاسة نزلة[1] — ایک ادنیٰ قسم کی سرداری ہے۔

اسی کتاب میں ایک مستقل باب "القول فی فضل من جمع بین الروایة والدرایة" ہے جس میں کئی ایسی روایتیں نقل کی گئی ہیں جو روایت و درایت کو جمع کرنے کی ضرورت اور اس کی فضیلت و برتری کو ظاہر کرتی ہیں[2]۔

"داخلی نقد" کی اس اہمیت کے باوجود ہر موقع پر صرف "خارجی" کو بنیاد بنانا اور بات نباہنے کے لئے حدیث کی ناقابل قبول تاویل سے بھی دریغ نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے "جواہرات" کے ڈھیر میں اگرچند خزف ریزوں کی آمیزش ہو تو ڈھیر کی عظمت اور بلندی اس میں ہے کہ ان کو خزف ریزہ تسلیم کیا جائے، نہ کہ دور از کار تاویل کے ذریعے ان کو "جواہرات" ثابت کیا جائے۔ اس سے "خزف ریزے" تو جواہرات میں تبدیل نہ ہو سکیں گے، البتہ ان کی وجہ سے "جواہرات" کی قدر و قیمت یقیناً گھٹ جائے گی۔

حق و انصاف کی بات

(۵) حق و انصاف کی بات یہ ہے کہ مستند کتب حدیث کی کوئی روایت کتنے ہی ثقہ راویوں سے مزین ہو اگر وہ علمی قطعی دلائل سے ٹکرائے گی، یا اس سے شانِ نبوت پر حرف آئے گا تو ہرگز قابل قبول نہ ہوگی، معیارِ نبوت گرانے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ راویوں کی ثقاہت مجروح قرار دی جائے خصوصاً جب کہ اس امر کا امکان موجود ہے کہ کسی بددین و جھوٹے راوی نے موضوع روایات کو ثقہ راویوں کی حدیث میں داخل کر دیا ہو، اور یہ داخل شدہ روایت ثقہ راوی کی

---

[1] قاضی حسن بن عبد الرحمٰن الرامہرمزی: المحدث الفاصل بین الراوی والواعی القول فی فضل من جمع بین الروایة والدرایة۔ [2] ایضاً۔

Marfat.com

حدیث سمجھ کر روایت کی گئی ہو، یا درمیان سے جھوٹے اور ضعیف راویوں کو نکال کر براہ راست "شیخ" سے روایت کی گئی ہو، جیسا کہ ابن جوزیؒ نے ثقہ راویوں کی موجودگی میں حدیث کے موضوع یا مقلوب ہونے کی دو شکلیں پیش کی ہیں اور اُن کی معرفت کو حد درجہ مشکل قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:۔

فان قوی نظرك ورسخت	اگر تیری نظر قوی ہے اور اس
فی هذا العلم فهمت	علم میں رسوخ حاصل ہے
مثل هذا وان ضعفت	تو اس جیسی صورت کو سمجھ
فاسأل عنه ان كان قد قل	لے گا اور اگر کمزور ہے، تو
من يفهم هذا بل قد عدم[1]	اس کے بارے میں پوچھ
	لے، اگرچہ اُس کے سمجھنے
	والے بہت کم بلکہ نہ ہونے
	کے برابر ہیں۔

شعورِ نبوت کی خصوصیت

داخلی نقد و تحقیق کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ حدیث کا ماخذ (سرچشمہ) شعور نبوت ہے، اس کو جو خصوصیات حاصل ہیں، وہ کسی اور کے "شعور" کو نہیں حاصل ہیں، مثلاً:۔

(۱) نور میں اس کی پرورش ہوئی اور نورانی شعاعیں اس کے جلو میں رہتی ہیں:۔

شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) فرماتے ہیں:۔

---

[1] ابن جوزی۔ کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔

Marfat.com

"جس طرح عقل کا راستہ حواس کے راستہ سے ماوراء ہے کہ جو چیز حواس کے ذریعہ نہ جانی جاسکے اس کو عقل معلوم کرلیتی ہے، اسی طرح نبوت کا راستہ عقل کے راستہ سے ماوراء ہے۔ جو بات عقل سے نہ معلوم ہوسکے وہ نبوت کے ذریعہ معلوم ہوجاتی ہے۔ جو شخص عقل کے ماوراء کوئی ذریعۂ تعلیم نہیں تسلیم کرتا، وہ دراصل نبوت کا منکر اور ہدایت سے ٹکرانے والا ہے۔"[1]

نقد و تحقیق میں افراط و تفریط کے دو گروہ

شعورِ نبوت کا یہ خاص ادراک و مشاہدہ تسلیم کرنے کے بعد اس سے نکلی ہوئی بات (حدیث) عام لوگوں سے ممتاز اور اس کی نقد و تحقیق کا پیمانہ دوسروں کے "پیمانہ" سے یقیناً مختلف ہوگا، ورنہ نبی اور غیر نبی کے کلام میں فرق و امتیاز نہ قائم رہ سکے گا۔

لیکن بدقسمتی سے حدیث کی نقد و تحقیق میں بھی افراط و تفریط نے دو گروہ پیدا کردیئے جنہوں نے نبوت کی قدر و منزلت نہیں پہچانی۔

(۱) ایک گروہ نے کلامِ نبوت (حدیث) کو جانچنے کے لئے اسی "پیمانہ" سے کام لیا، جو عام لوگوں کے کلام کو جانچنے کے لئے مقرر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ہر ایسی حدیث سے انکار کردیا جس میں کوئی علمی حقیقت بیان ہوئی تھی اور رسول اللہؐ کے زمانہ میں وہ مشہور نہ تھی، یا کوئی خوشخبری مستقبل سے متعلق تھی، جس کا ابھی وقت نہ آیا تھا، یا قانونی کلیہ و حکمت کا اصول بیان ہوا تھا جو اس وقت کی ذہنی سطح سے بلند تھا۔ اگرچہ بعد میں اس کا رواج ہوگیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب

---

[1] شیخ احمد سرہندی مکتوبات مجدد ج ۳۔

Marfat.com

وحی تھے۔ اسرارِ غیب سے بھی ایک حد تک واقف تھے، علم و حکمت کی ترویج اور قانون و شریعت کا نفاذ آپ کا خاص مشن تھا۔ اس لئے اگر آپؐ نے کوئی بات ذہنی سطح سے بلند کہی یا قانون و اصول اس انداز سے بیان کئے جو بعد میں فلسفہ یا قانونی کلیہ کے مشابہ قرار پائے تو اس سے نہ شانِ نبوت پر حرف آتا ہے اور نہ کسی مقنن و فلسفی سے متاثر ہونے کا سوال اٹھتا ہے۔

(۲) دوسرے گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب جو بات بھی دیکھی اس کو "حدیث" قرار دینے میں دین و مذہب کی سب سے بڑی خدمت سمجھ لیا۔ خواہ اس کی خاطر کتنی ہی دور دراز تاویل کرنی پڑے اور معیارِ نبوت گر کر کہیں سے کہیں پہنچ جائے، ابن جوزیؒ نے اس گروہ کا ماتم ان الفاظ میں کیا ہے۔

فکم قد افسد القصاص	واعظوں نے موضوع حدیثوں
من الخلق بالاحادیث	کے ذریعہ مخلوق کو کس قدر خراب
الموضوعة کم لون قد	کیا، کتنے چہرے بھوک کی وجہ سے
اصفر بالجوع وکم هائم	زرد ہوئے، کتنے لوگ سفر میں
علیٰ وجهه بالسیاحة وکم	بھٹکتے پھرے۔ کتنوں نے ان
مانع لنفسه ماقد	چیزوں سے اپنے نفس کو روک لیا
ابیح وکم تادك روایة	جو ان کے لئے مباح تھیں، کتنوں
العلم زعما منه مخالفة	نے علم کی روایت محض اس بناء
النفس فی هواها فی	پر ترک کر دی کہ اس میں خواہشات
ذلك وکم موتم	نفس کی مخالفت نظر آئی، کتنوں

Marfat.com

اولادہ بالتزھد و	نے مصنوعی زہد اختیار کرکے
ھوحی وکم معرض	زندگی ہی میں اپنی اولاد کو یتیم بنا
عن زوجته لا یوفیھا	دیا اور اپنی بیوی کے حقوق کو
حقھا فھی لا ایم ولا	نظرانداز کرکے اس کو ایسی
ذات بعل یلہ	حالت میں چھوڑ دیا کہ نہ ان کا
	کوئی شوہر ہے اور نہ وہ بے
	شوہر ہیں۔

عدل واعتدال کی راہ

عدل واعتدال کی راہ یہ ہے کہ مقامِ نبوت تسلیم کرنے کے بعد حدیثوں کے پرکھنے کے اصول وضوابط پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا جائے، اگر اس کے بعد بھی حدیث کی معرفت میں واقعی دشواری قائم رہے تو فقہ کی طرح حدیث میں بھی اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ماہرینِ حدیث کو مزید اصول وضوابط وضع کرنے اور ان کے ذریعہ حدیث کی معرفت حاصل کرنے کا حق ہے۔

ان باب الاجتھاد لم یقفل	اجتہاد کا دروازہ فقہ کی طرح حدیث
فی الحدیث کما لم یقفل فی	میں بند نہیں ہوا، ان دونوں
الفقہ ویجب ان یظل بابہ	علم میں اجتہاد کا دروازہ کھلا رہنا
مفتوحًا فی کل من ھذین العلمین[۲]	ضروری ہے۔

اب تک اس سلسلہ کی کوئی قابلِ ذکر کوشش نہیں کی گئی یا اس کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، مصر کے مشہور مصنف "احمد امین" نے چند اصول

---

[۱] ابن جوزی کتاب الموضوعات فصل وقد کان قد ما العلماء الخ۔ [۲] ڈاکٹر صبحی الصالح: علوم الحدیث ومصطلحہ۔ روایۃ الاحادیث الضعیفۃ والعمل بہا۔

Marfat.com

وضع کئے ہیں، مثلاً:-

(۱) رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث ان ظروف کے مطابق نہ ہو جس میں وہ کہی گئی ہے۔

(۲) تاریخی واقعات اس کے خلاف ہوں۔

(۳) حدیث کی عبارت فلسفیانہ تعبیر سے ملتی جلتی ہو جو رسول اللہؐ کی پسندیدہ تعبیر کے خلاف ہے۔

(۴) حدیث اپنی شرطوں اور قیدوں میں فقہ کے متن کے مشابہ ہو[1]

(۵) حدیث واقع کے مطابق نہ ہو۔

(۶) حدیث وضع کرنے کا کوئی سیاسی محرک ہو۔

(۷) حدیث وضع کرنے کا کوئی نفسی محرک ہو۔

(۸) حدیث اس ماحول کے مطابق نہ ہو جس میں کہی گئی ہے[2]

ان اصولوں کے بارے میں مصنف کا دعویٰ ہے کہ ماہرین حدیث نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، حالاں کہ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ داخلی نقد حدیث کے جو اصول اوپر ذکر کئے گئے ہیں یہ سب ان میں داخل ہیں۔ مثلاً:- نمبر ۱، ۲، ۷ (۱۵) کے تحت ہیں جس میں تاریخی حقائق کی خلاف ورزی کا ذکر ہے۔ نمبر ۳ (۱) کے تحت ہے جس میں رکاکت کی تفصیل ہے نمبر ۴، ۶، ۸ (۲۵) کے تحت ہیں جس میں ہر قسم کی عصبیتوں کا ذکر ہے۔ نمبر ۵ (۱۶) کے تحت ہے جس میں خلاف شواہد موجود ہونے کا ذکر ہے۔ غرض مقام نبوت تسلیم کرنے کے بعد حدیث کی معرفت کے لئے جس نئے اصول کی بھی

---

[1] احمد امین: فجر الاسلام۔ الفصل الثانی الحدیث۔ [2] احمد امین ضحی الاسلام۔ الفصل الرابع الحدیث والتفسیر۔

Marfat.com

ضرورت ہو اس کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اسی طرح جن حدیثوں پر گفتگو ہو چکی ہے ان پر اگر مزید گفتگو کی ضرورت سمجھی جائے تو اس سے انکار نہ ہونا چاہیئے۔ اہلِ علم کی مساعی انتہائی قابلِ قدر ہونے کے باوجود نہ آخری ہیں اور نہ بذریعہ وحی ان کی تصدیق ہوئی ہے۔

ناشر

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

Marfat.com

مختصر حالاتِ زندگی

(از مصنف)

پیدائش ۲۲ شوال ۱۳۴۴ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۲۶ء کو لکھنؤ سے متصل ضلع بارہ بنکی کے مشہور قصبہ سُبّیحہ میں ہوئی۔

خاندان کے لوگ جس بزرگ کے معتقد تھے انھوں نے محی الدین نام تجویز کیا، گھر کے لوگوں نے محمد تقی الدین نام رکھا اور بعد میں صرف محمد تقی سے شہرت ہوئی۔ والد ماجد کا نام عبد الحلیم تھا جو اپنے اخلاق و کردار اور تہذیب و شائستگی میں ممتاز تھے۔ خدمتِ خلق اور قربانی کا جذبہ بے مثال تھا۔ والدہ ماجدہ ایک نہایت مخیّر اور صاحبِ ثروت بزرگ کی صاحبزادی نہایت دیندار اور خدا ترس تھیں۔

تعلیم جب عمر پڑھنے کے قابل ہوئی تو خاندانی دستور کے مطابق والد صاحب نے قصبہ کے دینی مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بٹھایا جس میں حفظ و قرأت کی تکمیل کی اور عربی علوم و فنون کی بیشتر کتابیں اسی مدرسہ میں پڑھیں۔ اس کے بعد جامع العلوم کانپور میں دینی علوم و فنون کی تکمیل کی اور آخر میں مدرسہ امینیہ دہلی سے فضیلت و تکمیل کی سند حاصل کی۔ امینی کی نسبت نظریۂ امانت کی طرف ہے کہ ہر شئے کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان بحیثیت امین، قابض و متصرف ہے " اسلام کا زرعی نظام " میں نظریۂ امانت مغربی نظریۂ ملکیت کے مقابلہ میں پیش کیا گیا تھا اور ابتداء میں ایک تحریک چلانے کا ارادہ تھا اسی کی مناسبت سے اپنے نام کے ساتھ امینی لگانا شروع کیا۔ بعد میں لوگوں نے مدرسہ امینیہ کی طرف منسوب سمجھا۔

اساتذہ نے نہایت محبت و شفقت اور دل سوزی سے تعلیم و تربیت میں حصہ لیا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ ان میں قاری محمد یامین، صوفی افضل علی اور مفتی محمد کفایت اللہ (مفتی اعظم ہند) خاص طور سے قابل ذکر ہیں جن کی علمی و عملی

Marfat.com

تربیت اور حوصلہ افزائی نے زندگی کو وہ متاعِ گراں مایہ دیا کہ جس کا بدل دنیا کی اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

دعوت و تبلیغ دعوت و تبلیغ کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ حفظِ قرآن کے زمانہ ہی سے ٹوٹی پھوٹی تقریر شروع کر دی تھی۔ وطن اور قرب و جوار میں شرک و بدعت کا بہت زور تھا جن کے خلاف آواز اٹھانا بہت مشکل کام تھا۔ لیکن بچپن ہی سے مسجدوں اور محفلوں میں تقریریں کرنے لگا۔ پہلے تو لوگ "بچہ" سمجھ کر برداشت کرتے رہے لیکن بعد میں سخت مخالفتوں اور مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ الزام تراشی، بہتان اور معاشرتی بائیکاٹ وغیرہ سب کچھ ہوا۔ والد صاحب نے اس موقع پر جس ضبط و تحمّل اور قربانی کا ثبوت دیا یہ انہیں کا حصّہ تھا۔ اس زمانہ میں وعظ و تقریر کے علاوہ علماء سے مناظرہ کا بھی شوق تھا۔ طالب علمی کے زمانہ ہی سے یہ سلسلہ شروع ہو گیا تھا لیکن جب "میں" شعور کو پہنچا تو معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ اور حق کی اشاعت میں مناظرہ سود مند نہیں رہا بلکہ اور الٹا نقصان ہی ہوتا ہے۔

درس و تدریس تعلیم کے بعد مدرسہ سبحانیہ دہلی، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جامع العلوم کانپور میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی لیکن چونکہ وہ ہندوستان و پاکستان کی تقسیم، ۱۹۴۷ء کا زمانہ تھا۔ افراتفری پھیلی ہوئی تھی مسلمان انتشار کا شکار تھے۔ کسی ایک جگہ جم کر سال چھ مہینہ سے زیادہ کام نہ کر سکا۔ ۱۹۵۰ء میں ناگپور (مہاراشٹر) چلا گیا وہاں تقریباً چھ سال مدرسہ فرقانیہ اور ہائی اسکول میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ پھر ۱۹۵۶ء میں دار العلوم معینیہ (درگاہ خواجہ معین الدین چشتیؒ) اجمیر میں بحیثیت صدر مدرس اور شیخ الحدیث تقرر ہوا۔ وہاں تقریباً ۷ سال مختلف علوم و فنون کی کتابیں بالخصوص حدیث شریف پڑھاتا رہا۔ ۱۹۶۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ آیا۔ یہاں درس و تدریس اور نظامتِ دینیات کی خدمت سپرد ہے۔

تصنیف و تالیف پہلے تصنیف و تالیف سے کوئی مناسبت نہ تھی قیام ناگپور کے زمانہ میں قرآنِ حکیم میں غور و فکر کا موقع ملا۔ وہیں سب سے پہلے ایک کتابچہ "اسلامی برادری" کے نام سے ترتیب دیا پھر "اسلام کا زرعی نظام" اور "عروج

Marfat.com

وزوال کا الٰہی نظام" لکھا۔ اجمیر منتقل ہونے کے بعد اس سلسلہ کو مزید ترقی ہوئی چنانچہ "فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر، لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر" جیسی ضخیم کتابیں اور بہت سے مقالات لکھے جن میں بعض مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی دعوت پر پڑھے گئے۔ مثلاً فقہ کی تدوین جدید، اجتہاد، موجودہ دور کے اجتماعی مسائل، کائنات میں انسان کا مقام، موجودہ مسائل کس طرح حل کئے جائیں؟ وغیرہ تصنیف و تالیف کا ایک ادارہ علم و عرفان کے نام سے قائم کیا جس سے اوپر کی بعض کتابیں شائع بھی ہوئیں۔ ۱۹۶۰ء میں پاکستان سے مسائل حاضرہ پر چودہ سوالات ہند و پاک کے مختلف علماء کے پاس بھیجے گئے لیکن پاکستان سے صرف مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے اور ہندوستان سے صرف میرے جوابات "اسلام بیسویں صدی میں" نام کی کتاب میں شائع ہوئے۔ دونوں کے یہ جوابات کتاب کے نوے ۹۰ صفحات پر ہیں۔

تحریک چلانے کی کوشش قیام اجمیر کے زمانہ میں فقہ کی جدید تدوین اور مسائل حاضرہ کے حل کرنے کے لئے علماء کرام کو متوجہ کیا اور اس کام کو مستقل تحریک کی شکل دینے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مجلس تحقیقات شرعیہ قائم ہوئی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی دعوت و اصرار پر ۱۹۶۳ء میں اس کام کے لئے ندوہ گیا اور وہاں مجلس کے کنوینر کی حیثیت سے ایک سال کام کیا۔ اس مجلس میں ہندوستان کے چوٹی کے علماء شامل تھے اور دوسرے ممالک کے بعض علماء کو بھی شامل کیا گیا تھا لیکن تجربہ سے ثابت ہوا کہ ذہنی و شعوری سطح ابھی اس قسم کے کام کی متحمل نہیں ہو سکی ہے۔ میری زندگی کا یہ مرحلہ نہایت شدید تھا جس کام کے لئے عرصہ سے توانائی خرچ کر رہا تھا اس میں ناکامی برداشت کر لینا آسان نہ تھا۔ میرے پاس اس قدر وسائل و ذرائع نہ تھے کہ علیحدہ اس کام کو انجام دے سکتا۔

اہل علم کو بیدار کرنے کی کوشش بالآخر مجبور ہو کر مولانا سعید اکبر آبادی کی خواہش پر ستمبر ۱۹۶۴ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ آگیا یہاں حسب معمول تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا اور اسکے ذریعہ اہل علم کے ذہن کو بیدار کرتا رہا چنانچہ احکام شرعیہ

Marfat.com

میں حالات وزمانہ کی رعایت، تہذیب کی تشکیل جدید، حدیث کا درایتی معیار، اجتہاد کا تاریخی پس منظر جیسی ضخیم کتابیں اور بہت سے مقالات لکھے۔ جن میں بعض کتاب جیسی ضخامت رکھتے ہیں مثلاً (بیمہ کی حقیقت و شرعی حیثیت، سٹہ بازی و اسٹاک ایکس چینج پر خرید وفروخت) فقہ کی تدوین جدید میں موجودہ حالت کی رعایت، خلافتِ فاروقی میں آراضی کی تنظیم وتقسیم، ریڈیو پر رویت ہلال کی خبر، جدید دور میں جدید رہنمائی کی ضرورت، ایک اور تہذیب جدید کی ضرورت، شعور نبوت اور شعور اجتہاد کی ضرورت، کیا سیکولر قانون زندگی کی رہنمائی کے لئے کافی ہے؟ روح انسان اور ذکر وعبادت، مفاہمت بین المذاہب، مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی، قرآن کا دستور اساسی وغیرہ۔ ان میں سے بعض مقالے انٹرنیشنل سیمنار میں بھی پڑھے گئے ہیں۔ اہل علم کو بیدار کرنے اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے پندرہ روزہ "احتساب" نکالا جواب تک نکل رہا ہے! اس میں جدید حالات ومسائل کے متعلق مضامین بھی ہوتے ہیں۔ ادارہ علم وعرفان جو اجمیر میں قائم کیا تھا اس کو علی گڑھ منتقل کیا اور کتابوں کی نشر واشاعت کا کام جاری ہے۔ اردو کے علاوہ عربی میں بھی مقالات وکتابیں لکھنے کا سلسلہ ہے چنانچہ القطائع فی الاسلام۔ السیاسۃ فی مصطلح الشریعۃ۔ العقوبات الشریعۃ والمجتمع الجدید۔ الفقیہ فی مصطلح الشریعۃ۔ النشاۃ الانسانیۃ۔ التحلیل النفسی للقوی الانسانیۃ۔ نشاط الدعوۃ توقی الحضارۃ۔ بین الانسان لصناعی والانسان الحقیقی۔ حول الدستور القرانی وغیرہ مختلف عربی رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں اور بعض کتابی شکل میں طبع ہو رہے ہیں اور اب زیادہ تر عربی میں لکھنے کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ رہنمائی اور مدد فرمائے۔

تنظیمی سرگرمیاں علمی مصروفیتوں کی وجہ سے تنظیمی سرگرمیوں سے زیادہ دلچسپی نہ لے سکا پھر بھی اجمیر کے زمانۂ قیام میں صوبہ راجستھان میں دینی تعلیم کو عام کرنے کیلئے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں پر مشتمل ایک تنظیم قائم کی گئی جس کا کئی سال میں صدر رہا اسی طرح مسلم یونیورسٹی کے طلبہ میں دینی بیداری کے لئے "تنظیم اسلامی" کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کا عرصہ تک ناظم رہا۔ وعظ وتقریر اور درسِ قرآن کے ذریعہ یہ کام جاری ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان سب خدمات کو قبول فرمائے اور بقیہ زندگی قرآن حکیم کی خدمت کیلئے وقف کر دے۔ آمین۔

محمد تقی امینی

۱۵ر مارچ ۱۹۸۰ء

Marfat.com

برِّصغیر کے مشہور مفکر و عالمِ دین، تلمیذِ مولانا مفتی کفایت اللہؒ

مولانا محمد تقی امینیؒ کی فکر انگیز اسلامی تصانیف

اجتہاد: اجتہاد کے تاریخی پس منظر اور اصولِ فقہ پر ایک مستند و مفصل کتاب۔

اسلام اور جدید دور کے مسائل: جدید دور کے متعدد اجتماعی مسائل پر جامع اور مدلل بحث۔

حدیث کا درایتی معیار: حدیث کو پرکھنے کے اصولِ درایت کی مفصل وضاحت مثالوں کے ساتھ۔

فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر: فقہ اسلامی کے تدریجی ارتقا اور مآخذِ شریعت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کا تفصیلی بیان۔ اصولِ فقہ کے موضوع پر ایک جامع کتاب۔ خود مصنفؒ کا نظرثانی شدہ ایڈیشن۔

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت: اس نازک مسئلہ پر مصنف نے انتہائی احتیاط اور بصیرت کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ اس موضوع پر ایک انقلاب انگیز کتاب۔ (زیرِ طبع)

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی